دہلی

بارہویں صدی ہجری میں

مطبوعہ
تاج پریس حیدرآباد دکن

مرقع دہلی

از

نواب ذوالقدر درگاہ قلی خان سالار جنگ خان دوران

مقدمہ

از

حکیم سید مظفر حسین

تصاویر

نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ دام اقبالہ

انتساب

سنہ ۱۱۵۱ھ میں حضرت مغفرت مآب نظام الملک آصفجاہ اول طاب ثراہ جب عازم دہلی ہوئے اس وقت **خاندوراں ذوالقدر نواب درگاہ قلی خاں سالار جنگ** و نواب حیدر خاں شیر جنگ آپ کے ہمرکاب تھے۔

یہ تالیف خان دوران نواب ذوالقدر کے ذوق سلیم اور اس عہد کی بہترین یادگار ہے ان دونوں مذکورہ بالا خانوادوں کے ارکان کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد سے اس مبارک **عہد عثمانی** تک ہمیشہ عہد ہائے جلیلہ و مناصب منیعہ پر سرفراز اور نہایت نیک نامی وفا شعاری و جاں نثاری سے متصف رہے۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ اسی خاندان کے رکن رکین اور **دولت علیہ آصفیہ** کے سچے جاں نثار تھے۔ جن کے گوہر شب چراغ **عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر** سالار جنگ دام اقبالہٗ (جو متذکرہ صدر خانوادوں کے فضائل و فواضل کے حقیقی وارث خلاصہ دودمان ہیں) دولت علیہ آصفیہ کی کرسی **مدار المہامی** کو زینت بخش چکے ہیں۔

یہ **تذکرہ** بمناسبت خاندانی موصوف ہی کے نام نامی سے **معنون** کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

احسان فراموشی ہوگی اگر اس موقع پر میں اپنے سراپا عنایت مجسم اشفاق **نواب عنایت جنگ بہادر** دام اقبالہٗ (خلف خانِ دوران نواب رکن الدولہ رکن الملک مغفور) کی اس ذوق علمی و عنایت کا ذکر نہ کروں کہ موصوف ہی کے الطاف کریمانہ سے حقیر کو خان دوران نواب ذوالقدر کے متعلق مفید معلومات عکس تصاویر وغیرہ کا ذخیرہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔

حکیم سید مظفر حسین حیدرآبادی

فہرست مضامین

آغازِ تذکرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۴	فرزول	افزول
۵۳	۱۰	خوالبت کہ	خوابست و
فہرست مضامین (۱) کالم ۴ سطر		نواب میر یوسف علیخاں	عکس نواب میر یوسف علیخاں بہادر سالار جنگ دام اقبالہ
؍؍ کالم ۲	۳	رگھناتھ راؤسے مقابلہ	رگھناتھ راؤسے مقابلہ وفتحیابی
۴	۱۸	ذکرارباطرب	ذکرارباب طرب
انتساب	۴	حیدرخاں	حیدریار خاں
۹	۱	اصفجا ثانی	آصفجاہ ثانی
؍؍	۱۵	نواب رکن الدولہ	نواب تہور جنگ اشرف الدولہ
نقول اسناد ف	۸	دول	دول
۲	۵	مکار	مکارہ
۳	۳	بدستخط نواب مغفرت مآب	بدستخط نواب مغفرت مآب رسیدہ وسند خدمت [illegible] بعد عمل آن منظور [illegible]
۵	۵	فوج دار فواح	فوجدار نواح
۶	۲ بعد سطر درمیانی	تتے	مثنے
		بمیادش	بمیعاد
		موجوداست	موجودات
		ا سوار	ا یا سوار
		صمصام جنگ مرحوم	صمصام جنگ مرقوم
		نیم آنہ ازسہ گزاشت	سہ ونیم آنہ ازگزاشت
		رسدرواب	رسد دواب
		بیارسہ	بیارسہ ۴
		بیارسہ	بیارسہ ۶
حصہ زیریں		[illegible]	[illegible]
۸		منہا سواری سرکار	منہا بتیا لواکی
۱۰		فوجدار فراح	فوجدار نواح
۱۵	۹	خلافت ارشد	خلافت راشدہ
؍؍	۱۵	اسنار	اسناد

صحت اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	تلون	متلون
۸	۱۰	رائے اجازت	رائے واجازت
۱۰	۶	.	ملاحظہ ہو عکس خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ
۱۰	۱۶	اضافہ کیا تھا	اضافہ کیا تھا رکھا
۲۰	۹	ہمراہ رکاب	ہمرکاب
۲۵	۱۳	چنیں ہنگامہ	درچنیں ہنگامہ
۳۲	۱۴	واصحاب غنج ودلال میلے	واصحاب غنج ودلال کذا
۴۳	۵	جمادی الاولیٰ	جمادی الاول
۴۶	۱۴	زرہ	ذرہ
۴۶	۱۷	کہ	چو
۴۷	۵	ہوشں دار	ہوشدار
۵۱	۱۵	بروج	برروح
۵۲	۴	الغوزہ نوازی	الغوزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دہلی

بارہویں صدی ہجری میں

کوئی افسانہ نہیں تیرے فسانہ کی طرح
سب ہی تاریخیں پڑھیں سیکڑوں دفتر دیکھے

قلمرو ہند میں دہلی ہی ایک ایسا مقام ہے جو فرماں روایان ہند کی شاہنشاہیوں کا صدر مرکز ہوتی رہی اور وقتاً فوقتاً مختلف زمانوں میں اپنے بانیوں کے نام کی مناسبت سے اس کے نام بھی مختلف مثلاً ہستناپور، اندرپرست، دلیپ نگر، تغلق آباد، دہلو[1]، شاہجہاں آباد وغیرہ رکھے گئے۔ ایک شہر

---

[1] یہ لفظ عہد فیروز شاہ تک زبان زد خلائق تھا۔ طوطی ہند امیر خسرو اپنے ممدوح "فیروز شاہ" کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں ؎

یا یک اسپم بخش یا ز آخور بفرما بار گیر   یا بفرماں دہ کہ گردوں شبنم و دہلو روم   (مفتاح)

اُجڑنے پر دُوسرا شہر اُسی کے متصل آباد ہُوا۔ مگر ان ناموں میں سب سے زیادہ قبولیت اور عام شہرت دہلی یا دِلّی نام ہی کو حاصل ہوئی جو آج تک زبان زدِ خاص و عام ہے۔ غرض دِلّی کے کوچہ و بازار کی بنیاد تاریخی زمانہ کی آب و گل سے پڑی ہے اُس کے مُنہدم عمارات، شکستہ مقابر، بلند مینار، عالیشان گنبد اپنے اولوالعزم بانیوں صاحب عظمت و جبروت شہنشاہوں کے نشاط انگیز اور عبرت خیز افسانوں کو آج تک یاد دلا رہے ہیں۔

آخری دہلی شاہجہاں آباد[1] کی بناء اور اُس کی آبادی کا فخر مغلیہ خاندان کے اقبالمند تاجدار شاہجہاں[2] کو حاصل ہُوا۔ دہلی اُس وقت طرفہ شان و شوکت اور عجیب عظمت و حشمت کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے:

نہ گرماش گرم و نہ سرماش سرد ۔۔۔ ہمہ جائے شادی و آرام و خورد

نہ بینی دراں شہر بیمار کس ۔۔۔ یکے بوستاں از بہشت است و بس

---

[1] میر یحییٰ کاشی نے بہترین تاریخ "شد شاہ جہاں آباد از شاہجہاں آباد" کہی اور پانچہزار روپیہ صلہ سے سرفراز ہُوا ۱۲ مظفر

[2] شاہجہاں نے ۱۰۳۷ہجری میں جلوس کیا۔ یہ بادشاہ نہایت فیاض اور خیر خواہ رعیت تھا۔ اس کی بنوائی ہوئی عمارات آج تک روئے زمین کی عمارتوں میں بے مثل سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے عہد میں ملک اس درجہ سرسبز و شاداب ہوا کہ کسی عہد مغلیہ میں نہ ہوا ہوگا گویا سلطنت مغلیہ کی عظمت و شان کا ستارہ اس کے عہد میں انتہائے عروج کو پہنچ گیا تھا۔ تختِ طاؤسی اسی شہریار کی نادر یادگار تھا ۱۰۶۸ھ میں اس تاجدار کی سلطنت کا خاتمہ اُسی کے پرہنر بیٹے شاہ عالمگیر کے ہاتھوں ہُوا۔ اور آٹھ برس تک قید کی مصیبتیں جھیلکر ۱۰۷۶ھ میں اس سرائے فانی سے عالمِ جاوِدانی کی طرف کوچ کیا ۱۲ مظفر

چہ ہندوستانِ طراوت سرشت — کہ از شرم او رنگ بارد بہشت
بلندی گرفتہ در و شانِ حسن — زہے مصر و خوبی و کنعانِ حسن

دُوسرا شاعر کہتا ہے

کسے از زندگانی شاد باشد — کہ در شاہجہاں آباد باشد

مگر ہمارا عہدِ موضوع دہلی بارہویں صدی ہجری میں ہے۔ جس کو عہدِ زوال کہنا بجا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلطنت مغلیہ کا آفتاب اقبال نصف النہار سے گزر چکا ہے۔ اس کا جاہ و جلال اور آنکھ نہ ٹھیرنے والا پُر رعب چہرہ لحظہ بہ لحظہ زرد ہو رہا ہے۔ ادبار و انحطاط کے دل بادل گرد و پیش منڈلا رہے ہیں۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کی دبا ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے۔ خود غرض ناعاقبت اندیش وزراء، اُمراء کی باہمی چشمک اور رشک و حسد نے رہی سہی شاہی عظمت و شوکت کو بھی مفلوج بنا دیا ہے۔ کہیں مرہٹے سرکشی و سرتابی اور لُوٹ مار میں مصروف ہیں تو کسی طرف سکھوں نے شور و فساد مچا رکھا ہے اور اُس کی نیمروزہ آن پر ایمان لانے والے بھی زیرِ لب لا احب الآفلین کہہ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے طوفان خیز اور شورش انگیز زمانہ میں دہلی کس درجہ مرکزِ آلام و مصائب نہ بنی ہوئی ہوگی اور کیا کچھ اس کی معاشری و تمدنی

حالات میں انقلاب نہ ہوگیا ہوگا۔ باایںہمہ اس مرقع دہلی کو پڑھیے اور موجودہ متمدن و روشن زمانہ کی دہلی کا اس وقت کے حالات و واقعات سے مقابلہ کیجیے انصاف شرط ہے ممکن نہیں کہ آپ بھی میر[1] کے ہمنوا نہ ہوں اور نہ کہیں۔

دلّی کے نہ تھے کوچے اوراقِ مصوّر تھے جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

یہ مُرقع اسی عہد گذشتہ کی یادگار ہے۔ مؤلف معاصر ہے چشم دید حالات و واقعات کو بے کم و کاست حوالۂ قلم کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمعصرانہ قیمتی معلومات اور اس عہد کی طرزِ زندگی پر معنی آفریں روشنی پڑ رہی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ناظرین کرام سے مؤلف کا تعارف کرایا جائے کہ مرقع ہذا کی اہمیت پر کافی روشنی پڑ سکے۔

مؤلّف کا تعارف

نام و خطابات، تخلص اور اوصافِ ذاتی۔	نواب ذوالقدر لقب، درگاہ قلیخاں نام، سالار جنگ مؤتمن الدولہ، مؤتمن الملک، خانِ دوراں خطاب المتخلص بہ درگاہ

[1] میر تقی نام میر تخلص۔ ریختہ گوئی کے مسلم الثبوت استاد متوطن اکبرآباد۔ دہلی میں عرصہ تک سکونت پذیر رہے عہد آصف الدولہ میں لکھنؤ پہنچے وظیفہ سے سرفراز ہوئے انکے والد کا نام تذکرہ نویسوں نے میر عبداللہ لکھا ہے مگر موصوف نے خودنوشت سوانح حیات "ذکر میر" میں میر علی متقی بیان کیا ہے ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا موصوف کی تصنیفات سے (۱) کلیات جو چھ دیوانوں اور قصائد و مثنویات پر مشتمل ہے (۲) تذکرہ ریختہ گویاں موسوم بہ نکات الشعراء (۳) ذکر میر خودنوشت سوانح حیات یادگار ہیں ۱۲ مظفر

عالی خاندان، خوش خلق، سلیم الطبع، مدبر، شجاع، انصاف پسند، شگفتہ مزاج، سخندان، بدیہہ گو، انشا پرداز، غرض جملہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے متصف تھے[1]۔ جن کا ہم آئندہ خان دوراں یا نواب ذوالقدر کے لقب سے ذکر کرینگے۔

وطن و سلسلۂ نسب نواب[2] ذوالقدر کے آبا و اجداد کا وطن نواحی مشہد مقدس مملکت ایران تھا۔ اور سلسلۂ نسب حسب ذیل واسطوں درگاہ قلیخاں ابن خاندان قلیخاں بن نوروز قلیخاں بن درگاہ قلیخاں بن خاندان قلیخاں جو ترکان بوربورالوس خاناں[3] سیاہ خیمہ کے ایک بڑے سردار سے تھی منتہی ہوتا ہے۔

---

[1] لچھمی نرائن شفیق تذکرہ گل رعنا میں رقمطراز ہے:۔ "(درگاہ قلیخاں) امیرے بود عالیجاہ، دانش آگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچہ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش سفیر را از بیان شیرینش منقار در شکر۔ بلبل ہزار داستان مستفید طلاقت زبانش و گل شگفتہ جبیں در یوزہ گر چہرۂ خندانش۔ چرب زبانی او دل سنگ را موم می ساخت و بہر دل نزدیکی او احبا و اعداء را در دام می انداخت ضمیر منیرش در بدیہہ رسانی بازار آئینہ می شکست و ذات والا صفاتش در بزم افروزی بالا دست شمع می نشست، صولتش دل شیر شرزہ را آب می نمود و شجاعتش گوئے سبقت از رستم دستاں می ربود۔ دیگر اوصاف پسندیدہ عدیل و نظیر نداشت" نیز عبدالوہاب دولت آبادی نے بھی اپنے تذکرۂ بے نظیر میں ذکر کیا ہے۔ (درگاہ قلیخاں) حسن خلق او بوئے عطر اعلیٰ بدماغہا میرساند و گرمجوشی او جام نشاء دوبالا در محفلہا میگرداند در نظم و نثر استعداد بلند دارد و از جولان طبیعت شعر و انشاء را بسرعت تمام ابداع می نماید۔ منظفر

[2] ذوالقدر نام قبیلہ ترک اور ترکی زبان میں قادر انداز کو بھی کہتے ہیں منظفر [3] نواحی مشہد مقدس میں یہ قبیلہ بہادری و شجاعت سے مشہور تھا۔ منظفر

خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے آبا و اجداد

خاندانِ قُلی خاں

خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے جدِّ اعلیٰ خاندانِ قلیخاں علی مردان خاں[۱] کے ہمراہ متعینہ قندھار[۲] تھے۔ شاہ صفی[۳] کی تلوّن مزاجی اور ناقدردانی کی وجہ سے علی مردان خاں نے جب ترک ملازمت کی قلعہ قندھار اولیائے دولت

۱ علی مردان خاں کے والد گنج علیخاں زیک کرد۔ شاہ عباس صفوی اول (ماضی) کی ولیعہدی میں خدمت اتالیقی پر ممتاز اور بعد جلوس بصلۂ خدمات لائقہ مراتب علیائے خانی اور ارجمند بابا کے لقب سے سربلند ہوئے۔ تیس سال تک مستقل کرمان پر حکومت کی۔ بعد فتح قلعہ قندھار ۱۰۳۱ھ شاہِ عباس نے اس قلعہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ گنجعلی نے ۱۰۳۴ھ میں جھروکے سے گر کر انتقال کیا۔ علیمردان خاں نے لاش مشہد مقدس روضۂ منورہ رضویہ میں دفن کی۔ شاہ عباس نے خبر انتقال سنکر علی مردان خاں کو خطاب خانی حکومت قندھار سے سرفراز اور بابائے ثانی کے لقب سے مفتخر کیا۔ شاہ عباس کے انتقال اور شاہ صفی کی ناقدردانی کے باعث علی مردان خاں متوسل بہ دربار شاہجہانی اور حسن خدمات کے صلہ میں مراتب اعلیٰ منصب امیرالامرائی پر فائض ہوئے۔ لاہور میں ایک نہر اب تک موصوف کی یادگار موجود ہے۔ ۱۰۶۷ھ میں مقام ماچھیواڑہ انتقال کیا۔ لاہور میں دفن ہوئے۔ عالم آرائے عباسی مطبوعہ ایران ص ۴۳۲۔ مآثر الامراء ص ۷۹۵ مطبوعہ کلکتہ سوسائٹی (مظفر)

۲ خزانۂ عامرہ ص ۲۲۱ (مظفر)

۳ شاہ عباس صفوی کا پوتا نہایت جابرانہ حکومت کی ۱۶۴۲ء میں بمقام کاشان انتقال کیا۔ قم میں دفن ہوا۔ تاریخ ایران ص ۱۵ (مظفر)

شاہجہانی کے تفویض کرکے بمعیت خانداں قلی خان عازم ہند ہوئے اور لاہور پہنچے۔ خانداں قلی خاں روز شنبہ ۲ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ مع عرضداشت علی مردان خان اور بارہ نفر رومیوں (جن کو شاہ ایران نے بعد فتح ایروان قندھار روانہ کیا تھا) کے ہمراہ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوئے۔ خود نے خلعت اور ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی پائی۔ رومیوں کو بھی خلعت اور چار ہزار روپے خزانۂ شاہی سے مرحمت ہوئے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو جب شاہجہاں نے اختیار پور میں منزل کی اور باغ انبالہ میں جشن منعقد کیا تو خانداں قلیخان ہی کے ذریعہ علی مردان خاں کو خلعت خاصہ[۵۱] و پالکی عاج[۵۲] بایراق طلا روانہ کی[۵۳]۔ علی مردان خاں جب (روز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۰۴۸ھ صوبہ داری کشمیر پر سرفراز ہوئے تو خانداں قلیخاں بھی موصوف کے ہمراہ کشمیر میں تاحیات عزو وقار سے بسر کرتے رہے[۵۴]۔

---

۵۱ خلعت خاصہ۔ اس لباس خاص سے مراد ہے جس کو بادشاہ کسی وقت زیب تن فرمائے۔ صاحب عمل صالح نے اس خلعتِ خاصہ میں پوشش سمور کا ذکر کیا ہے (مظفر)

۵۲ پالکی عاج (سکھپال) بایراق طلا وہ شاہی پالکی جو ہاتھی دانت اور بکارِ زر مرصع ہو۔ ایسی پالکی عموماً بغیر فرمانروا کے کوئی استعمال نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی خلعت کی سرفرازی مخصوص امتیاز پیدا کردیتی تھی (مظفر)

۵۳ بادشاہ نامہ صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ کلکتہ۔ عمل صالح صفحہ ۲۹۶۔

۵۴ گلِ رعنا صفحہ ۴۱۲ قلمی۔

درگاہ قلی خاں اوّل

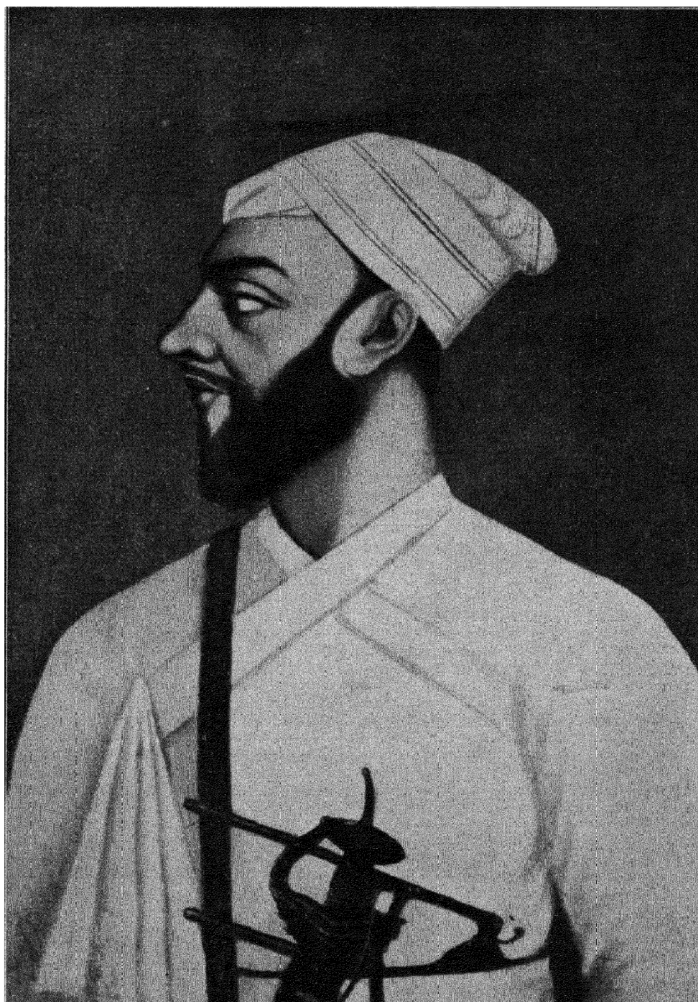
خاندانِ قلیخاں کے بعد ان کے خلف الصدق درگاہ قلی خاں اوّل نے علی مردان خاں کی سفارش پر بارگاہ شاہجہانی سے ضلع ٹھٹھ میں جاگیر و منصب سے سرفرازی پائی۔ خود علی مردان خان نے بطور ضمیمہ اپنے سرکار کی میر سامانی[1] بھی خانِ موصوف کے سپرد کی۔ علی مردان خاں کے انتقال (سنہ ۱۰۶۱ھ) کے بعد شہزادہ اورنگ زیب[2] نے خانِ موصوف کو اپنے منصبداروں میں شریک کر کے افتخار بخشا۔ درگاہ قلی خاں شاہزادہ کے ہمراہ دکن آئے کچھ عرصہ قیام کے بعد ہندوستان کو مراجعت کی اور وہیں انتقال کیا۔[3]

---

[1] میر سامانی کی خدمت اس وقت گویا مرتبۂ وزارت کے مماثل سمجھی جاتی تھی - اسی لیے یہ عہدہ دیوان خانگی کہلاتا اور ہر قسم کا نظم و نسق میر سامان ہی کی رائے اجازت پر موقوف ہوتا تھا۔ (مظفر)

[2] عالمگیر۔ ممتاز محل کے بطن سے ۱۰۲۸ھ شب یکشنبہ ۱۱ ذی قعدہ کو پیدا ہوئے۔ باپ اور بھائیوں پر فتح پائی۔ ۱۰۶۸ھ روز جمعہ غرہ ذیقعدہ کو جلوس کیا۔ دکن کی اسلامی سلطنتیں مفتوح ہوئیں۔ تمام عمر سپاہیانہ میدان داریوں میں گزاری۔ پچاس سال ستائیس یوم سلطنت کر کے نوّے سال سترہ یوم کی عمر میں ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ کو انتقال کیا۔ خلدآباد میں دفن ہوئے خلد مکان لقب پایا۔

[3] خزانۂ عامرہ صـ ۲۲۲



نواب نوروز قلی خان جد نواب درگاہ قلی خان سالار جنگ

نوروز قلی خاں

درگاہ قلی خاں کے بیٹے نوروز قلی خاں دار وار[1] کی قلعداری پر سرفراز کیے گئے۔ تاحیات اس خدمت پر ممتاز رہے اور یہیں انتقال ہوا۔ (ملاحظہ ہو عکس ۱ شبیہہ نوروز قلی خاں) یہ دو شعر[2] موصوف ہی کی طبعزاد ہیں ؎

نشاں نیافت کسے از غبار ما وہنوز　　غبار خاطرِ خلقیم و خاک بر سرِ ما

انچہ بر جستیم و کم دیدیم و درکار است و نیست

نیز ایں معنی بجز آدم کہ بسیار ست و نیست

خاندان قلی خاں

نوروز قلی خاں کے بیٹے خاندان قلی خاں ثانی منصب و جاگیر سے سرفراز ہو کر منصبداران متعینۂ اورنگ آباد میں شریک ہوئے۔ شاہ عالم[3] خلد منزل نے

---

[1] دراصل دھاروار ہے۔ شاہجہانی جلوس کے تیسرے سال ۱۰۳۹ھ میں اعظم خاں، مرحمت خاں، راجہ جھجر سنگھ بندیلہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ عملِ صالح صفحہ ۳۰۹ ج ۱۔

[2] ماخوذ از بیاضِ خاندانی۔ قلمی

[3] ابونصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ غازی۔ بعد وفات عالمگیر ۱۱۱۸ھ میں تخت نشین ہوئے۔ بدیع الزماں اجتبائے خاں نے ظل اللہ دین پناہ سے تاریخ جلوس نکالی بھائیوں پر فتح پائی۔ مرہٹوں کی بغاوت اور سکھوں کی سرکشی کا

(باقی بر صفحہ ۱۰)

سنگمنیر[۱] کی وقائع نگاری اور وہاں کے محالات کی فوجداری پر سرفراز فرمایا
نظام آباد[۲] بالائے گتل فرداپور اجنٹہ کی تعمیر و آبادی حضرت مغفرت مآب
طاب ثراہ کے عہد میں خاندان قلی خاں ہی کے اہتمام سے سرانجام کو پہنچی۔
خانِ موصوف پہلے رکن ہیں جن کا مستقل تعلق دولت علیہ آصفیہ سے
ہُوا۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں مؤلف تذکرۂ ہذا آپ
ہی کے خلف الصدق ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) سدباب کیا۔ نہایت ذی علم اور عالم دوست خصوصاً فقہ، حدیث اور علمِ کلام میں ممتاز زمانہ تھے
علماء سے اکثر مباحثہ و مناظرہ کی صحبتیں رہتی تھیں حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیت اور خلافت بلا فصل
کے قائل ہوئے۔ بعد تحقیق مذہب امامیہ اثنا عشری اختیار کیا ۱۱۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ تاریخ بہادر شاہی قلمی صفحہ ۷ و سیر المتاخرین۔

[۱] سنگم نیر۔ سنگم بمعنی ملنا نیر بمعنی آب۔ کوکن کی جانب شرق سے جو نہر آتی ہے وہ اس مقام پر آب گنگ سے مل جاتی ہے
اسی لیے اس مقام کو سنگمنیر کہتے ہیں۔ غربی حد گھاٹ کوکن اور سرکار کلیان اس کے پایان میں ہے۔ شمالی حد کوہِ
سبھاچل جو کوکن سے ملا ہوا ہے۔ ماہور اور صوبہ برار بلکہ اس سے کچھ آگے تک پہنچتی ہے۔ قلعہ دھرپ وغیرہ اسی
پہ واقع ہیں۔ جنوبی حد کندہ تا ملیبار پایاں میں ساحل دریا بالائی جانب ملک مرہٹہ و کنٹر اور قلعہ خیبر ہے اس سرکار
میں نہایت مستحکم قلعے تھے۔ سوانح دکن قلمی ورق ۲۰۔

[۲] نظام آباد۔ یہ نام حضرت آصف جاہ طاب ثراہ نے ۱۱۶۰ھ میں جبکہ اس کی دوبارہ آبادی میں ترقی اور عمارات
میں اضافہ کیا تھا۔ اور بطریق انعام التمغا خاں دوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں کو عطا فرمایا ملاحظہ ہو نقل سند[۱]

(بقیہ بر صفحہ ۱۱)

خاندوران نواب ذوالقدر درگاه قلی خان سالار جنگ
مؤتمن الدوله مؤتمن الملک



عہد حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ

خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخان سالار جنگ

تاریخ و مقام ولادت	خانِ دوراں نواب ذوالقدر ۲۹ رجب ۱۲۲۱ ہجری بمقام سنگمنیر پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت کی تاریخ خود ہی نے

نظم فرمائی ہے۔ ؎

شد سالِ ولادتش ز روئے الہام درگاہ قلی ز خاندانِ والا

تعلیم و تربیت	فیاضِ قدرت کی طرف سے خان دوران نواب ذوالقدر کو ایک خاص جوہرِ قابلیت عطا ہوا تھا موصوف لڑکپن

ہی سے نہایت ذہین اور ذکی الطبع واقع ہوئے تھے۔ ابتداً گو اپنے والد خاندان قلیخاں کے زیر پرورش رہے مگر موصوف کی حقیقی تعلیم و تربیت حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے زیرِ نگرانی رہی جس کے فیضان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) یہ سند بمہر خانِ دوراں نواب رکن الدولہ رکن الملک مدار المہام دکن ۱۷ رمضان ۱۲۲۰ھ ورثائے نواب ذوالقدر کو عطا ہوئی ہے اس سند میں اس وقت اس کا محاصل چار ہزار آٹھ سو چونسٹھ روپے ساڑھے آٹھ آنے دکھایا گیا ہے۔ مظفر

؎ اس تاریخ میں ایک عدد کی کمی یعنی ۱۲۲۰ھ برآمد ہوتے ہیں۔ مظفر

خان دوراں ہنوز سنِ رشد کو نہ پہنچے تھے کہ اکثر علوم وفنون متداولہ میں بہرہ یاب ہوکر ہمعصروں میں ممتاز ہوئے[1]

منصب و جاگیر | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے حقوق دیرینہ اور خاندوراں کی ذاتی قابلیت پر نظر فرماکر چودھویں سال (۱۱۳۷ھ) آبائی منصب و جاگیر عطا فرمائی۔ مصاحبت میں رہنے کا شرف بخشا اور بیسویں سال ہمراہ رکاب رہنے کی عزت سے سرفراز کیا[2]۔

سفر دھلی | یہ وہ زمانہ ہے کہ خاندانِ تیموریہ کا آفتاب اقبال گھٹا گیا ہے ہند کے آخری شہنشاہ محمد شاہ[3] (رنگیلے) سریرآرائے سلطنت ہیں۔

---

[1] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۲ وگل رعنا قلمی ورق صفحہ ۲۰۶ [2] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۲ وگلِ رعنا قلمی ورق صفحہ ۲۰۶

[3] خاندان مغلیہ کے آخری شہنشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بامداد قطب الملک (سید عبداللہ خاں) وامیرالامراء (سید حسین علیخاں) بمقام آگرہ ۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ تخت نشین ہوئے ۱۱۳۲ھ میں باتفاق بعض امراء ان دونوں اعیان سلطنت (قطب الملک امیرالامراء) کے خاتمہ کے بعد زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نااہلی اور عہدوں کے بے موقع انتخاب سے ارکین سلطنت میں پھوٹ پڑگئی اس اختلال سے مرہٹوں کی قوت حد سے سوا بڑھتی اور وقار شاہی گھٹتا گیا۔ اس پر بادشاہ ورعیت کی عیش پسندی نے سلطنت کو اور بھی کمزور بنا دیا۔ چنانچہ نادرشاہ کے حملہ کے وقت سلطنت گویا عضو مفلوج ہوگئی تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد حالت اور بھی بد سے بدتر ہوگئی تمام صوبے علی الاعلان خودمختار ہوگئے غرض سلطنت کو اس نیجاں حالت میں چھوڑکر بادشاہ نے بعمر ۴۸ سال ماہ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ اس سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا غلام علی ارشد نے انی ذاھب الی ربی سیھدین سے تاریخ وفات نکالی ۱۲ مظفر

دربار گہوارۂ عیش و عشرت اور آماجگاہِ نشاط و طرب بنا ہوا ہے۔ بادشاہ امورِ مملکت سے بے بہرہ ہر وقت ہاتھ میں جام اور مشغول بہ دلارام ہیں زمامِ سلطنت بھی اُن ہی اعیان اور روساء کے ہاتھوں میں جنھوں نے عیاشی اور لہو و لعب کو اپنا شعار اور مقصدِ حیات بنالیا ہے۔

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ عرصہ سے کنارہ کشی اختیار فرماکر دکن میں مستقل فرمانروائی کر رہے ہیں۔ مرہٹوں کی سرکشی روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ ہر طرف تاخت و تاراج میں مصروف ہیں۔[ل] شیرازۂ سلطنت درہم برہم ہو رہا ہے۔

آخرِ کار محمد شاہ نے مرہٹوں کے مقابلے اور ان کی تادیب کے لیے حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ ہی کو منتخب فرماکر اوّلاً کمال دلجوئی اور اشفاق آمیز عنایت ناموں سے سرفراز کیا۔ پھر صوبۂ مالوہ و گجرات کو ضمیمہ دکن بناکر مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب فرمایا۔

خدمت پر سرفرازی اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت مغفرت مآب نے خانِ دوراں کی حسن لیاقت کے باعث جاگیر و منصب، شرفِ مصاحبت و ہمراہِ رکاب رہنے کے اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا۔

ل بدائع وقائع ق۔ ورق ۱۵۰۔ (خود نوشت پنجسالہ سوانح حیات آنند رام مخلص) مظفر

مگر دہلی کی روانگی کے موقع پر خصوصیت سے عہدۂ داروغگی ہرکارہ[۱] سے سرفراز فرماکر خانِ دوراں کو اپنی معیت میں رہنے کے شرف سے ممتاز کیا۔

---

[۱] مآثر نظامی قلمی مؤلفہ منسا رام ورق (۶۴) یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمت ہرکارہ کی اہمیت پر فی الجملہ روشنی ڈالی جائے جس سے اس کی داروغگی کی وقعت اور منزلت کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔ واضح ہو کہ موجودہ زمانہ کی طرح اُس وقت ہرکارہ کی خدمت اس قدر معمولی اور بے وقعت نہیں ہوتی تھی۔ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت یہ خدمت ایک خاص رتبہ رکھتی اور ہر کس و ناکس کو نہیں دیجاتی تھی۔ ہرکاروں کے تقرر کے وقت ان کی راست بازی وفاداری اور مستعدی کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا تھا چونکہ درحقیقت دوسرے لفظوں میں ان کو سوانح نویسی کی سی مہتم بالشان خدمت انجام دینی ہوتی تھی۔ گویا یہ شاہی سوانح نویس سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ جگ جیون داس (ہرکارہ) اپنی تواریخ منتخب معروف بہ تاریخ بہادر شاہی میں رقمطراز ہے۔ کہ ”مسوّد ایں سواد در سنہ یکہزار و یکصد و پنج ہجریہ مقدسہ در سلک بندگی بندہائے درگاہِ عالم پناہ انسلاک یافتہ بخدمت ہرکارگی کہ عبارت از سوانح نویس است سربلند گشت“۔ اب صحیح اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عہدۂ داروغگی ہرکارہ جس پر خاندوراں نواب ذوالقدر سرفراز کیے گئے تھے کس درجہ وقیع اور رفیع المنزلت خدمت تھی جس کو لکھمن لال نے اپنی تاریخ یادگار میں عہدۂ خدمتگاری سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ وہ نواب منیر الملک بہادر کے ترجمہ میں دولت علیہ آصفیہ سے اس خاندان کے توسل اور واقعہ نادری کے تحت حضرت آصفجاہ اور محمد شاہ و قمر الدینخاں کی نظر بندی کا حال اور اس وقت شیخ حیدر (شیر جنگ) یہ جن مناصب جلیلہ پر سرفراز رہے اس کو ناظرین آئندہ کسی نمبر میں ملاحظہ فرمائینگے)

(باقی برصفحہ ۱۵)

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ آخر ماہ ربیع الاول ۱۱۵۱ھ دہلی[1] پہنچے۔ ملازمتِ شاہی سے سرفراز ہو کر بعد اجازت مرہٹوں کی مہم پر روانہ ہوئے ہنوز مہم سر نہ ہوئی تھی کہ غلغلۂ نادری بلند ہوا۔ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے مرہٹوں سے مصالحت کر کے دہلی کو مراجعت فرمائی۔

نادر گردی

نادری طوفان جبکہ باد و باراں کیطرح قندھار، کابل، لاہور کو تباہ و برباد کرتا ہوا دار الخلافہ دہلی سے سو میل کے فاصلہ پر آ پہنچا۔ شاہی لشکر نے بھی کرنال پر مقام کیا۔ برہان الملک ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ[2] کو داخلِ لشکر اور دربار شاہی میں باریاب ہوئے۔ اس عرصہ میں جاسوسوں سے نادری سپاہیوں کے ہاتھوں اپنے بہیر و بنگاہ پر تاخت و تاراجی کی خبر ملی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رفاقت وجاں نثاری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "دران قید ایں شیخ حیدر (شیر جنگ) و درگاہ قلی ہر دو خدمتگار در رفاقت بودند" اس فقرہ کو پڑھ کر بجز اس کے کہ ہم "بریں عقل و دانش بباید گریست" کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ منظفر

[1] فضل علیخاں نے حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے ورود دہلی کے موقع پر تاریخ ذیل لکھکر پیش کی اور ہزار روپے نقد مع اسپ با ساز نقرہ صلہ سے سرفرازی پائی۔ ے

صد شکر کہ ذاتِ دیں پناہی آمد — رونق دہ ملک بادشاہی آمد

تاریخ رسید نش بگوشم ہاتف — گفت آیت رحمتِ الٰہی آمد

[2] بقول گردھاری لال ۱۵ ذیقعدہ۔

بادشاہ سے سرسواری اجازت خواہ ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب امیرالامراء نے بمصلحت وقت منع فرمایا۔ مگر برہان الملک جوشِ شجاعت میں اسی دم شاہی لشکر سے نکل کر سپاہِ نادری پر حملہ آور ہوئے اور لڑتے ہوئے اس کے ہراول لشکر تک پہنچ کر گھر گئے۔ محمد شاہ نے یہ خبر سنکر امیرالامراء کو مدد کے لیے حکم فرمایا امیرالامراء بھی برہان الملک کے شریک کارزار ہوئے۔ نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔ آخر زخمی ہوکر شکست اٹھائی۔ برہان الملک اسیر ہوئے[۱]۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی جاں بخشی۔ امیرالامراء نے واپس ہوکر زخموں کی شدت سے دوسرے روز انتقال کیا۔ حضرت مغفرت مآب منصب امیرالامرائی بخشی الممالک سے سرفراز ہوئے[۱]۔ ۱۶ر ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو حضرت مغفرت مآب نے بادشاہ کی جانب سے اولاً پیام صلح دیکر لشکر خاں و نجم الدین خاں کو نادر شاہ کی خدمت میں بھیجا۔ پھر خود مع عظیم اللہ خاں نادر شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ شرائط صلح طے ہونے کے بعد اسی روز حضرت مغفرت مآب نے شاہی لشکر میں معاودت کی۔ دوسرے روز خود محمد شاہ بتقریب ملاقات مع مخصوص ارکین سلطنت نادر شاہ کی فرودگاہ پر تشریف فرما ہوئے۔ نادر شاہ[۲] نے شاہانہ مراسم مہماندا ری

---

[۱] بدائع وقائع قلمی و تاریخ ظفرمنشہ و تاریخ راحت افزا قلمی۔ تحفۃ الشعراء قلمی ۱۲

[۱] " " " " " " " "

[۲] نادر قلی بن امام قلی قبیلۂ افشار سے تھا۔ سنہ ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ لڑکپن ہی سے جوہر شجاعت اور بہادری کے

ادا کیے بعد سہ پہر محمد شاہ نے اپنے قیام گاہ کو مراجعت فرمائی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ برہان الملک کو منصب امیر الامرائی کی آرزو تھی اور ان ہی کی کوشش سے نادر شاہ مصالحت پر آمادہ ہوا تھا مگر جب برہان الملک کو منصب امیر الامرائی سے مایوسی ہوئی۔ انھوں نے نادر شاہ کو بہت کچھ مال و دولت کی طمع اور قلعہ معلٰے چلنے کی ترغیب و تحریص کی۔ نادر شاہ نے دوبارہ بعض امور کے تصفیہ کے حیلہ سے (۲۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) اولاً حضرت مغفرت مآب پھر (۲۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) محمد شاہ اور فیروز جنگ کو بلا کر نظر بند کر لیا۔ غرض اس وقت حضرت مغفرت مآب کی رفاقت میں بجز خان دوراں نواب ذوالقدر اور نواب حیدر[1] خاں شیر جنگ کوئی رفیق و جاں نثار موجود نہ تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے آثار عیاں تھے۔ سن رشد کو پہنچکر سلطنت ایران کو تباہی سے بچایا تمام مقبوضات افغانیوں روسیوں، رومیوں سے واپس لیے۔ سلطان حسین صفوی اور شاہ عباس ثالث کو معزول کر کے (۱۱۴۸ھ) خود تخت و تاج کا مالک ہوا۔ قندھار فتح کیا پھر کابل پر قبضہ کیا ۱۱۵۱ھ میں ہندوستان پر تاخت کی فتحیاب ہوا۔ دریائے سندھ کی مغرب طرف کا تمام ملک قلمرو ایران میں شامل ہوا۔ ہندوستان سے واپسی کے بعد مشہد کو دار السلطنت بنایا خوارزم، بخارا اور داغستان کو مغلوب کیا۔ اس کی خونریزی کے باعث رعیت ناراض تھی۔ آخر علی قلی خاں حاکم ہرات (جو نادر کا بھتیجا تھا) نے بعض امراء کے اتفاق سے ۱۱۶۰ھ ہجری میں قتل کر دیا۔ اس کے عہد میں حدود سلطنت ایران دریائے سندھ سے کوہِ قاف تک وسیع ہو گئے تھے۔ (جہاں کشائے نادری)

[1] اصلی نام شمس الدین محمد حیدر ہے۔ بن محمد تقی بن محمد باقر بن شیخ محمد علی ابن شیخ اویس۔ سلسلۂ نسب بچند واسطہ

(باقی بر صفحہ ۱۸)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) حضرت خواجہ اویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے۔ جد اعلیٰ شیخ اویس اولاً خدمت تولیت اوقاف مدینہ منورہ پر سرفراز تھے بالآخر مدینہ منورہ سے اپنے بیٹے (شیخ محمد علی) کے ہمراہ بحرین آئے وہاں سے عازم کوکن (کہ جنوبی دکن کنارے دریائے شور واقع ہے) ہوئے۔ کوکن سے عہد علی عادل شاہ میں بیجاپور پہنچے۔ علی عادل شاہ نہایت اعزاز واحترام سے پیش آیا اور اقامت بیجاپور پر مُصر ہوا۔ آپ نے منظور فرمایا۔ علی عادل شاہ نے آپ کے فرزند شیخ محمد علی کی قابلیت پر نظر فرما کر خدمت دبیری سے سرفراز کیا اور ملا احمد نوائتہ (جو فاضل یگانہ اور اس وقت مہام شاہانہ سے مرتبہ مدارالمہامی پر سرفراز تھا) کی دختر سے عقد ازدواج قرار دیا۔ اس مخدرہ کے بطن سے شیخ محمد باقر و شیخ محمد علی عالم ظہور میں آئے۔ شیخ محمد باقر سن رشد کو پہنچ کر خدمت میر سامانی اور شیخ محمد علی عہدۂ مستوفی الممالک پر سرفراز ہوئے۔ عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفیٰ خاں وزیر کی ناموافقت سے عالمگیر کے پاس عرضداشت لکھی۔ عالمگیر نے فرمان طلبی صادر کیا بعد حصول ملازمت شاہی شیخ محمد باقر منصب دو ہزاری و پانصد سوار اور دیوانی شاہجہاں آباد و کشمیر سے ممتاز اور شیخ حید منصب ہزار و پانصدی و سہ صد سوار و دیوانی فوج شاہزادہ اعظم شاہ پر مفتخر کیے گئے۔ شیخ محمد باقر نے بسبب ناموافقت آب و ہوا شہنشاہ عالمگیر سے بواسطہ اسد خاں تعیناتی دکن کی درخواست کی۔ عالمگیر نے ز راہِ عنایت دیوانی تلکوکن نظام شاہی پر سرفراز کر کے مرخص فرمایا۔ شیخ موصوف نے تا قیام بحال عز و وقار بسر کی۔ آخر عمر میں خدمت سے مستعفی اور جاگیر مشروطی سے دست بردار ہو کر اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔ عالمگیر نے جاگیر ذات بحال اور تکلیف نوکری سے معاف فرمایا ۱۱۰۱ھ میں انتقال ہوا۔ علوم معقول و منقول میں فاضل جید اور عالم متبحر تھے۔ تلخیص المرام فی علم الکلام و روضۃ الانوار زبدۃ الافکار آپ کے مشہور تالیفات سے ہیں۔ موصوف کے فرزند شیخ محمد تقی عہد عالمگیر میں منصب سہ صدی اور عہد بہادر شاہ میں منصب پانصدی

باقی بر صفحہ (۱۹)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ نادرشاہ کے ورود دہلی کے بعد (دہلی کے بدمعاشوں کی ہرزہ سرائی کے باعث) قتل و غارت کا بازار گرم تھا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) پنجاہ سوار و بعہد فرخ سیر میں داروغہ جزیہ خجستہ بنیاد سے سرفراز کیے گئے جب حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ فائز دکن ہوئے تو خانِ موصوف کو داروغگی احشام قلعہ جات دکن پر ممتاز کیا ۱۱۴۲ھ شیخ موصوف نے اس عالمِ فانی سے کوچ فرمایا۔ شمس الدین محمد حیدر آپ ہی کے خلف الصدق ہیں ۱۱۱۳ھ میں عالمِ وجود میں آئے عالی بخت (۱۱۱۳) تاریخ تولد ہے کمسنی میں منصب صدی عالمگیری سے مفتخر اور بعد سنِ رشد و تمیز حضرت مغفرت مآب کے زمرۂ متوسلین میں شامل ہو کر باضافہ صدی منصب دو صدی و داروغگی فیلخانہ سے سرفراز ہوئے بعد رحلت شیخ (محمد تقی) باضافہ صدی منصب سہ صدی پر ممتاز اور بوقت روانگی حضرت مغفرت مآب بسوئے دہلی خدمت عرض بیگی سے سرفراز ہوئے اور ہنگامہ نادری کے بعد باضافہ دو صدی منصب پانصدی و خطاب حیدر یار خاں پر مفتخر کیے گئے۔ واقعہ نواب ناصر جنگ شہید کے بعد باضافہ صد منصب ششصدی اور بعد فتح ترچنا پلی باضافہ دو صد منصب ہشتصدی و ہشتصد سوار پر ترقی فرمائی عہد مظفر جنگ میں منصب ہزار و پانصدی و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے عہد امیر الممالک صلابت جنگ میں اولاً منصب پنجہزاری چہار ہزار سوار و پالکی جھالردار و علم و نقارہ و خطاب نیر الدولہ شیر جنگ ثانیاً باضافہ دو ہزاری منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار و ماہی مراتب اور خطاب نیر الملک میر سامانی سے سرفراز کیے گئے پھر دیوانی سرکار ازاں بعد صوبجات دکن پر ممتاز ہوئے آخر بسبب ضعیفی گوشہ نشینی اختیار کی۔ مگر حضرت آصف جاہ ثانی نے باصرار تمام نظامت خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے سرفراز فرمایا۔ پانچ سال تک نہایت عدل و داد و نیک نامی سے خدمتِ مفوضہ انجام دے کر ۱۱۸۹ھ بعمر ۷۶ سال اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ حدیقۃ العالم

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نادر شاہ کے پاس بغرض عفو تقصیر حاضر ہوئے ہیں۔ اس نازک موقع پر خاندوراں نواب ذوالقدر نے جو جاں بازی و سرفروشی کی ہے اس کے متعلق تمام تذکرہ نویس متفق اللفظ ہیں کہ وہ قوت بشری سے باہر تھی[1]

اعتماد | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ خان دوراں نواب ذوالقدر کو لڑکپن ہی سے نہایت عزیز رکھتے اور موصوف کی قابلیت وشجاعت پر اعتماد و بھروسہ فرماتے تھے۔ مگر گذشتہ واقعات نے خانِ دوراں کے اعتبار و اعتماد میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے یہ دستور کر لیا تھا کہ بزمِ نادری میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر اور حیدر خاں شیر جنگ کو ضرور ہمراہ رکاب رکھا کرتے تھے[2]۔

تالیف تذکرہ | تذکرہ ہذا خان دوراں نواب ذوالقدر نے اسی عہد میں تالیف کیا جو معاشری، تمدنی، تاریخی معلومات اور ادبی فوائد گوناگوں سے مالا مال ہے اس کے بغور مطالعہ کے بعد صرف دہلی کے واقعات اور معاصرین کے حالات

---

[1] غلام علی آزاد بلگرامی خزانۂ عامرہ میں رقمطراز ہیں۔ درہنگام نادرشاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ہمراہ رکاب بود جانفشانیہا فوق طاقت بشری تقدیم رسانید ص۲۲۳ اسی طرح لچھمی نراین شفیق نے اپنے تذکرہ گل رعنا میں لکھا ہے۔ درہنگام نادرشاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ملازم رکاب بود جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد قلمی ص۴۰۲ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرہ بینظیر میں لکھتا ہے۔ درہنگام نادرشاہی (نواب درگاہ قلیخاں) ہمراہ رکاب بود طرفہ جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد ص۹ ۔ [2] حدیقۃ العالم ص۱۶۴ ج ۲ ۔

ہی پر عبور نہیں ہوتا بلکہ خانِ دَوراں کی انشا پردازی اور اوصاف ذاتی پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ نیز ایسے واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے جس سے اکثر تاریخی صفحات معرا نظر آتے ہیں۔ مثلاً بعد ہنگامۂ نادری محمد شاہ کا منہیات شرعیہ سے تائب ہونا اور اس ضمن میں ارباب رقص و سرود کو موقوف کرنا ایک ایسا انکشاف ہے کہ اس عہد کی کسی تاریخ میں نظر نہیں آتا ملاحظہ ہو۔ خان دَوراں ارباب طرب کے تحت کمال بائی کے حالات میں خامہ فرسا ہیں:

خاص تاریخی انکشاف

"دریں ولاکہ از سوانح نادر شاہی مزاج بادشاہ دیں پناہ از استماع ساز و نوا انحراف ورزیدہ وارباب نغمہ رایکقلم موقوف گردیدہ"

شبابِ زندہ دلی

ورود دہلی کے وقت خانِ دوراں کی عمر ۲۹ سال تھی۔ گویا ریعان شباب تھا۔ سن کا اقتضا، ماحول کا اثر، رندانہ محفلوں، بے تکلف جلسوں کی شرکت اُس وقت گویا زندہ دلی اور مقصدِ حیات سمجھی جاتی تھی۔ اس کے زیر اثر خانِ دَوراں بھی درگاہوں میں جاتے حال قال کی مجلسوں راگ و رنگ کی محفلوں میں شریک ہوتے۔ تفریح گاہوں اور میلوں کی سیر سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ تذکرۂ ہذا کے ملاحظہ سے ناظرین پر روشن ہوگا۔

ترتیب تذکرہ

اس تذکرہ کی ترتیب نہ ابواب وفصول پر کی گئی ہے نہ اِس پہ

کوئی مقدمہ تحریر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانِ دوران نے یہ تذکرہ تالیف کی نظر سے مرتب نہیں کیا بلکہ بطور یادداشت صرف چشم دید حالات و واقعات کو نہایت سادگی سے قلمبند کیا ہے تاہم جو ترتیب اس تذکرہ کی واقع ہوئی ہے اس سے خانِ دَوراں کے ذوقِ سلیم اور بعض مخصوص صفات پر روشنی پڑتی ہے۔ نیز اس خصوصیت کے زیرِ اثر موصوف کے زورِ قلم اور قوت

انشاء پردازی | انشاء پردازی کا بھی کافی اندازہ کیا جا سکتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلم برداشتہ تحریر میں وہ تمام خوبیاں جو مشرقی لٹریچر میں کلام کی عمدگی کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً عبارت کی سادگی اور بے ساختگی حقائق نگاری کے ساتھ استعارات و تشبیہات کا برمحل استعمال، الفاظ کی شستگی ترکیبوں کی برجستگی، تلمیحات یا اشعار کا جا بجا چٹخارہ وغیرہ وغیرہ موجود ہوں تو موصوف کی خاص تحریر کس قدر بلند مرتبہ ہوگی۔ علاوہ ازیں ایک اور خصوصیت جو خانِ دَوراں کی طرزِ انشاء میں خاص طور پر نمایاں ہے وہ تحریر میں روانی اور قدرت بیانی ہے۔ کہ ہر ایک واقعہ کو اس پیرایہ میں جو اس کے مناسب حال ہو یعنی متانت کے موقع پر سنجیدگی، ظرافت کے محل پر ویسے ہی معنی خیز برجستہ فقرے اس خوبی سے بیان کرتے ہیں جو حقیقتاً تحریر کی جان ہوتے ہیں۔ ناظرین بجائے خود ملاحظہ فرمائیں اور محظوظ ہوں۔ یہاں ہم اب ترتیب تذکرہ کے ضمن میں خانِ دَوراں کے بعض مخصوص صفات پر روشنی ڈالینگے۔

حسنِ عقیدت | ترتیب تذکرہ پر نظر کرنے سے خانِ دوراں کے حسنِ عقیدت کا اظہار ہو رہا ہے۔ چنانچہ موصوف نے سب سے پہلے ذکر قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ سے تذکرہ کا آغاز کیا ہے۔

قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ | یہ مقام دراصل فیروز شاہ کا باغ تھا۔ شاہزادہ فتح خاں کے انتقال ۷۷۰ھ کے بعد بادشاہ نے فرطِ محبت سے شاہزادہ کو یہیں دفن کیا۔ گرد مدرسہ و مکانات بنوائے مسجد تعمیر کی اور نقش پائے مبارک (جو خلیفہ بغداد نے تحفۃً بھیجا تھا) بطور تعویذ قبر پر سنگِ مرمر کا حوضہ بنوا کر نصب کیا۔ چار دیواری کے متصل ایک کشادہ پختہ حوض بنوایا۔ مجاورین حوضہ کو پانی سے ہر وقت لبریز رکھتے اور تبرکاً تقسیم کیا کرتے ہیں۔ زمانہ عرس (ربیع الاول) میں زائرین کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور بڑی دھوم دھام رہتی ہے۔ خصوصاً ۱۲۔ ربیع الاول کو دُور و نزدیک سے غریب امیر زیارت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ عہد مؤلف میں عموماً ہر جمعرات اور خصوصاً ماہ ربیع الاول میں زائرین کی بڑی کثرت رہا کرتی تھی۔ عمائدین شہر کے پاس سے بطریق نذر و نیاز کھانے پینے کا سامان اس قدر آتا تھا کہ تمام فقرا، و مساکین اسی سے سیر و سیراب ہو جایا کرتے تھے۔

قدمِ مبارک حضرت علیؓ | اس کے بعد قدمِ مبارک حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ مقام اب شاہِ مرداں اور علی جی کے نام سے مشہور ہے۔ نقشِ پائے قدس

سنگِ مرمر کے حوضہ میں جمایا اور حوضہ کے نیچے سنگِ مرمر کا فرش کرکے اطراف
سنگِ مرمر ہی کا محجر بنایا گیا ہے۔ حوضہ کے کنارہ پر یہ شعر کندہ ہے ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

۱۳۰۱ھ

راسخ الاعتقاد حضرات نے گرد و اطراف میں بہت سی عمارتیں تعمیر کرکے سعادت دارین حاصل کی ہے۔ اکثر عمارات پر تاریخی کتابے نصب ہیں ہزاروں زائرین حاضر ہوتے اور مقاصد دلی میں کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی بیسویں اور غرۂ محرم سے ۱۲ تاریخ تک خاص مجمع رہتا ہے۔ عہد مؤلف میں عموماً بروز شنبہ زائرین اور حاجتمندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ محرم کو (بروز زیارت حضرت خامس آلِ عبا) خصوصیت سے اہلِ عزا برسم پُرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہو کر مراسم تعزیت بجالاتے تھے۔ اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا تھا کہ زیارت سے محروم رہے۔

مزارات اور درگاہ اولیا

زاں بعد مزارات اور درگاہوں کا ذکر مثلاً درگاہ قطب الاقطاب (خواجہ بختیار کاکی) قاضی حمید الدین ناگوری، سلطان شمس الدین غازی۔ نظام الدین اولیا، امیر خسرو، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی۔ شاہ ترکمان بیابانی، باقی باللہ شاہ بایزید اللہ شاہ عزیز اللہ، مرزا بیدل۔ عرس خلد منزل و مہر مشرف کے اعراس اور خوارق عادات کا ذکر نہایت خوش اسلوبی سے کیا ہے۔

پاک مشربی | متذکرۂ بالا اعراس کے تذکرہ میں ذکر عرس خلد منزل پڑھنے سے خان دَوراں کی پاک مشربی پر ایک خاص روشنی پڑ رہی ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ (باوجود رندانہ محفلوں اور بے تکلف جلسوں کی شرکت کے) خانِ دَوران کا دامن نجاست کے بدنما دھبوں سے پاک ہے۔

عرس خلد منزل | یہ عرس ۲۳ محرم کو حسب الحکم مہر پرور باہتمام حیات خاں ناظر منعقد ہوتا۔ ایک مہینہ قبل سے تیاری کی جاتی اور انواع واقسام کے اسباب وآرائش سے زینت دیجاتی دلچسپی بڑھانے کے لیے ہر قسم کی ممکنہ صورتیں اختیار کی جاتی تھیں عرس کیا تھا۔ سچ پوچھئے تو ایک خاص بزم رندانہ یا ہر قسم کے فسق وفجور کی آماجگاہ تھی۔ اس کی حقیقی اور پرلطف تصویر خان دَوراں کے قلم مانی رقم سے کھچی ہے۔ ہم صرف اس ذکر میں جو آخری فقرہ موصوف کے زبانِ قلم سے بے اختیار نکل گیا ہے۔ جس سے خانِ دَوراں کی پاک مشربی کا اظہار ہو رہا ہے نقل کرتے ہیں۔ وھو ھذا۔

چنیں ہنگامہ چشم بستن عین مصلحت وبصر نکشودن محض بصیرت

اعراس کے تذکرہ کے بعد چوک سعد اللہ خاں اور چاندنی چوک کے مرقع دکھائے ہیں۔

چاندنی چوک کا ایک واقعہ جس سے اس عہد کی خوشحالی اور دولتمندی پر روشنی پڑ رہی ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔

بارہویں صدی کی خوشحالی اور دولتمندی

واقعہ یہ ہے کہ ایک رئیس زادہ چاندنی چوک کی سیر کا مشتاق ہوتا ہے۔ بیوہ ماں تہیدستی کے عذر کے بعد اس کے متروکہ پدری سے ایک لاکھ روپیہ دیتی اور کہتی ہے کہ چوک کے نفائس اور نوادر گو اس قلیل رقم سے نہیں خرید کیے جا سکتے ہیں مگر اب اسی قلیل رقم کو اپنے ضروری مصارف کے لیے لیجاؤ۔ اسی طرح ایک اور واقعہ جو اس عہد کی خوش حالی پر روشنی ڈال رہا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ ضمناً خانِ دَوراں کی راست گوئی پر بھی شعاع پڑ رہی ہے۔

خوشحالی کا دوسرا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ بہنیا ئے فیل سوار اس عہد کی مشہور طوائفین میں ایک ممتاز طوائف تھی۔ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کو اس سے خاص تعلق تھا چنانچہ نواب موصوف نے ایک مرتبہ صرف اسباب تجرع (جام و صراحی) مرصع برسم تحفہ جو اُسے دیا تھا وہ ستر ہزار روپیہ قیمت کا تھا[1]

چاندنی چوک کے ذکر کے بعد معاصر مشائخین عظام و فقراء کا تذکرہ کیا ہے ان بزرگوں کے حالات پڑھنے کے بعد خانِ دَوران کے ادب و تہذیب

ادب و تہذیب

اور اس عہد کے حسنِ اخلاق پابندی وضع حسن معاشرت کا

---

[1] موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ دہلی کی دولتمندی اور اس اجڑی ہوئی دہلی کی خوشحالی کا توازن فرمائیے اور دیکھئے۔

نفاوتِ رہ از کجاست تا بکجاست

کی کس حد تک مصداق ہے۔ مظفر

مرقع پیشِ نظر ہو جاتا ہے۔

شاہ سعداللہ | چنانچہ شاہ سعداللہ (جو ایک نہایت مردِ بزرگ اور اس وقت کے ممتاز مشائخین میں شمار ہوتے تھے) کے متعلق لکھتے ہیں:—

علوجلالت وسمو مناقب ایشاں از اندازۂ تحریر و ترقیم بیرون است و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از احاطۂ گزارش بیروں۔

شاہ غلام محمد داول پورہ | اسی طرح شاہ غلام محمد داول[1] پورہ کی علو منزلت اور شکوہ وحشمت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

---

[1] داول تخلص کی ایک مثنوی موسوم بہ ناصری نامہ راقم کی نظر سے گذری جو تین سو چھپن اشعار پر مشتمل ہے اور ایک شب میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس تخلص سے اس وقت تک جو مصنف کے حالات کا پتہ چلا ہے۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی شیخ عبداللطیف المخاطب بہ دوا الملک معروف بہ شاہ داول کی تصنیف ہے شاہ صاحب موصوف اولاً سلطان محمود بیکرہ کے روسائے عظام سے تھے۔ مگر بمصداق الفقر فخری ترک لباس دنیوی کے بعد مسند فقر پر رونق افروز ہوئے۔ اس مثنوی میں زن و شوہر کے تعلقات اور حقوق شوہر کو مختلف عنوان اور دلچسپ پیرایہ سے سمجھایا ہے۔ آغاز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ناریاں سنو پیو کی بیاں (عورت، خاوند) | پیو باج کوئی پیارا نہیں (بغیر)
بن پیر کہے نا ہوے عیاں (بعید) | پیو باج کوئی پیارا نہیں

جس کو عقل ہور گیان ہیں (ہوش) | پیو سوں وہی احسان ہیں
پیو جیو کا سلطان ہے (دل) | پیو باج کوئی پیارا نہیں

دنیا فنا ہوشیار ہو | پیو تھی نکو بیزار ہو
جیو سوں سچی اختیار ہو | پیو باج کوئی پیارا نہیں

جن میں جنم کا ہے بنا | تل تل گھڑی اس کو منا
ناچیز ہے دنیا فنا | پیو باج کوئی پیارا نہیں

دور باشش شکوہ فقرا ایشاں صولت اغنیا ر برعشہ می آرد و کلمات عظمت سیماش دولتمنداں را درلرزہ می افگند۔

شاہ صاحب موصوف ہی کے حالات میں اس عہد کی پابندی وضع ملاحظہ فرمائیے کہ بادشاہِ وقت (محمد شاہ) اور رؤسا و عمائدین شہر کی جانب سے شاہ صاحب موصوف سے یومیہ قبول کرنے کا اسرار بحدِ مبالغہ پہنچا ہے مگر خود داری یہ ہے کہ

" ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرۂ توکل مستقیم و استقلال وضعش در ناز و نعیم۔

ان ہی کے اوصاف میں لکھا:۔

با وضع و شریف و با اغنیا و غربا یکساں سلوک است از بزرگان زمانہ اند و در فتوحات و جوانمردی یگانہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) خاتمہ پر لکھتے ہیں۔

دیکھیا دنیا کی دھات میں کیتا فکر ایک رات میں بولیا زناں کی بات میں بیو باج کوئی پیارا نہیں

مقطع ملاحظہ ہو۔

زن تی ہوا جیکوئی دکھیا دکھ نارتی سینا پکیا دو مین یوں داول لکھیا بیو باج کوئی پیارا نہیں

اس مثنوی سے لسانیات خصوصاً گجراتی زبان پر بہت کچھ روشنی پڑ سکتی ہے مگر یہاں ہمیں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ شاہ غلام محمد داول پورہ جیسا کہ ان کے لقب سے ظاہر ہو رہا ہے اسی سلسلہ کی ایک فرد ہیں۔ یہ وہ بزرگ تھے کہ حضرت مغفرت مآب انکی محفلِ سماع میں خود حاضر ہوا کرتے تھے صاحب مآثر نظامی نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے موصوف کی علو منزلت اور حضرت مغفرت مآب کی روشن خیالی و اعلیٰ دماغی پر روشنی پڑتی ہے۔ منظفر

پھر شاہ محمد امیر، و شاہ پانصدمنی، درویش صلوٰۃ خوانی، و سید محمد، مجنوں نانکشاہی، شاہ کمال، شاہ رحمت اللہ وغیرہ کا بلحاظ حفظ مراتب ذکر کرتے ہوئے ہم بزم احباب

روساو ہم بزم احباب | درروسا کا تذکرہ کیا ہے ان حالات کے تحت خاندوران کی نذر دلی و راست گوئی کی بہت سی مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں۔

اعظم خاں | ازانجملہ اعظم خاں ولد فدوی خاں برادر زادہ خانجہاں عالمگیری کی رنگیں مزاجی، بزم آرائی، فیاضی، فراخ حوصلگی، فن موسیقی سے دلچسپی وغیرہ وغیرہ کا

راست گوئی | تذکرہ کرتے ہوئے موصوف کی امرد پرستی و شاہد بازی کے متعلق صاف طور پر لکھتے ہیں۔

طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بجبت سادہ رویاں دربند۔

پھر اس گروہ کی ناز برداری خاطر و تواضع کے ذکر میں لکھا ہے۔

"غرض ہرجا سبزہ رنگے بنظر می آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہر کجا نو خطے جلوہ می کند از وابستہائے آں عظیم الشان"۔

مرزا منو | اسی طرح مرزا منو (جو اس عہد کے روسا زادوں میں تھے) کی امرد پرستی کا نقشہ اور ان کی اس فن میں یگانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیانہ مجمع پریزاد ہر نو خطے رنگیں کہ بایں محفل ربط ندارد فرد باطل است و ہر ملیحے کہ بایں مجمع مربوط نیست درحلیہ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہداں است و بزمش محک امتحان

گلرخاں - نقد قراضہ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست
چہ شد مثل طلائے دست افشار است وسیم جمال تا درکوزہ مجمعش گذار نیابد
چاندی نیست ؛ چہ شد کہ زر نقرۂ خالص است -

لطیف خاں | زاں بعد لطیف خاں (جو اس عہد کے امرا میں تھے اور فنِ موسیقی
میں یکتائے روزگار سمجھے جاتے تھے) کی لطیفہ گوئی' بذلہ سنجی' بزم افروزی'
عیش پسندی کا ذکر کیا ہے - یہ ذکر کرتے ہوئے ان کی وضعداری پر بھی روشنی ڈالی

اس عہد کی وضع داری | ہے جس سے اس عہد کی وضع داری کا ایک خاص نمونہ
پیشِ نظر ہو جاتا ہے وہ یہ کہ موصوف کی دولت و بضاعت جب صرفِ
پا انداز شاہی ہو چکی اور حشمت و اقبال نے جواب دیدیا باوجود اسکے موصوف نے
اس وقت بھی (گو سابق کے مثل ہجوم نہ ہوتا تھا مگر) مخصوص احباب سے
محفلِ عیش و عشرت کو اسی طرح منعقد رکھا - چنانچہ لکھتے ہیں :-

"الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست
لیکن مردم مخصوص جمع می شدند ویکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش می گزرانید"۔

اِس کے بعد کیفیت بسنت اور مقامات متبرکہ کا ذکر کرتے ہوئے
یازدہم میرن[1] کا ذکر کیا ہے - اِس ذکر میں خصوصیت سے خانِ دوراں کے

---

[1] میرن تخلص صادق علیخاں نام پسر میر جعفر علی خاں ناظم بنگالہ - شاہزادہ علی گوہر جب اپنے والد
احمد شاہ سے ناراض ہو کر بغرض تسخیر بنگالہ پہنچے تو یہی میرن مع فوج شاہزادہ کے مقابلہ میں فوکش تھا -

باقی صفحہ آئندہ

قلم کی بیباکی وراست گوئی کا اظہار ہو رہا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یکایک ایک شب بجلی گری اور میرن کی خرمنِ ہستی کو مع دو خدمتگاروں کے فنا کر دیا۔ تحفۂ احباب مؤلفہ عبدالکریم صفحہ موصوف کا نمونہ کلام اُردو (جو ایک قدیم بیاض میں حقیر کے کتابخانہ میں موجود ہے) نمونتہً ہدیۂ ناظرین ہے:۔

ہے نورِ خدا محرمِ اسرار پہ صلوات — من بعد وصیِ حیدرِ کرار پہ صلوات

سب لوح و قلم عرش و کرسی ہوا مداح — سب اولیوں کے قافلہ سالار پہ صلوات

سلطان شجاع میرِ عرب شاہِ دلاور — امت کی شفاعت کے کرنہار پہ صلوات

یا حیدرِ صفدر میری مشکل کرو آساں — ہے شاہِ دو عالم کے مددگار پہ صلوات

تم مہرِ نبوت کے جگر از دل و جاں ہو — تجھ شیرِ خدا دلدل اسوار پہ صلوات

کر میری مدد واسطے خاتونِ قیامت — ہے تجھ سے ہر ایک دفتر و دربار پہ صلوات

تم باپ ہو شبیر و شبر یا شہ عالی — تجھ دست بدیں قاتلِ کفار پہ صلوات

سُن میری عرض عابد و باقر کے تصدق — جعفر کے بہر گلشن گلزار پہ صلوات

تم وارثِ کونین ہو یا موسیٰ کاظم — سُلطان رضا شاہِ خراسان پہ صلوات

از روئے تقی داد میری دے میرے مولا — سردار نقی روشن انوار پہ صلوات

یا عسکری رکھ لاج میری ہر دو جہاں میں — اور مہدیٔ دیں ہادی سالار پہ صلوات

میرنؔ کو شب و روز ہے صلوات کا کہنا

لازم ہے وہ معصوم دہ و چار پہ صلوات

مناجات سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف منہیات شرعیہ سے اس وقت تائب ہو گئے تھے۔ ۔ ہ قائل

یازدہم میرن | یہ محفل نامبردہ کے مکان پر ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ منعقد ہوتی ہر قسم کے تکلفات اور اسباب آرائش سے زینت دی جاتی۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع خاص طور سے خاطر خواہ کی جاتی۔ تمام شہر کی زہرہ جبین نامور طوائفیں اور امارد ہائے رنگین کے ہجوم سے موصوف کا مکان گویا نمونۂ بہشت شداد بنا رہتا تھا۔ غرض اس محفل کا مرقع کھینچتے ہوئے اولاً میرن کی منکسر مزاجی، وسعت اخلاق کثرت تواضع، مہمان نوازی، سلیقہ بزم آرائی ارباب رقص و نشاط سے ربط وضبط، حسینوں مہ جبینوں کی تسخیر اور اس خصوص میں موصوف کی رسوائی اور وزیر الممالک کے مزاج میں درخور اور رسوخ پانے کا اظہار کرتے ہوئے وزیر الممالک کی بادہ خواری و حسن پرستی کا صاف صاف الفاظ میں تذکرہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں :۔

نامبردہ ہرچند یکہ بوفور انکسار و وسعتِ اخلاق و کثرت تواضع و رعایت مہمانداریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران خود است لیکن بعلاقۂ دارودلگی ارباب رقص و نشاط و تقریب مرجعیت اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیرالممالک بتجرع میلے دارند و با اہلِ حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال میلے ازانجاکہ توجہ خاطر بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسوں تسخیر می کند از دیگر مصاحبانش مکرم۔

پھر دوازدہم سرائے عرب کا تذکرہ کیا ہے ۔

سرائے عرب | یہ سرا ۹۶۸ھ اکبری میں تعمیر ہوئی۔ حمیدہ بانو بیگم عرف حاجی بیگم محل ہمایوں بادشاہ نے تین سو عرب سو سادات عظام سو مشائخین کبار اور سو عام عرب حرمین شریفین سے لاکر آباد کیے تھے۔ عہد محمد شاہ تک یہ مقام عربوں کی بود و باش ہی کے لیے مخصوص تھا۔ بارہویں ربیع الاول کو دوازدہم ہوتی تمام شب عربی قصائد (مدحیہ حضرت سرورِ کائنات) پڑھے جاتے مناقب و مولود خوانی نہایت خوش الحانی سے ہوتی تھی۔ شوقین مزاج بھی ملیحانِ عرب کی نظارہ بازی کے لیے شریکِ محفل ہوتے غرض خاصہ مجمع ہوتا۔ انواع و اقسام کے عربی کھانوں سے مہمانوں کی ضیافت کی جاتی قہوہ کا دور چلتا ختم پر خرمائے تازہ و خستہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ خانِ دوران بھی ایک مرتبہ سید حشمت خاں کے ہمراہ شریک محفل ہوئے اور موصوف کی بھی قہوہ سے ضیافت کی گئی موصوف کی زبانی کیفیت قہوہ خوری ملاحظہ ہو۔

"پیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل می کنند علی الاتصال بردم تکلیف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان در ردّ و قبول سخت ازیت میکشند۔"

اس کے بعد دوازدہم خان زماں کی زیب و زینت و آثارِ متبرکہ کی زیارت وغیرہ کے ذکر کے بعد۔ کسل پورہ کا تذکرہ کیا ہے۔

کسل پورہ | یہ مقام کسل سنگھ نے (جو محمد شاہی ہزاریوں اور دولت و ثروت

میں ممتاز تھا) نہایت خوش منظر دپر تکلف بنوایا۔ اور فواحشان روزگار وزنانِ بازاری کو بسایا تھا۔ او باشوں شہوت پرستوں کا مسکن و مامن تھا۔ محتسب کی مجال نہ تھی کہ اس احاطہ میں قدم رکھ سکے یا کسی پر احتساب کرے ہر ایک اپنے مشرب میں آزاد تھا ہر طرف نا و نوش کا ہنگامہ اور ہر وقت صدائے چنگ و رباب بلند رہتی تھی اس کے بعد ناگل کے میلہ کا ذکر کیا ہے۔

ناگل کا میلہ | ناگل نامی کوئی شخص صاحب کمال اس احاطہ میں دفن ہوئے تھے۔ یہ احاطہ خواجہ بسنت اسد خانی کی سرا سے متصل تھا۔ ہر مہینے کی ۲۷ ہر تاریخ دہلی کی شوقین مزاج تماشہ بیں عورتیں بن سنور کر زیارت کے بہانہ سے آتیں اور اصل مدعائے دل سے کامیاب ہوتیں اس مقام کی برکت یا ان بزرگ کے تصرفات سے تھا کہ ہر وارد و صادر جو بھی یہاں پہنچ جاتا تھا وہ کوئی نہ کوئی جلیس و دمساز سے ہمکنار اور شراب وصل سے ضرور سرشار ہوتا تھا۔ بلاکشانِ محبت سویرے ہی سے منزلِ مقصود کا رُخ کرتے اور ہر شام واپس ہوتے تھے۔ اس کے بعد ریتی مہابت خاں کا ذکر ہے۔

ریتی مہابت خاں | یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں بروز یکشنبہ بکثرت پہلوان اور تماشائی جمع ہوتے پہلوانوں میں زور آزمائی اور کشتی ہوتی ہر ایک اپنے جوہر کمال دکھا کر ناظرین کو خوش کرتا تھا اور بعد برخواست شیرینی تقسیم کی جاتی تھی۔

شعرائے معاصرین | ازاں بعد بعض شعرائے عصر مثلاً میرزا جانجاناں۔ معنی یاب خاں

شیخ علیؒ حزیں۔ سراج الدین علی خاں آرزو۔ مرزا محمد افضل ثابت۔ ابراہیم علیخاں راقم میر شمس الدین مفتوں۔ عبدالخالق وارستہ۔ گرامی۔ مرزا ابوالحسن آگاہ۔ حلیما وغیرہ کے حُسنِ بیان، حُسنِ اخلاق، قادر الکلامی، نازک مزاجی۔ بزم آرائی کا تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ خانِ دوراں خود بھی شاعر تھے اس لیے جستہ جستہ مقام پر روانیٔ قلم میں شعرا کے مخصوصات کلام کا بھی ذکر آگیا ہے۔ مثلاً حلیما کے کلام کے متعلق لکھا ہے۔

"طورِ کلامش بطورِ اسحٰق اطعمہ"

اسی حلیما کی یادداشت کے متعلق لکھتے ہیں کہ پچاس ہزار متقدمین اور متاخرین کے ابیات اس کو یاد تھے۔ یا گرامی کشمیری کے حالات میں لکھا ہے کہ باوجود مولویت ذوقِ شاعری بھی تھا۔ اپنے کلام کی بیاض ہر وقت بغل میں لیے رہتے اپنا تمام کلام منتخب سمجھتے اور تازہ گوئی کے دعوے میں اس درجہ غلو کرتے کہ مشاعرہ کو مناظرہ کی حد پر پہنچا دیتے تھے۔ زاں بعد مشہور مرثیہ گو، مرثیہ خوانوں اور ہر ایک کی طرز خواندگی سوز و گداز، مضامین درد و الم میں ایک دوسرے پر تفوق۔ سامعین کا ان کی خواندگی کی مجلسوں میں ہجوم۔ ایک دوسرے پر سبقت اور مراسم تعزیت ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی مرثیہ گو شعرا کا ذکر ہے جنھوں نے اس وقت ریختہ گوئی میں علم استادی بلند کیا تھا۔ مثلاً منقبت کہنے میں پسر لطفِ علی خاں کے متعلق لکھا ہے۔

ومنقبت در ریختہ بطمطراق وساز وسامان مالاکلام میگوید۔
یا مسکین وحزیں وغمگیں تینوں بھائیوں کے حالات میں لکھا ہے کہ

ہر سہ برادراند ووے بزبان ریختہ مرثیہ گفتن مہارتے تمام دارند۔ درہمہ شہر کلام اینہا شہرت دارد و در واقع ہر سہ کہ بسیار خوب مرثیہ می گویند۔

یا محمد ندیم کے متعلق لکھا ہے۔

مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسیانِ مضمار فارسی زمیں گیر می شوند

پھر ارباب طرب کا ذکر ہے جس کے تحت بین نواز، قوال، طنبورچی، ربابی، سارنگی نواز، ڈھولک نواز، دمدمے نواز، سبوچے نواز، بھگت باز، شکم نواز، زنگولہ نواز، مورچنگ نواز، نقال۔ امرد، اور طوائفین کا ذکر کیا ہے۔ ان کے حالات پڑھنے سے گو اس عہد کی عشرت پسندیوں کا مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ جو بھی جس فن کا ماہر ہے وہ اس فن میں کامل اور یگانہ روزگار ہے مثلاً ایک طوائف ادا بیگم کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ جب محفل میں آتی پاجامہ نہیں پہنتی تھی۔ بجائے اس کے اسفل بدن کو اس خوبی سے رنگتی اور نقش و نگار سے آراستہ کرتی کہ گویا گلبدن یا کمخواب کا پاجامہ پہنے ہوئے ہے بڑی خوبی یہ تھی کہ سوائے آشنا کے کوئی اور پہچان بھی نہ سکتا تھا۔

اسی طرح ایک نقد نام معروف بہ شاہ درویش مادرزاد نابینا کی سبوچہ نوازی کا ذکر کیا ہے کہ یہ اس چابکدستی اور خوش اسلوبی سے سبوچہ بجاتا کہ ڈھولک نواز

استادوں اور پکھاوجی کی پیشانیوں سے عرق خجالت ٹپکتا تھا اس نے خود ایک ایسا بے مثل ساز اختراع کیا تھا کہ اس سے ڈھولک وپکھاوج اور تنبورہ تینوں صدائیں نکلتی تھیں اس ذیل میں ایک اور نابینا کی شکم نوازی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا پیٹ مانند سیاہ بختوں کے سیاہ ہوگیا تھا۔ اور یہ شخص موافق اصول وقانونِ ڈھولک وپکھاوج شکم اس خوبی سے بجاتا تھا کہ اکثر طوائفین اس کی شکم نوازی پر رقص کرتی تھیں۔

اسی طرح سلطانہ امرو کے ذکر میں لکھا ہے کہ سبزہ رنگ تھا بارہ سالہ عمر تھی مگر رقاصی میں طرفہ ادائیں اور بلا کی شوخیاں کرتا گانے سے ایک عالم کو مفتوں اور خلائق کو دیوانہ بناتا تھا اور اس عمر میں فن موسیقی میں اس درجہ کمال حاصل کیا تھا کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہوسکتا۔ بڑے بڑوں سے مقابلہ و دعوائے ہمسری رکھتا تھا خانِ دوراں نے ایک محفل کا جس میں سلطانہ امرو بھی موجود تھا ذکر کیا ہے اور دوبارہ اظہار آرزو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہائے یاراں باقیست شوق تحریکے میخواہد

یا حسین خاں ڈھولک نواز کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ ڈھولک نوازی میں یگانہ روزگار اور عجوبۂ عصر تھا۔ دہلی میں اس سے بہتر کوئی ڈھولک نواز پیدا نہ ہوا تھا۔ اس کی استادی کا یہ عالم تھا کہ چھ مہینے تک اگر محفل منعقد رہے تو وہ ہر شب

نئے طریقے سے ڈھولک بجا کر اہلِ بزم کو خوش کرتا رہے۔

موسیقی دانی | اگلے زمانے میں دستور تھا کہ شرفا، امرا اور شاہزادوں کو ہر قسم کے فنون لطیفہ کی کچھ نہ کچھ تعلیم ضرور دیجاتی تھی۔ از انجملہ فن موسیقی کی تعلیم بھی ہر وضیع و شریف کے لیے ضروری تھی۔ بزرگان دین خود اس فن میں کامل ہوتے اور اس فن کے کاملین کی قدر اور حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ متذکرۂ بالا ارباب طرب کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خان دوراں کو بھی اس فن میں اس درجہ مہارت اور کمال حاصل تھا کہ موصوف نے اُن کے حالات میں اکثر و بیشتر ہر ایک کی خواندگی پر ایک تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ مثلاً رحیم سین و تان سین کی خوش گلوی بزم آرائی وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ در عالم کبت اعجوبہ روزگار اند و در عرصۂ دھرپد مبارز سپہ سالار۔

یا رحیم خاں جہانی کے متعلق لکھا ہے کہ خیال را بمزہ میخواند

یا شجاعت خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ درکبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست۔

یا نور بائی[1] کے تجمل سواری اور جاہ و حشم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"جنگلہ اکہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ"

---

[1] یہ وہی نور بائی ہے کہ نادر شاہ اس کی حاضر جوابی و لطیفہ گوئی بذلہ سنجی سے بہت خوش ہوا تھا اور یہ غزل جس کا مطلع ہے " دلبر ما بہ دگر بہ سر ناز آمدہ ؎ از دل ما چہ بجا ماند کہ باز آمدہ" سنکر چار ہزار روپیہ انعام سرفراز کرکے کہا تھا۔

دکن کو مراجعت | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے بوقت روانگی دہلی اپنے فرزند نواب ناصر جنگ شہید کو دکن میں اپنا جانشین فرمایا تھا۔ بعض مفسدین نے موصوف کے دل میں خود مختاری کے خیالات پیدا کر دیے۔ مغفرت مآب طاب ثراہ کو جب اس انحراف کی متواتر خبریں پہنچیں آپ ۲۰ رجمادی الاول ۱۱۵۳ھ کو حضور محمد شاہ سے مرخص ہوئے اور بمعیت خان دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں[1] دکن کو مراجعت فرمائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید حضرت مغفرت مآب سے برسر پیکار ہوئے شکست پائی اور صحیح و سلامت حضرت مغفرت مآب کی خدمت میں حاضر کیے گئے۔

غرض خان دوراں نواب ذوالقدر دکن پہنچکر حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "روئے ہند را سیاہ کن بیا کہ با ایرانت بریم"

مگر ایک غزل جس کا مطلع تھا

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی سوزم گرت بہ بینم میرم چو رخ نمائی

سنا کر بحیلۂ بیماری نجات حاصل کی تھی۔ مرآۃ آفتاب نما قلمی ص ۷۶۹

[1] اسم سامی نواب میر قمر الدین خان ۱۰۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عہد عالمگیر میں منصب پنجہزاری اور خطاب چین قلیچ خان و صوبہ داری بیجاپور سے سرفراز ہوئے۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے خطاب خان دوراں و صوبہ داری اودھ سے سرفراز کیا اول سال جلوس فرخ سیر خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری و نظامت صوبجات دکن سے مفتخر ہوئے۔ عہد رفیع الدرجات میں صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔ پھر بعزم تسخیر دکن روانہ ہوئے ۱۱۳۲ھ میں قلعہ آسیر طالب خان

(باقی برصفحہ آئندہ)

حین حیات عنایات شاہانہ و مراحم خسروانہ سے سرفراز و شادکام رہے[لہ]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

اور برہان پور محمد انور خاں سے صلحاً تسخیر کیا۔ القرض تسلط سادات بارہ کی مہم بھی دراصل آپ ہی نے سر کی ۱۱۳۲ھ میں بارگاہ محمد شاہ میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ چند در چند وجوہات کی بناء پر دارالسلطنت (دہلی) سے تشریف فرمائے دکن ہوئے۔ مبارز خاں (ناظم دکن) سے شدید معرکہ کے بعد ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ ہجری کو فتح یاب ہو کر جملہ صوبجات دکن پر بلا شرکت غیرے فرمانفرما رہے۔ ۱۱۵۰ھ میں محمد شاہ نے خطاب آصفجاہ سے اور صوبۂ اکبرآباد و مالوہ کو ضمیمۂ دکن بنا کر سرفراز اور مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب کیا (یہی وہ سفر ہے کہ خاں دوراں نواب ذوالقدر بھی ہمراہ رکاب تھے) آپ دہلی پہنچے ان ہی دنوں میں نادری طوفان اٹھا۔ اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے بعد ۱۱۵۲ھ میں دکن کو مراجعت فرمائی۔ بعد مرحلہ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید ۱۱۵۶ھ میں ترچناپلی قلعہ بالگنڈہ وغیرہ تسخیر کیا۔ ۴ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ نواح برہان پور میں انتقال فرمایا۔ نعش اورنگ آباد منتقل ہوئی اور خلد آباد میں پائین مزار شاہ برہان الدین دفن کیے گئے بعد رحلت مغفرت مآب سے ملقب ہوئے۔ خلد منزلت متوجہ بہشت رحلت کی تاریخیں ہیں۔ اس بیت سے بھی سنہ رحلت برآمد ہوتا ہے۔

رنگ طرب از رخ جہاں رفت — صد حیف کہ آصف زماں رفت

حضرت مغفرت مآب کو شعر و شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ چنانچہ باوجود کثرت کار و انہماک نظم و نسق مملکت دو دیوان طبع موزوں کی یادگار ہیں۔ موصوف نے اولاً شاکر بعدہٗ آصف تخلص فرمایا۔ نمونہ کلام بلاغت نظام ہدیۂ ناظرین ہے۔ غزل بہ تخلص شاکر۔

عیش است دراں خانہ کہ بستر نتواں یافت — اسباب تردد ہمہ یکسر نتواں یافت

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہدِ نوابِ نظام الدّولہ ناصر جنگ شہید

بعد رحلت مغفرت مآب ۱۱۶۱ھ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے تخت حکومت ہوئے۔ ادھر دہلی میں محمد شاہ نے بھی ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا اور احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید کے نام فرمان صوبہ داری دکن مع لوازمات صادر ہوا۔ نواب صاحب موصوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

ایں طائرِ فرصت کہ چوں برق است پرافشاں — در دام عمل گیر کہ دیگر نتواں یافت

از شہ بہ رسا جلوۂ آں حسن دل آزار — در خانۂ آئینہ مکرر نتواں یافت

ہوئے اگر از درد کشم روز قیامت — بر باد رود محشر دفتر نتواں یافت

شاکر ز حدیثِ نبوی می کشم ایں جام — جز مہر علی آب کوثر نتواں یافت

ولہ بہ تخلص آصف

بوسہ گاہے لب افلاک بود جائے علی — اوج امید گرفتہ است چوں من پائے علی

الفت اوست چہار ارکان مسلمانی من — شدہ ام شیفتہ و والہ و شیدائے علی

می سزد قیمتش افزوں ز دو عالم آصف — بے بہا ہست ز بس گوہر یکتائے علی

حضرت مغفرت مآب کے چھ فرزند (۱) میر محمد پناہ مخاطب بہ غازی الدینخاں فیروز جنگ (۲) میر احمد خاں مخاطب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید (۳) میر محمد خاں مخاطب امیر الامرا، صلابت جنگ (۴) میر نظام علیخاں مخاطب آصفجاہ ثانی (۵) میر محمد شریف خاں مخاطب برہان الملک بسالت جنگ (۶) میر مغل علیخاں مخاطب ناصر الملک۔ اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ گلزار آصفیہ صفحہ ۵۶ و تزک آصفیہ صفحہ ۴۵ مظفر

حسب دستور بغرض استقبال بنہایت تزک و احتشام سے فرماں وا ڑی (محمدی باغ) رونق افروز ہوئے۔ جشن منعقد ہوا اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشا شاہی توپ خانہ کے مقابلہ میں ہونے کا حکم ہوا۔ وسیع میدان میں ایک جانب تین سو توپوں کی قطاریں جمائی گئیں۔ دوسری جانب ہاتھیوں کی صفیں کھڑی کی گئیں۔ تمام توپوں میں یکبارگی چھوٹیں توپوں کا سر ہونا تھا کہ بہت سے

انعقاد جشن اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰

ل گل رعنا قلمی ورق ۲۰۶ و تذکرہ بینظیر قلمی ورق ۵۰ و خسزانۂ عامرہ۔ نشآت موسوی خاں کے اس رقعہ سے جو حضرت مغفرت مآب کی جانب سے لکھا گیا ہے اس میں خان دوران کو عوالی پناہ کے لقب سے یاد کیا ہے جس سے خان موصوف کی وقعت و عظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ عنایت نامہ خانِ موصوف کے خط کے جواب میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بدرگاہ قلی خاں۔ خط مرسلہ متضمن اظہار نگاہداشت جمعیت سوار و پیادہ و بیدخل شدن معزول و روانہ شدن۔ آنعوالی پناہ بجانب سرا و رجوع آوردن وکلائے زمینداران و ساعی بودن در تحصیل پیشکشہا و فیصل شدن مقدمہ چندی از زمینداران و تلاش برآمد عمل معزول رسید و کیفیت مرقومہ شرحاً بوضوح انجامید موجب استحسان گردید۔ تا حال یقین کہ سبزہ رسیدہ از انتظار مہام و انصرام کارہا فراغ کلی حاصل نمودہ و از وجہ پیشکش مبلغہائے خطیر معتبر وصول درآوردہ اند و کارہا بفضل الٰہی بر وفق مدعا صدر گرفتہ بہرحال از جملہ محلات جاگیر سرکار بجلدی تمام زر وافر بلا توقف و تاخیر باید فرستادہ کہ برائے تنخواہ سپاہ و اخراجات لابدی ضرور است۔ نشآت موسوی خاں قلمی نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ ذاتی مظفر

ہاتھی روگرداں ہوکر بھاگے۔ مگر بعض ہاتھی مقابلہ پر جمے رہے۔ خصوصاً خانِ دوراں

خان دوراں کے ہاتھی کی بہادری | نواب ذو القدر کا ہاتھی جو نہایت دلیر و بیباک تھا توپ خانہ پر مستانہ وار حملہ آور ہوتا رہا[1]۔ اس جشن کے بعد نواب ناصر جنگ

شہید جلوہ فرمائے بلدہ خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ہوئے۔

خدمت کوتوالی پر سرفرازی | جلوس کے دوسرے سال ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کو

خانِ دوراں نواب ذو القدر نے بارگاہِ سلطانی سے خدمت کوتوالی[2] بلدہ خجستہ بنیاد

---

[1] از انجملہ یک فیل درگاہ قلی خاں نہایت دلیر و بیباک بود کہ چوں مستاں حملہا بروئے توپ می دوید۔
تاریخ ظفرہ۔ تالیف گردھاری لال۔ (مظفر)

[2] کوتوالی کا قیام حضرت عمرؓ کے اولیات سے ہے جو شرطہ (پولیس) سے موسوم تھا۔ قضاۃ، مفتی، فقہا کی زیرِ صدارت رہتا تھا۔ ان کے احکام کا نفاذ یا ثبوت جرم سے پہلے مجرم کی حراست و تادیب اور مجرم سے اثباتِ جرم میں مفتی کی امداد اس کا فرضِ منصبی تھا۔ افسر پولیس (کوتوال) مجاز تھا کہ زنا اور مسکرات پر حد شرعی قایم کرے۔ عہد خلفائے عباس، اندلس کے اموی فاتحین۔ مصر کے خلفائے فاطمئین نے جرائم کی سماعت، ان کا فیصلہ، حدود شرعی کا اجرا، کوتوال کے فرائض قرار دیکر قضاۃ کے حدود اختیار سے نکال لیا۔ مگر یہ عظیم المنزلت خدمت ذی وجاہت سرداروں اور ذی مرتبت عمائدین کے لیے مخصوص تھی۔ والیانِ اندلس نے اس کی دو قسمیں کیں (۱) شرطہ صغریٰ جو عام رعایا اور معمولی لوگوں کے اعمال کی نگرانی اور اس طبقے کے مجرمین کی تادیب کیا کرتا تھا (۲) شرطہ کبریٰ اس کا مرتبہ وزارت کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ سرداران قوم، مقربین سلاطین، شاہی خاندان کے افراد، عمائدین عظام اور روسائے شہر کے معاملات اور ان کے اعمال کی نگرانی اس کے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۶۳)

ذمہ ہوتی تھی۔ سلاطین مغلیہ کے عہد میں بھی یہ نہایت مہتم بالشان عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ خصوصاً ان شہروں کی کوتوالی جہاں شاہی محلات، رؤسائے عظام کی بود و باش اور مستقل صرافہ ہو یا جو شہر غنیم کی تاخت و تاراج کے جولانگاہ رہتے ہوں خاص رتبہ اور عزت رکھتی تھی۔ اسی لیے خانِ دوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو بلدہ خجستہ بنیاد جیسے معرکۃ الآراء شہر کی کوتوالی سے سرفراز کیا گیا جو سالہائے دراز سے مختلف شاہی خاندانوں کا پایۂ تخت ہوتا چلا آرہا تھا اور جس کی ثروت بھی ہمیشہ ہمسایہ فرمانرواؤں کو کھٹکتی رہی اور جس کی تباہی کے لیے برابر حملے ہوتے رہتے تھے۔ اس مقام پر اس عہدہ کے فرائض کوتوالی کا اظہار خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

آج تک دکن میں قدیم باوضع لوگوں کی زبانوں پر مثل مشہور ہے اول بادشاہ بعد وزیر پھر کوتوال باقی ہیچ حقیقت بھی یہی ہے کہ کوتوال کے اختیارات نہایت وسیع اور اس کے فرائض بھی نہایت دشوار ہوتے تھے۔ تمام شہر اور باشندگان شہر کی جان و مال کی حفاظت اس کا فرض اولین تھا۔ کوتوال کو حسب ذیل قواعد کی پابندی اور ان کا انتظام لازمی ہوتا تھا:- (۱) دورہ کرنے والے سپاہیوں کی مختلف مقامات پر چوکیاں قایم کرنا (۲) شب میں تمام شہر اور گلی کوچوں کی گشت لگا کر امن و امان برقرار رکھنا (۳) چوروں، اٹھائی گیروں، گرہ کٹ، بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کی شب و روز نگہبانی اور ان کی دست برد سے رعایا کو محفوظ رکھنا (۴) منہیات شرعیہ علی الخصوص مسکرات پر نہایت ہوشیاری سے نگرانی رکھنا (۵) فاحشان بازاری کی نگرانی اور شرفا کی عورتوں کو اغوا کرکے بھگا لیجانے والوں علی الخصوص کٹنیوں سے محفوظ رکھنا (۶) بدمعاشوں مفسدوں اور لچوں سے غریب شرفا کی عزت آبرو کی صیانت (۷) لوہاروں کو بندوق سازی سے منع کرنا اور ان پر نگرانی رکھنا (۸) تھانہ جات موقع بموقع قایم کرنا جس سے شاہراہوں کی اس طرح حفاظت ہوسکے کہ مسافرین اور راہرو باطمینان آمد و رفت رکھ سکیں (۹) کہیں کسی کے یہاں چوری یا رہزنی نہ ہونے پائے (۱۰) اگر کسی کا مال چوری جائے تو مال برآمد کرکے مالک کو مال

(باقی برصفحہ آئندہ)

سرفرازؒ پائی ۔ ملاحظہ ہو نقل سند کوتوالی ع۱ و نقل سند پرگنہ دھاویرہ ع۲ ۔

(بقیہ صفحہ ۴۴) لہ

اور اس بد آل چور کو سزا دینا (۱۱) مال برآمد نہ ہونے کی صورت یا کسی اور فریضہ کی کوتاہی میں کوتوال جوابدہ سمجھا جاتا تھا۔ مظفر

لہ مخفی نہ رہے کہ اس عہد میں یہ اصطلاح موجودہ پولیس اور آمنا کی تنخواہیں خزانۂ شاہی سے نہیں دی جاتی تھیں۔ بلکہ ایسی خدمت کے ساتھ کوئی جاگیر تفویض ہوتی جس سے اخراجات کی کفالت و سربراہی ہو۔ یہ جاگیر بشرط خدمت ہوتی تھی۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر سے پیشتر ابتدائے عہد حضرت مغفرت مآب میں کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ پر سید نجم الدین خاں مامور تھے ۔ ان کو علیحدہ کرتے ہوئے حضرت مغفرت مآب نے میر عبداللہ کا تقرر کیا۔ ان کی علیحدگی کے بعد میر مہدی اس خدمت سے سرفراز ہوئے۔ میر مہدی کی علیحدگی کے بعد حضرت مغفرت مآب نے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کا تقرر فرمایا تھا۔ لیکن بعض امور کے عدم تکملہ کی وجہ سے احکام حاصل نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو بجائے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے امان اللہ بیگ المخاطب بہ حفاظت بیگ خاں کو سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد ۱۱ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ کو احکام مشروط مع اضافہ سو سوار نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو خدمت کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ سے سرفراز کیا۔ اس کی نسبت جو سند دفتر شاہی سے حاصل ہوئی ہے اس کی نقل ع۲ منسلک ہے۔ یہ حکمنامہ شاہنواز خاں مدار المہام وقت کی مہر سے مراتب کارروائی دفتری طے ہونے کے بعد ۲۹ رجب ۱۱۶۳ھ کو حاصل ہوا۔ اس خدمت کے ساتھ کوتوالی کی حفاظت کے لیے جو فوج مقرر تھی مزید ایک سو سوار کے ساتھ مع جاگیر مدد (جس کا محاصل اس وقت سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنہ تھا) خان دوراں کو عنایت ہوئی (مظفر)

لہ سوانح دکن میں منعم خاں نے اس پرگنہ کے تحت ۶۵ موضع اور اس کی آمدنی پینسٹھ ہزار دو سو تیس روپیہ پانچ آنہ بیان کی ہے۔ حالانکہ سند میں سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنے مسطور ہے۔ مظفر

عہد نواب امیر الممالک صلابت جنگ

نواب امیر الممالک صلابت جنگ کو بعد شہادت ناصر جنگؒ

[1] میر احمد خاں نام نظام الدولہ ناصر جنگ خطاب بعد رحلت حضرت آصف جاہ طاب ثراہ، ۲ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ قریب موہن نالہ ساحل تاپتی واقع برہانپور مسند نشین ہوئے۔ بوقت نیابت چونکہ آپ سے راؤ مغلوب ہو گیا تھا لہذا آپ کے حین حیات اس نے سرکشی نہیں کی۔ اسی سال شاہ ابدالی نے دہلی پر چڑھائی کی۔ احمد شاہ بادشاہ کی طرف سے فرمان طلبی پر بغرض امداد آپ روانہ ہوئے۔ ہنوز دریائے نربدا تک پہنچے تھے کہ پھر بادشاہ نے حکم سابق منسوخ فرمایا۔ آپ مراجعت فرمائے دارالسلطنت ہوئے۔ آپ کے غیاب میں مظفر جنگ نے باامداد ڈوپلے و چند اصحاب علم بغاوت بلند کیا۔ فرانسیسیوں کی مخالفت میں انگریز کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے نواب ناصر جنگ شہید کی رفاقت پر آمدگی ظاہر کی۔ غرض مقابلہ میں مظفر جنگ کو شکست ہوئی اور قید کیے گئے۔ نواب ناصر جنگ شہید پانڈیچری کی تسخیر کے خیال سے روانہ ہوئے آخر وہاں کے زمانہ قیام میں فرانسیسیوں کی سازش سے ہمت خاں نمک حرام نے شبخون مار کر بمقام جنجی آپ کو شہید کر ڈالا۔ نعش خلد آباد لائی گئی اور روضہ حضرت شاہ برہان الدین میں قریب مرقد حضرت آصفجاہ طاب ثراہ دفن کیے گئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت "آفتاب رفت" فرمائی۔ نواب شہید کو فن موسیقی اور معنوی میں کمال حاصل تھا۔ شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن فرماتے تھے آپ کے دو دیوان طبع ہو گئے ہیں نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

دہانش تنگ شکر آفریدند ۔۔۔ دو لب قند مکرر آفریدند

ترا خورشید انور آفریدند ۔۔۔ مرا از ذرہ کمتر آفریدند

کرم کن یا علی مادر خماریم ۔۔۔ ترا ساقی کوثر آفریدند

دل صافی کہ ما داریم ناصر
کہ شبنم پاک گوہر آفریدند

(باقی بر صفحہ آئندہ)

وقتل مظفر جنگؒ نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور بعض اعیانِ مملکت نے بسبب بزرگی تخت نشین کیا۔ آپ کے جلوس (۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ) سے گو نزاعات خانگی کا خاتمہ ہوگیا مگر فرانسیسی گروہ کے روز افزوں اقتدار نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

که گل گردد بهارِ بیوفائی | که بر چیند کسے از آشنائی (دلربائی)
بوقت کار یاران ریائی | ورق گردانی از مدہوش دار
چه در روز قیامت رونمائی | مرا کشتی وقامت راست کردی
کف پائے ترا سازد حنائی | زخون دیده میخواهد دل من
توان کرد از در دلها گدائی | گدائی گر ہوس باشد کسے را

گدائی از در شاه نجف کن

اگر خواہی تو ناصر بادشاہی

یہ شعر بھی آپ کا نہایت مشہور ہے:
تو اے جاں از کجا آموختی این قدر دانی را | نگاهِ انتخابے میکنی بر من بحسرت دم (مظفر)

لہ ہدایت محی الدین خاں نام مظفر جنگ خطاب حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے چہیتے نواسے اور سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہاں کے پوتے۔ جب نواب ناصر جنگ شہید حسب الطلب روانہ دہلی ہوئے تو موصوف نے باغوا چند صاحب بامداد ڈوپلے ارکاٹ میں انور الدین خاں کو شکست دیکر قتل کیا اور خود مدعی سلطنت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید نے واپسی کے بعد مظفر جنگ کو شکست دی اور مقید رکھا۔ مگر بعد واقعہ شہادت نواب ناصر جنگ فرانسیسیوں اور چند صاحب نے مظفر جنگ کو قید سے رہا کر کے تخت نشین کیا ہنوز دو ماہ سے زیادہ حکومت نہ کی تھی کہ نمکحرام ہمت خاں بہادر کے ہاتھ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو موصوف بھی قتل ہوئے۔ اور ہمت خاں نمکحرام حضرت نواب آصفجاہ ثانی کے دست حق پرست سے واصل جہنم ہوا۔ مظفر ۵۴ تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۲۰ مظفر

انگریزی کمپنی کی رقابت کو اور برافروختہ کر دیا۔ ادھر مرہٹوں نے بھی سر اٹھایا۔ مزید برآں فرماں روا کی غیر مستقل مزاجی نے سلطنت کو نہایت ضعیف بنا دیا۔ غرض خاندوراں نواب ذوالقدر عہدہ کوتوالی پر کار فرما تھے کہ امیر الممالک نواب صلابت جنگ کا دور شروع ہوا

دارو غگی فیلخانہ | ابتداً خانِ دوراں نواب ذوالقدر داروغگی فیلخانہ پر سرفراز کیے گئے مگر ۱۱۶۷ھ میں باضافہ منصب شش ہزاری و علم و نقارہ مع خطاب مؤتمن الدولہ سے مفتخر ہوئے

صوبہ داری اورنگ آباد و اضافہ منصب و عطائے خطاب | کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ صوبہ داری خجستہ بنیاد اورنگ آباد پر سرفراز ہوئے

رگھناتھ راؤ سے مقابلہ | یہ وہ زمانہ ہے کہ راؤ بالاجی راؤ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا (مادھو راؤ) پونے میں جانشین ہوا اگر زمام سلطنت درحقیقت رگھناتھ راؤ کے قبضہ اختیار میں رہی چنانچہ اس نے تھوڑے عرصہ میں فوج کثیر فراہم کرکے دکن کا رخ کیا اور تاخت کرتا ہوا (۱۱۷۴ھ) اورنگ آباد پہنچا۔ خاندوراں نواب ذوالقدر سے معرکہ آرا ہوا۔ موصوف نے نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ غنیم کو شکستِ فاش نصیب ہوئی۔ اسی سال امیر الممالک نواب صلابت جنگ عزلت نشین کیے گئے۔ اور حضرت نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی رونق افزائے سریر سلطنت ہوئے۔

۱؎ یادگار لچھمن لال ص۲۲ ۲؎ خزانۂ عامرہ ص۲۲۳ ۳؎ آثار دکن ص۲۹ مؤلفہ منا لال۔ مظفر

۴؎ میر محمد خاں نام امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب حضرت آصف جاہ طاب ثراہ کے فرزند سوم ہیں۔ آپکے عہد میں فرانسیسیوں کا بہت غلبہ رہا۔ مرہٹوں نے شورشیں کیں۔ آپکی تلون مزاجی نے کاروبار سلطنت میں بہت ضعف پیدا کر دیا۔ آپ ہی کے عہد میں دار السلطنت حیدرآباد قرار پایا اور حسب ذیل وزراء کا یکے بعد دیگرے عزل و نصب ہوا۔ رگھناتھ داس۔ رکن الملک صمصام الدولہ بسالت جنگ نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی آخر کار جب سلطنت کی حالت روز بروز ابتر ہونے لگی تب نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی نے ۱۴ ذوالحجہ ۱۱۷۴ھ میں موصوف الصدر کو قلعہ بیدر میں عزلت نشین کرکے زمامِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نواب امیر الممالک نے گیارہ سال سلطنت اور ایکسال تین ماہ چھ یوم عزلت میں رہکر ۳ ولبقولے ۸ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ میر امتیاز خان ذکا نے مصرع ندا سے تاریخ رحلت نکالی "امیر الممالک بجنت شدہ"۔ رشید الدین خانی ص۲۵۔ گلزار آصفیہ ص۸۔ تاریخ ظفرہ ص۱۳۰ تزک آصفیہ ص۹۵ (مظفر)

عہد حضرت غفرانمآب نواب نظام علیخاں آصفجاہ ثانی

غفرانمآب حضرت نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی ۱۱۷۵ھ میں بمقام بیدر مسند نشین ہوئے۔ آپ کی شخصیت اس وقت دکن میں بلحاظ قابلیت و تدبر و بہادری حضرت آصف جاہ اول طاب ثراہ کا حقیقی معنوں میں نقش ثانی سمجھی جاتی تھی اور واقعہ بھی یہی ہے۔

چنانچہ جس وقت سے زمام سلطنت مستقلاً حضرت غفرانمآب طاب ثراہ کے ہاتھوں میں آئی۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت دکن کے اندرونی و بیرونی حالات و واقعات نہایت ناگفتہ بہ ہو رہے تھے[1]۔ خود ہندوستان کی سیاسی فضا نہایت مکدر تھی۔ انگریز کمپنی کا اثر و اقتدار روز افزوں بڑھ رہا تھا۔ جا بجا بغاوتوں کا طوفان شورش پسندوں کی سرکشی رو بہ ترقی تھی۔ قلمرو آصفی کے اصلی رقبہ کا بھی بہت کچھ حصہ نکل چکا تھا۔ محاصل کی کمی فوجی ضرورت اور اس کی کثرت سے خزانہ بھی

---

[1] چنانچہ صاحب تزک آصفیہ رقمطراز ہے۔ "بسبب شہادت ناصر جنگ و تصرف کلاہ پوشان فرانسیسی فرنگ و سستی عمل صلابت جنگ نوعے رو بہ ابتری آوردہ بود کہ ہر گردن کش از گوشۂ کمین بر سر فساد برآوردہ بہ بازوے تمردی اناولا غیری میزد و ہر شورہ پشت بہ نمکحرامی میخواست کہ فتنۂ تازہ برپا کردہ علم بغاوت افرازد۔ صہ ۳۴ منظفر

زیر بار ہو گیا تھا۔ ادھر مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت اور ان کی سلطنت آصفیہ سے قلبی عداوت، میسور کی خود سری، فرانسیسیوں کی اہل دربار سے خفیہ سازشیں یہ تمام وہ اسباب تھے کہ جس سے سلطنت گویا قالب بے جان ہو رہی تھی۔ ایسے نازک وقت میں پائے ثبات کو جنبش نہ ہونا اور زمام استقلال کا ہاتھ سے نہ چھوڑنا ہر کس و ناکس کے حدود اختیار سے باہر تھا۔ یہی نہیں بلکہ مرہٹوں سے برسرِ مقابلہ ہونا، فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑنا انگریزی کمپنی کی مدد کرنا، ٹیپو سلطان کو خود سری کی سزا دینا اور باوجود ان تمام اُلجھنوں اور قوی دشمنوں کی فریب سازیوں سے بچکر اپنی مستقل سلطنت کو قائم رکھنا صرف حضرت غفرانمآب ہی کے مخصوصات سے تھا۔ جیسا کہ آپ کے عہد کے تاریخی واقعات سے منکشف ہے۔

خطاب اعلیٰ اور منصبِ جلیل پر سرفرازی	عہد ماسبق سے زیادہ خان دَوراں نواب ذو القدر کی ترقی کا آخری عہد حضرت غفران مآب طاب ثراہ کا عہد مبارک تھا۔

چنانچہ جب ۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو زمام سلطنت حضرت غفرانمآب طاب ثراہ[1] نے

---

[1] نواب میر نظام علی خاں نام۔ اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی خطاب۔ حضرت آصف جاہ مغفرت مآب کے فرزند چہارم۔ روز عید فطر ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب نے چودھویں سال خطاب اسد جنگ سے سرفراز فرما کر نجیب الدولہ کی اتالیقی میں مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ معرکۂ مظفر جنگ میں نواب ناصر جنگ اور مظفر جنگ کے قاتل ہمت بہادر نمکحرام کو قتل کیا۔ عہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ میں صوبہ داری برار اور مرتبۂ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑے۔ حیدر جنگ کا خاتمہ کیا مرہٹوں سے

(باقی صفحہ آئندہ)

اپنے ہاتھ میں لی تو اسی مہینہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو منصب ہفت ہزاری، ماہی مراتب، خطاب موتمن الدولہ وسواری عماری ہاتھی دو جھالردار کی اجازت سے سربلند[۱] اور صوبہ داری خجستہ بنیاد سے مفتخر کیا۔

اورنگ آباد میں سواری جلوس | بعد حصول فرمان صوبہ داری خجستہ بنیاد خان دوراں بسواری جلوس (کہ ہر چہار جانب تماشائیوں کا ہجوم پس و پیش سپاہ اور الغوزہ نوازوں[۲] کی جماعت الغوزہ نوازی کرتی ہوئی نہایت تزک و احتشام سے) تشریف فرمائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

مقابلے رہے۔ خود تخت نشین ہونے کے بعد فرانسیسی اثرات کو زائل کیا۔ انگریزی کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے آپ سے اتحاد قائم کیا اور میسور پر آپ ہی کی مدد سے فتح پائی جس کی وجہ سے ہندوستان میں استقلال قائم ہوا۔ مرہٹوں سے مقابلہ کے وقت انگریز کمپنی نے عین وقت پر بدعہدی کی آپ کی مدد سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے سلطنت آصفی کو بہت نقصان پہنچا۔ سنہ ۱۲۰۱ھ میں قحطِ عظیم ہوا۔ غرض آپ کا عہد مختلف نوعیتوں سے مجموعہ آلام و مصائب بنا رہا۔ مگر آپ ہی کی شخصیت، استقلال اور تدبر تھا کہ دیگر تمام زبردست اور سرکش ریاستیں فنا ہو گئیں اور سلطنت علیہ آصفیہ آج تک تمام ہندوستان کے لیے مایۂ ناز و صد افتخار بنی ہوئی ہے۔ آخر بعارضہ لقوہ اور فالج، ۱۸ ربیع الآخر سنہ ۱۲۱۸ھ بعمر ۷۰، سال ۴۳ سال حکمرانی فرما کر سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔ بعد رحلت غفراں مآب لقب پایا۔ مزار کی جالی پر حسب ذیل سنہ رحلت کندہ ہے۔

بروح پاک میر نظام علی مدام | خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ | زیں مصرعہ عجیب دو تاریخ را بخواں | مستوجب بہشت باخلاص فاتحہ

۱۲۱۸ھ ۱۲۱۸ھ

۵۱ خزانہ عامرہ۔ ۵۲ الغوزہ نوازی ایک قسم کا خاص ترکی باجہ تھا جو آپ ہی کے خاندان کے لیے مخصوص اور بوقت سواری جلوس میں رہا کرتا تھا۔ مظفر

خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوئے اس موقع پر غلام علی آرشد نے قطعہ ہذا لکھکر پیش کیا جس کے آخری مصرع سے سنہ تقرر ظاہر ہوتا ہے۔

قطعہ

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہِ الٰہی زحد فزوں باشد

دوحۂ گلشن دولت کہ بظل کرمش — خلق از آفتِ دوراں ہمہ مامون باشد

شاد در بزم لقائش دل احباب مدام — دشمنِ او بمصیبت کدہ محزون باشد

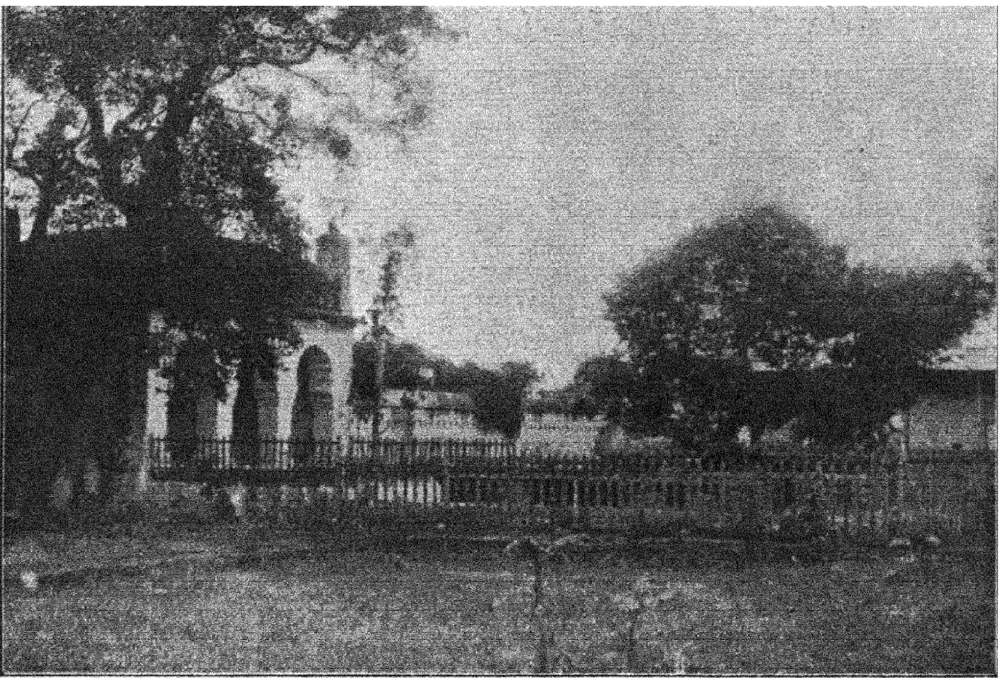
باد در حصن نگہبانی ایزد محفوظ — مثل آں نقطہ کہ در دائرہ نون باشد

خواست آرشد زخرد سال قدومش فرمود — قدم مؤتمن الدولہ ہمایوں باشد

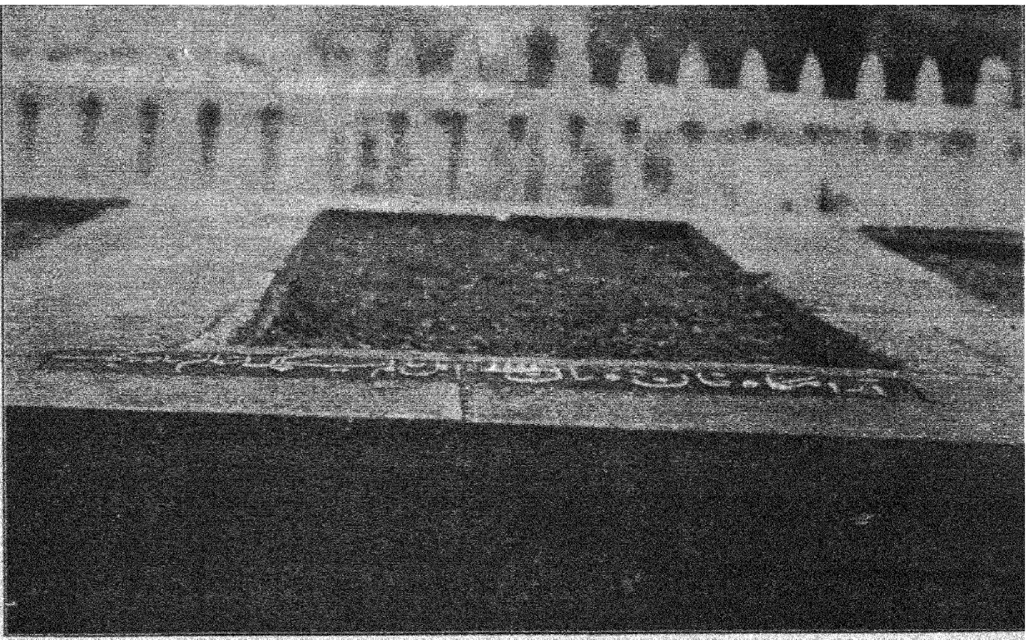
حسنِ انتظام | خانِ دوراں نواب ذوالقدر رعایا پروری وعدل گستری اور حُسنِ انتظام کے باعث جب تک اس خدمتِ جلیلہ پر سرفراز رہے نہایت ہردلعزیز اور صفاتِ مذکورہ میں شہرۂ آفاق رہے[1]۔ چنانچہ کچھ عرصہ نگزرا تھا کہ حسنِ خدمات کے صلہ میں خطاب خانِ دوراں سے بھی مفتخر کیے گئے۔

---

[1] علامہ آزاد بلگرامی نے بھی خزانۂ عامرہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رعایا پروری اور حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے کہ "بالفعل بر صوبہ داری مذکور بحال و برقرار است و رعایا و برایا بسلوک پسندیدہ او راضی"۔ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرہ میں موصوف کی عدل گستری کے اس طرح مداح ہیں "دریں ایام بصوبہ داری خجستہ بنیاد مامور است ایں صوبہ بیامن ایالت [illegible] وعدالت [illegible]" مظفر



منظر مقبرہ سالار جنگ واقع اورنگ آباد



مزار خاندوران نواب ذوالقدر درگاه قلی خان سالارجنگ بهادر

غزل

ہر روز اختیار جہاں پیش دیگر است
دولت مگر گداست کہ ہر روز بر در سیت

خانِ دوراں نواب ذوالقدر غرہ رجب ۱۱۷۰ھ کو پانچ سال سات ماہ کارفرما رہنے کے بعد اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے۔ ۵ ذیحجہ ۱۱۷۹ھ کو اپنی جاگیر نظام آباد میں رونق افروز ہوئے۔ اس عرصہ میں اس خدمت پر پھر فائز ہونے کے اسباب مہیا ہو رہے تھے کہ آپ علیل ہوئے اور کچھ دن نہ گزرے تھے کہ

وفات

۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ کو بمرض سرسام اس دارِ فانی سے عالمِ جاوِدانی کو انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ایں عمر کہ بیتاب بہ بینی آنرا نقشے است کہ بر آب بہ بینی آنرا
دنیا خوابست کہ زندگانی در وے خوابے است کہ در خواب بہ بینی آنرا

نعش اورنگ آباد لائی گئی اور مقبرہ سالارجنگی میں دفن کیے گئے۔ (ملاحظہ ہو عکس مقبرۂ سالارجنگی و عکس مرقد خاص نواب موصوف)۔ اہل اورنگ آباد کے لیے یہ دن روز قیامت سے کم نہ تھا۔ تمام شہر گویا ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر صغیر و کبیر رعایا و برایا خاک بسر نوحہ کناں جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے فریاد و فغاں کی صدائیں فلکِ نہم تک پہنچ رہی تھیں[1]۔ غلام علی آزاد نے جنہی

---

[1] اس کیفیت کا شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا میں تذکرہ کیا ہے وہ لکھتا ہے "روز دفن او شور قیامت برپا بود در رعایا و برایائے شہر خاک بسر نوحہ کناں در جلو تابوت میرفتند و فریاد و فغاں بر آسمان نہم میرسانیدند۔ منظفر

اس مصرع سے سنہ رحلت نکالا ہے "اہلِ عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ"

ایک اور صوری و معنوی تاریخ رحلت مصرعہ ہذا سے نکالی گئی ہے۔

یک ہزار و یکصد و ہشتاد سال

سنگِ مزار پر تاریخ غلام علی[1] ارشد اور آرامگاہِ خانِ دوراں کندہ ہے۔

لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی | متانت و سنجیدگی کے ساتھ خاندوراں نواب ذوالقدر کی طبیعت لطائف و ظرائف سے بھی چاشنی گیر تھی۔ شیریں بیانی و لطیفہ گوئی کی وجہ سے جس بزم میں موصوف شریک ہوتے وہاں بے تکلف احباب خانِ موصوف ہی کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مولوی شاہ علی[2] صاحب اورنگ آبادی کے

---

[1] میر غلام علی نام ارشد تخلص سادات رضویہ سے تھے۔ بمقام اجین صوبۂ مالوہ میں پیدا ہوئے۔ نیک بخت ازلی تاریخ تولد ہے۔ میر محمد سعید والد ماجد اور میر محمد شاکر جد امجد منصبداران عالمگیر اور خدمات عالیہ مثل فوجداری پرگنہ اجین پر سرفراز تھے۔ ارشد نے اپنا سجع مع نام اپنے والد و جد خوب موزوں کیا ہے "شاکر بخت سعیدم کہ غلام علی ام" میر محمد جعفر ارشد موصوف کے نانا عہد عالمگیری میں اولاً برار میں خدمت صدارت پر فائز ہوئے پھر مالوہ کی صدارت پر ممتاز ہوئے۔ آخر میں اجین کی صدارت سے سرفراز کیے گئے۔ میر ارشد بھی عرصہ تک بادشاہ کی جانب سے اجین میں عہدہ قضاۃ پر مامور رہے۔ ۱۱۴۵ھ میں وارد اورنگ آباد ہوئے اولاً نواب ذوالقدر کی رفاقت اختیار کی بعد انتقال نواب موصوف نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ نے اپنی رفاقت کی عزت بخشی تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ قصائد مدحیہ آئمہ اکثر فارسی دار دو دونوں زبانوں میں نظم فرمائے ہیں تنبیہ السالکین فی دلائل محی الدین۔ رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔ گل رعنا قلمی [illegible]

[2] اورنگ آباد کے عمدہ شاعر ...ین سے تھے۔ اولاً کچھ عرصہ سلسلہ ملازمت میں رہے پھر ترک ملازمت کے بعد زیارت حرمین شریفین سے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

صاحبزادے کی محفل عقد نکاح منعقد تھی۔ معززین، امرا، ومشائخین وغیرہ کا مجمع تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی جناب شاہ محمودؒ، سید غلام حسنؒ، نواب اشجع الدولہ اور خاندوراں نواب ذوالقدر ہم بزم تھے۔ قاضی صاحب وکیل عروس کے منتظر کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشرف ہوکر سجادہ شیخیت پر رونق افروز ہوئے اور ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ مسجد و تکیہ و نہر تعمیر کرائی۔ ۱۰ رمضان شب یکشنبہ ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔ حسب تجویز خاندوراں روبرو مسجد تکیہ میں جانب شرق دفن ہوئے۔ لچھمی نارائن شفیق نے حسب ذیل تاریخ رحلت کہی۔ ؎

سید اہل کشف شاہ علی　گشت رونق فزائے بزم بہشت　سال فوتش شفیق کرد رقم　قطب عالم نمود عزم بہشت
(گل رعنا ص۲۶)

؎ شاہ بابا مسافر کے مرید خاص اور اورنگ آباد کے مشائخین کبار سے تھے۔ شاہ بابا مسافر کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے اکثر عالیشان عمارتیں مثل نہر، حوض، پل، تکیہ اورنگ آباد میں تعمیر کرائیں ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۵۰ھ روز چہارشنبہ بوقت اشراق انتقال کیا۔ حسب وصیت گنبد شاہ بابا مسافر میں دفن ہوئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ فرمائی "مسافر شد یگانہ شاہ محمود"۔ حاکم بیگ خاں حاکم نے "خدایا بیامرز محمود را" سے تاریخ رحلت نکالی۔ گل رعنا ص۲۶ مظفر

؎ اورنگ آباد کے مشائخین عظام سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ موصوف کے جد بزرگوار سید محمود اسحاق بغداد سے وارد ہند ہوئے اور ہند سے دمشق آئے۔ خیبر میں مقیم ہوئے شاہ صاحب موصوف کی بمقام خیبر ۱۱۰۱ھ میں ولادت ہوئی اور یہیں نشو و نما پاکر سن رشد کو پہنچے۔ بعد انتقال اپنے والد (سید شہاب الدین) بغرض سیاحت نکلے احمد آباد گجرات پہنچے۔ شاہ علی رضا ابن خواجہ فرخ شاہ سے فیوضات حاصل کیں۔ وہاں سے وارد اورنگ آباد ہوئے اور یہیں قیام اختیار کیا۔ مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی۔ لچھمی نارائن شفیق سے
(باقی برصفحہ آئندہ)

خواجہ دکھو بنات فروش وکیل عروس ہو کر مع گواہ محفل میں رونق افروز ہوئے۔

خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خواجہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"ہمیں آج معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہیں"

اہل بزم اس لطیفہ سے نہایت محظوظ ہوئے چونکہ بنات بمعنی پارچہ ریشم اور "بنت" کی جمع بھی ہے۔

لطیفہ دیگر۔ مولوی شاہ علی صاحب خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی خدمت میں حاضر ہیں مخصوص احباب کا مجمع ہے۔ شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیروں کے لیے صرف "دنیا" کی دعا کرتے ہیں اور آپ کے لیے "دین و دُنیا" دونوں کی دینی دعا کا محل مسجد ہے اور دنیوی دعا کا مقام بیت الخلا کہ مقام قضائے حاجت ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ مسجد میں کتنی مرتبہ تشریف لے جاتے ہیں؟

شاہ صاحب نے کہا، پانچ وقت!

نوابصاحب۔ اور بیت الخلا میں کتنی مرتبہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

خاص ربط و ضبط تھا چنانچہ موصوف نے لکھا ہے شاہ صاحب کی سی شان جبروتی وجاہت ظاہری و اقبال کسی امیر میں اس مرتبہ کا نہیں دیکھا گیا جس مجلس میں خواہ امیر ہو یا غریب، شاہ صاحب موصوف جاتے میر مجلس ہوتے تھے۔۔ شاہ صاحب کو ذوق شاعری بھی تھا۔ سالک تخلص کرتے تھے۔ یہ دو شعر آپ ہی کے طبعزاد ہیں ؎ نشا پرداز دماغم شب کہ سیراب بود؛ بادبان کشتی ما چادر مہتاب بود

ولہ

صرف راہِ دو سینہا شد دلِ پر درد ما؛ میچکد خون محبت گرفتاری گرد ما ۔ ۲ جمادی الاول ۱۱۷۶ روز جمعہ قبل مغرب کو انتقال کیا۔ گل عنا مظفر

شاہ صاحب۔ ایک یا دو مرتبہ!

نواب صاحب نے فرمایا کہ

میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت کو اسہال ہوں کہ بار بار بیت الخلاء جائیں اور دنیا کی دعا بھی بہت کریں۔ شاہ صاحب پر قہقہہ پڑا اور حاضرین خوشوقت ہوئے۔

تاریخ گوئی | خانِ دَوراں نواب ذو القدر کو تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل تھا عبد الوہاب دولت آبادی نے بزبانی علامہ آزاد بلگرامی ایک واقعہ اپنے تذکرہ بینظیر میں نقل کیا ہے۔ جس سے تاریخ گوئی کے علاوہ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے صفائے ذہن اور ذکاوت طبع پر بھی خاص روشنی پڑتی ہے۔ اقتباسی ترجمہ ملاحظہ ہو۔

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے زمانۂ قیام سندھ میں ایک شخص نے ایک شادی کی تاریخ "مبارک باشد و باشد مبارک" کہی۔ موصوف جب سندھ سے ہندوستان آئے اور ۱۱۵۰ھ میں بغرض حج سورت پہنچے۔ محمد حسین بیخود سے ملاقات ہوئی برسبیل تذکرہ معلوم ہوا کہ بیخود نے بھی ایک شادی کی۔ تقریب میں یہی مصرع مادہ تاریخ میں کہا تھا۔ حج سے واپس ہونے کے بعد جب وارد دکن ہوئے اور اورنگ آباد پہنچے۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے یہاں ایک شب محفل مشاعرہ تھی۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے ایک تولد کی تاریخ سنائی کہ اس کا مصرعہ تاریخی

بھی "مبارک باشد و باشد مبارک" تھا۔ فرمایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ایک ہی مصرع کا تین شاعروں میں توارد ہو گیا۔ باوجودیکہ ایک دوسرے سے نہایت دور دست (یعنی ایک سندھ میں دُوسرا گجرات میں، تیسرا دکن میں ہے) مگر مولود کا نام مبارک علی ہونے کی وجہ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی تاریخ میں زیادہ لطف پیدا ہو گیا ہے۔ ۱۱۴۶ھ میں وزارت خاں اورنگ آبادی دوبارہ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے تو بعض احباب کی فرمائش پر حسبِ ذیل چاروں مصرع خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے تاریخی فرمائے۔

شد بحکم تو بزم نورانی ۔۔۔ با مصابیح فضل یزدانی

از برائے صلاح خلق اللہ ۔۔۔ باز رونق گرفت دیوانی

شاعری و بزم افروزی | خانِ دَوراں نواب ذوالقدر دہلی کی بزم آرائیوں، شعراء کی محفلوں کا لطف اُٹھائے ہوئے تھے۔ خود کو بھی شاعری سے خاص ذوق تھا اُردو و فارسی زبان میں نہایت خوب شعر فرماتے۔ بنا بریں مہینہ میں دو یا تین مرتبہ باغِ دلکشا میں مجلس منعقد ہوتی۔ شعراء، علماء، اور خاص احباب مدعو ہوا کرتے علمی مذاکرہ اور شعر و سخن کا چرچا رہا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ خاص احباب کی مجلس منعقد تھی۔ علامہ آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی مشہور غزل

---

[1] مصرع آخر میں ایک عدد زیادہ ہے۔ منظفر

کا مطلع

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہ ما را

طرح کیا اور خود فرمایا

صبا پیام رساں آں بہار رعنا را
کہ داد بوئے تو سرمایۂ جنوں مارا

چھمی نارائن شفیق نے بھی خانِ دوراں کی خواہش سے مطلع کہا۔

فزود جلوہ او سیل گریۂ مارا
طلوع ماہ کند بیش آب دریا را

زاں بعد خان دوراں نواب ذوالقدر نے بھی فی البدیہہ مطلع فرمایا۔

صبا پیام رساں آں جنوں تمنا را
بہار آمد و سرسبز کرد صحرا را

اب ہم مختلف تذکرہ نویسوں نے جو اشعار خان دوراں نواب ذوالقدر کے انتخاب فرمائے ہیں وہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں[1]۔

---

[1] چونکہ خان دوراں نواب ذوالقدر کا کوئی مستقل دیوان حقیر کی نظر سے نہیں گذرا ۔ مظفر

نمونہ کلام فارسی

کسیکہ در صدد وصف آں دہن باشد ۔ چوں شخص ہیچمداں در پے سخن باشد
شرک محض است گمان من و تو ۔ من و تو نیست میان من و تو
معاشرانہ سوالے بدوستاں داریم ۔ برائے ما و شما ایں ہوا چہ میخواہد
نگاہش دیدہ صہبا آفریدند ۔ قدش دیدند طوبےٰ آفریدند
بعالم ریخت اشکم رنگ طوفاں ۔ زجیب قطرہ دریا آفریدند
میچکد رنگ بہار از خامہ ام ۔ وصف رخسار کہ انشا می کند
حکم آصف ایں غزل را تازہ کرد ۔ کارہا را کار فرما می کند
بآغوش آید آں دلدار او اے چنیں باشد ۔ خدا گر راست آرد دولت جاہے چنیں باشد
چہ منتہاست بردل از صبا گر نکہت زلفش ۔ حیات تازہ می بخشد ہوا ہائے چنیں باشد
مصفا ساختم بہر قدومش حضرت دل را ۔ براہ شاہ والا جاہ در گاہے چنیں باشد
سوائے حیدر کرار شاہ مرداں کیست ۔ کہ ذوالفقار باو داد حق نبی دختر
دلم را فرقت آں نا مسلماں ساخت سیپارہ ۔ نمود از ہم جدا اجزائے قرآنے کہ من دارم

رباعی

کردیم نثارِ ہجر طاقت اے صبر بما چہ کار کردی
باکے نبود ز تیغ اعدا گر صاحبِ ذو الفقار کردی

رباعی

نوروز کہ روزِ سعد عشرت افزا است مولائے جہاں تختِ خلافت آرا است
از مقدمِ گل نماند آثارِ خزاں سالے کہ نکوست از بہارش پیدا است

ـہ

کونین شد ایجاد برائے ایشاں حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشاں
اسرارِ نبوت اند اولادِ علی درگاہ قلی است خاکپائے ایشاں

نمونہ کلامِ اُردو

قصیدہ

پڑی ہے آ کے گلے ناگہاں بلائے سفر سفر نہیں ہے سقر بل سقر سے ہے بدتر
زبان خامہ ہے اس کے بیان میں عاجز ہے جس کا شمۂ کلفت حساب صد دفتر
اسیر پنجۂ تعذیب صامت و ناطق غریق لجۂ تخریب ہو گا سب لشکر
نہیں ہے تختۂ بازار پر اناج کی جنس نہ غلہ بلکہ سبھی نقد و جنس ہے کمتر
گیہوں کی جنس ہے نایاب مثل آدم خوب مثال ہن نظر آتی نہیں ہے اب تور
مگر ذخیرہ کیا ہوئے ماش خوروں نے ہے دال ان کی رکاکت پہ با کمال ہنر
ہوا ہے قحط سے دیکھو دو باجرا عالم نہیں ہے ہمتِ اک جو کسی میں بل کمتر

نظر بچا کے نکلتے نہ ہوویں قرب وجوار
فقیر و سائل و محتاج نوکر و چاکر

جوار رحمتِ حق میں ہوئے ہیں سب غربا
کہیں جوار جوار از رجوع جوع بقر

غنی فقیر سبھی مبتلا بہ رنج بہ رنج
دھیان ہوش نہیں ہے کسی میں سب مضطر

نکل گیا ہے رئیسوں کا بھی پلیتھن اب
تلاش دال اُڑاتے ہیں دوڑتے گھر گھر

خراب حال ہوا ہے دواب بیجا سب
زبون خستہ و مجروح لنگ اور لاغر

ہوا ہے تلی و السی کا تیل گھی کے عوض
بجائے روغن بادام ہیگا تیل کرر

نہ دیکھی خواب میں ہرگز کسی نے ترکاری
چنے کا ساگ کبھو اور کرر کبھو گاجر

ہوا ہے قحط سے سب ذیحیات کو ہوکا
بشر کو جوع بقر اور بقر کو جوع شتر[1]

غرض کہ سخت مصیبت میں ہیں وضیع وشریف
غنی فقیر سبھی احتیاج میں مضطر

تمام روز کمر بستہ سب غنی و دنی
ہے زیر بار دواب غریب شام وسحر

علاوہ گولۂ توپ و تفنگ و زنبورک
صدائے بان سے سب کان ہوگئے ہیں کر

ہوا ہے حیف عجب روزِ نحس قائم جنگ
نہ فتح ہے نہ ہزیمت چو بازی ششدر

رئیس وقت ہے قائم نفیر در ہمہ وقت
بسان طوطی بے نطق طائر بے پر

ہوئی ہے خلق پہ کیا شاق مرحبیت غیر
ہزار حیف مسیحا صفت ہیں تابع خر

اسی تردد و افکار میں لگی تھی نیند
کہ ناگہ خواب میں دیکھا قریب وقت سحر

کھڑا ہے آکے سرہانے پہ پیر نورانی
لطیف عنصر و خوش منظر و خجستہ سیر

کہا، کمال عنایت سے کیا ہے فکر تجھے
ہے تیرے کام کا حامی امام جن وبشر

[1] قحط

شہ سریر کرامت امیر کل امیر ولیٔ حضرت مولےٰ وصی پیغمبر
امام جن و ملک تاجدار ملک و ملک کہا ہے لحمک لحمی جسے شہ سرور
فزوں جو حد بشر سے ہے منقبت اسکی ہوا ہے مشرق خاطر سے مطلع دیگر

جناب اقدس حیدر ہے وصف سے برتر
بیان وصف سے عاجز لب دہان بشر

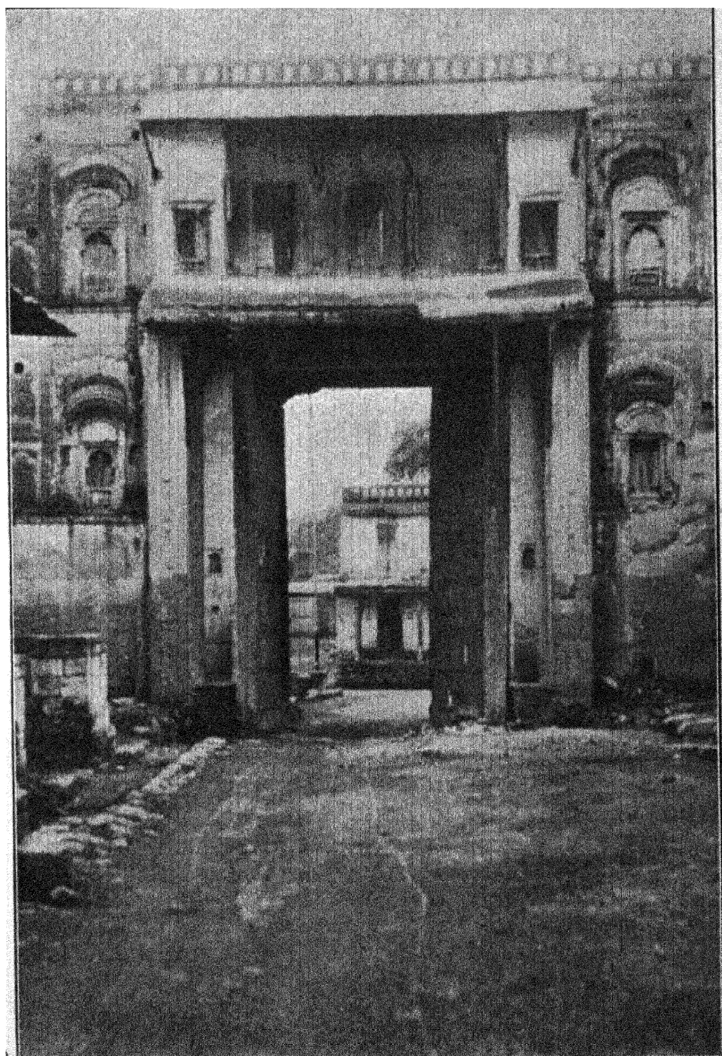
نہیں سنا ہے مخالف مگر حدیث صحیح نبی مدینہ علم و علی ہے اس کا در
کہو کسی نے قدم دوش پر نبیؐ کے رکھا کہو کسی کا بھی مولد ہوا خدا کا گھر
شریک کون ہے روز مباہلہ میں دیکھ کہا ہے انفسکم حق میں کس کے خیر بشر
کہا ہے کس کو نبیؐ وقت جنگ کے کرار کیا ہے کس نے کہو فتح قلعہ خیبر
ہے کس کے حق میں نزول حدیث قدسی کا ہے آفتاب سے ناد علی منور تر
رفیق کون تھا معراج میں نہ رکھ پروا سنا ہے قصہ شیر و برنج و انگشتر
سوائے اس کے کہو کون شاہ مرداں ہے خدا نے سیف دی اور دی رسول نے دختر
خدا رسول کی سوگند کھا کے کہتا ہوں بجز خدا و رسول اس سے کون ہے برتر
ہوا ہے پھر کے میری مشرق طبیعت سے طلوع مطلع شفاف روشن و انور

ہزار شکر بامداد ساقیٔ کوثر
جمال شاہد مقصود پر پڑی ہے نظر

ہوئی ہے طرح اقامت پہ شکل خاطر خواہ ہوئی ہے دفع یکایک سبھی بلائے سفر



باغ دلکشاد موسوم بہ ڈیوڑی سالار جنگ



دروازہ جلوخانۂ قدیم واقع اورنگ آباد

کرد ایں نہر را رواں در باغ　　تازہ شد آبِ رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستاں　　کہ تواں گفت کوثرِ ثانی
ایں عمل امتیاز خاصے یافت　　از قبول جناب سُبحانی
سال تاریخ او طلب کردم　　گفت دل نہرِ خانِ دَورانی

سنہ ۱۱۶۹ھ میں ایک نہایت کشادہ حوض جو باغِ دلکشا میں بنوایا تھا اس کی تاریخ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خود نظم فرمائی ہے۔

در جہاں ہر چند گشتم کو بکو　　اینچنیں حوضے ندیدم ہیچ سو
فیض عامش ہست جاری صبح و شام　　می برد ہر تشنہ لب مشک و سبُو
ساختم سالِ بنا آمد ندا　　می دہد ساقی کوثر آبرو

اولاد و ازواج | نواب حنیف الدین خاں کی صاحبزادی سعید النساء بیگم خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے حبالہ عقد میں آئیں (جنھوں نے خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی حیات ہی میں انتقال کیا) معظمہ کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی بہجت بیگم (جو نواب اشجع الدولہ کے حبالۂ عقد میں آئیں) تھیں اور دو صاحبزادے امام قلیخاں[1] و وصی قلیخاں[2] (یہ خانِ دَوراں کے دُوسرے

---

[1] امام قلیخاں المخاطب بہ مؤتمن الدولہ سالار جنگ خانعالم۔ جاگیردار برار و اورنگ آباد منصب چہار ہزاری ذات دو ہزار سوار مع پالکی جھالردار مع علم و نقارہ سے سرفراز تھے سنہ ۱۲۰۳ھ میں انتقال کیا مقبرہ خاندانی میں دفن ہوئے۔ ملاحظہ ہو عکس شبیہ خانعالم
(بقیہ برصفحۂ آئندہ)

محل سے تھے) جو بتوجہ و امداد اشجع الدولہ حیدر یار خاں شیر جنگ (جد امجد نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول) جاگیر و منصب و خطاباتِ سے سرفراز ہوئے۔

لہذا بسلسلۂ متذکرۂ بالا خاندوراں نواب ذوالقدر نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول کے جد مادری ہوتے ہیں۔ (توضیح کے لیے شجرہائے نسب ملاحظہ ہوں۔

حکیم سیّد مظفر حسین
چھتّہ بازار۔ حیدرآباد دکن

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) مزار پر تاریخ رحلت کا کتابہ نصب ہے۔

خلف مؤتمن الدولہ امیر والا — ہم خطاب پدر خود بزبانِ عالم
کرد رحلت زجہاں ہاتف غیبی فرمود — جائے فردوس بود بودنِ خانِ عالم

موصوف کی صرف ایک صاحبزادی مسماۃ کالی بیگم جو نواب میر علیخاں سے منسوب تھیں ۱۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا مقبرۂ خاندانی میں مدفون ہیں۔ حسبِ ذیل تاریخ رحلت کتابہ مزار پر کندہ ہے۔

بیگمی کالی لقب عالی گہر قدسی جناب — رفت ازیں دارِ فنا در قربِ ربّ العالمیں
مصرعۂ تاریخش از عرشِ بریں آید چنیں — مرقدِ پرنور بیگم جلوۂ روئے زمیں

موصوف کی یادگار سے عاشورخانہ اورنگ آباد میں اب تک موجود ہے۔ ملاحظہ ہو عکس عاشورخانہ خان عالم

وصّی قلیخاں المخاطب درگاہ قلیخانِ زمان شہسوار الملک جلادت جنگ۔ منصب سہ ہزاری ذات و علم و نقارہ سے سرفراز تھے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے جلوس کے چھبیسویں سال خدمت داروغگی منازل نزول و بیت المال (خزانہ) بلدہ فجستہ بنیاد سے بعد عزل جمعیت طلب خاں سرفراز کیا۔ ملاحظہ ہو نقل سند مظفر

شجرۂ نسب خاندان نواب درگاہ قلیخان

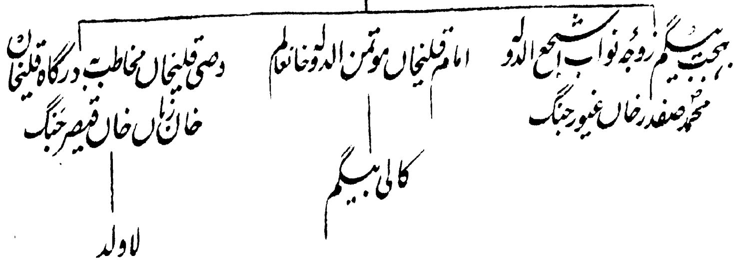
خاندان قلیخان

درگاہ قلیخان

نوروز قلیخان

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخاں سالارجنگ صاحب مرقع دہلی



شجرۂ نسب نواب مختار الملک سر سالار جنگ مغفور

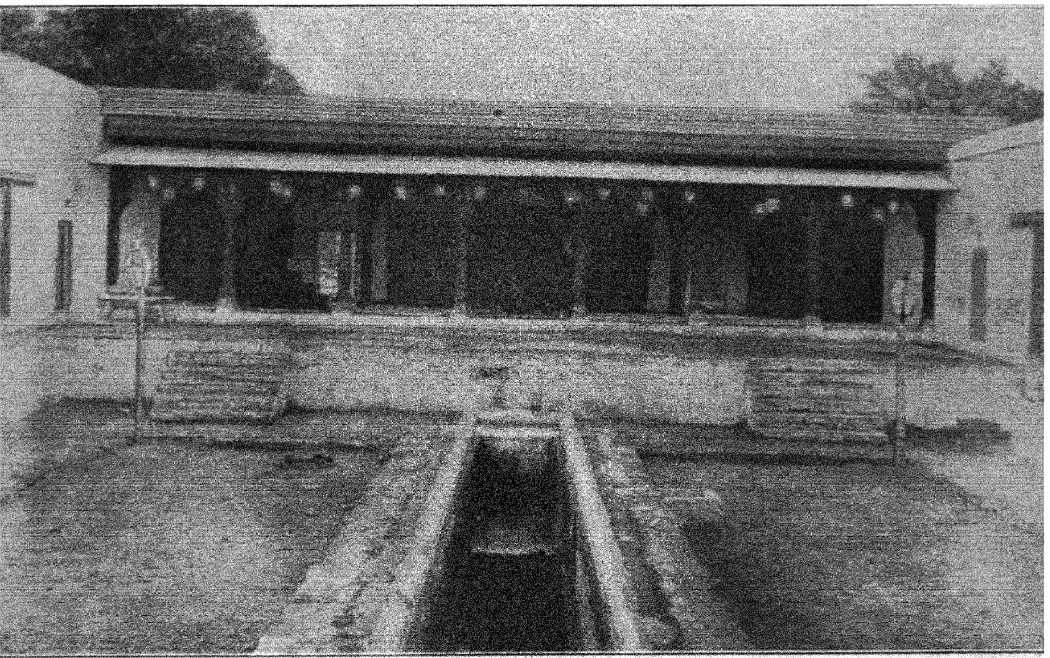
شیخ شمس الدین محمد حیدر

- **حیدر یار خاں منیر الدولہ منیر الملک شیر جنگ** — المتولد ۱۱۳۱ھ | المتوفی سنہ ۱۱۸۹ھ
  - تقی یار خاں ذوالفقار جنگ
  - محمد مقدر خاں بہادر غیور جنگ اشجع الملک شجاع الدولہ خانخاناں داماد درگاہ قلیخاں مؤتمن الدولہ خان دوراں سالار جنگ — المتولد سنہ ۱۱۵۷ھ | المتوفی سنہ ۱۲۱۱ھ
    - محمد تقی خاں اکرام الدولہ اکرام الملک قوی جنگ — المتولد سنہ ۱۱۹۱ھ المتوفی سنہ ۱۲۱۶ھ
    - حسن رضا خاں اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ — المتوفی سنہ ۱۲۱۶ھ
    - علی زماں خاں حیدر یار خاں غیور جنگ منیر الدولہ منیر الملک میر الامرا — المتولد سنہ ۱۱۸۵ھ | المتوفی سنہ ۱۲۴۵ھ
      - صفدر علیخاں بہادر اکرام الملک
        - بہرام علیخاں غیور جنگ
      - محمد علیخاں بہادر سالار جنگ شجاع الدولہ — المتولد ۱۲۲۱ھ نبیرۂ میر عالم المتوفی ۱۲۴۴ھ
        - میر تراب علیخاں سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک جی سی ایس آئی۔ ڈی سی ایل — المتولد سنہ ۱۲۴۴ھ | المتوفی سنہ ۱۳۰۰ھ
          - میر لائق علیخاں سالار جنگ منیر الدولہ المتولد سنہ ۱۲۷۹ھ مختار الملک عماد السلطنۃ المتوفی سنہ ۱۳۰۶ھ
            - **عالیجناب نواب میر یوسف علیخاں بہادر سالار جنگ ادام اللہ فیضہ دیوان حیدرآباد دکن**
          - میر سعادت علیخاں غیور جنگ شجاع الدولہ منیر الملک المتولد سنہ ۱۲۸۰ھ المتوفی سنہ ۱۳۰۷ھ
      - عالم علیخاں شیر جنگ سراج الدین سراج الملک دیوان دکن
      - عبداللہ حسن قوی جنگ اشجع الدولہ اشجع الملک
        - میر جواد علی منیر جنگ اشجع الدولہ
          - محمد علیخاں ذوالفقار جنگ
        - میر ولایت علی قوی جنگ
        - میر محمد علی
        - میر محمد کاظم
    - صبیہ منسوب بہ سیف الدولہ سیف الملک سپہدار جنگ خلف ارسطو جاہ
    - رضا یار خاں امین الملک امین الدولہ حسام جنگ المتوفی ۱۲۴۳ھ
      - حسن یاور الدولہ ذوالفقار جنگ
      - درگاہ قلیخاں درگاہی
      - جہاندار علیخاں امین الدولہ

جو دونوں خانوادوں کے چشم و چراغ اور وارث صحیح ہیں



نواب خانعالم فرزند نواب درگاہ قلی خان سالار جنگ



عاشور خانہ خانعالم خان

نقولِ اسناد

کے تحت پروانہ یا پروانگی کے نقول بھی منسلک ہیں چونکہ سند و پروانگی متحد العمل قریب المعنی اور اعتبار میں بھی مساوی ہیں۔ صرف فرق اِسقدر کیا جاسکتا ہے کہ سند ذاتِ خاص سے مختص ہوتی ہے اور پروانگی میں نقلِ سند کے ساتھ عمال کے نام اس کی اجرائی کے احکام بادشاہ یا وزیر یا ہر دو کی جانب سے صادر ہوتے ہیں۔

فہرست مضامین میں نقلِ سند نظام آباد یعنے پروانگی قائم مقامِ سند حسب معنی مذکورۂ بالا ہی تصور کی جائے۔

نقلِ سند دھاویرہ (جو سنہ ۱ج میں عطا ہوئی ہے) کے بعد تعلقہ دھاویرہ ہی کے متعلق ایک اور پروانگی دو مہری (یہ ہمیں بعد طباعتِ کتاب دستیاب ہوئی ہے) جو سنہ ۴ج میں عطا ہوئی۔ جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ سند مذکور میں حسب پروانگی مذکورہ خاندوراں نواب ذوالقدر کی جاگیر میں مزید اضافہ کیا گیا۔

مظفر

۱

پروانگی بمہر نواب رکن الدولہ[2] مرحوم موضع نظام آباد کہ بہ ورثائے نواب ذوالقدر بطریق انعام التمغا[1] عطا شدہ

نقل پروانگی بمہر رکن الدولہ[2] بہادر مرحوم ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۸۸ ہجری آنکہ
امر عالی صادر شد کہ موضع نظام آباد وغیرہ دیہات پرگنہ حویلی بیتال واڑی سرکار مذکور
صوبہ برار بالاگھاٹ بجمع کامل چہار ہزار و ہشتصد و شصت و چہار روپیہ و ہشت و نیم آنہ از
قدیم بطریق انعام التمغا بنام متعلقان خان دوران بہادر مرحوم بلا قید قسمت مقرر است درینولا
بنام خیر النساء بیگم صبیہ مرحوم مذکور معہ فرزندان بجہت خبرگیری متعلقان بلا قید قسمت مقررہ شدہ دیوان
دکن دخل[3] موافق ضابطہ نوشتہ از نظر گزارند۔

[illegible] کامل

[illegible]

---

[1] التمغا۔ وہ سند جو برنگ سرخ مہر شاہی سے مزین ہو۔ اسناد التمغا جس میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن کی صراحت ہو اس میں کسی قسم کا گورنمنٹ کو حق تصرف نہیں اگر یہ قید نہ ہو تو گورنمنٹ تغیر و تبدل کو جائز سمجھتی ہے۔
دولت علیہ آصفیہ کی ذرہ نوازی نے سند ثانی الذکر کی وقعت بھی قانوناً وہی برقرار رکھی ہے جو سلاطین ماضیہ نے سند اول الذکر کی کی تھی ۱۲ م

[2] سید محمد یار خان المخاطب میر موسیٰ خان احتشام جنگ رکن الدولہ۔ ابن میر موسیٰ خان بہادر سادات موسوی سے ہیں ملک مشہدی آپ کے اجداد کلید بردار روضہ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ میر موسیٰ خان کے والد سید محمد خان کسی امر میں بھائی سے اختلاف اور املاک و خدمت سے دست بردار ہو کر براہ بخارا وارد دہلی ہوئے عہد عالمگیری

سند کوتوالی

شاہ عالم بادشاہ غازی
احمد شاہ بہادر فدوی
میر محمد حسین خاں

باسم رفعت و عوالے پناہ درگاہ قلیخاں آنکہ خدمت کوتوالی بلدہ خجستہ بنیاد و فوجداری
افواج بلدۂ مذکورہ از تغیر حفاظت خان موجب سر رد تحتطی کہ شرح آں محرف بقلم اللہ بعہد آنرفعت پناہ
مقرر گشت باید کہ از چوکی شب گشت بواقعی خبردار باشد و تقید نماید کہ اثرے از منہیات و مسکرات
و بدعات و وزداں و اچکگرہ بر نماند و زنان قحبالہ و مکار ددستورات شرفا را بہ اغوا و افترا
از جا نتوانند برد و در تنبیہ و تادیب مفسدان و سرتابان و ہدم قلاع از دیق و حفظ و حراست
زیردستان و مالگزاران و منع آہنگران از ساختن بندوق بواقعی کوشد و جمیع راتہا نجات محال
فوجداری بواسطہ بندوبست محال فوجداری بندوبست و ضبط در ربط تعین کند تاکید نماید کہ چیزے
بصیغہ ابواب ممنوعہ نگیرند و احدے مرتکب منہیات و مسکرات نہ کردہ محافظت شاہ راہ بنوعے نماید کہ مسافرین و متردین
بجمعیت خاطر و طمانیت باطن آمد و رفت می نمودہ باشند و در ہیچ جا دزدی و رہزنی بوقوع نیاید و اگر مال کسے
بدزدی یا بغارت رود مال را با دزدان و رہزنان پیدا ساختہ مال بمالک و آنجماعہ بدمآل بسزا
برساند و در صورت پیدا نہ ساختن از عہدہ جواب مال برآید۔

میر محمد حسین

[illegible]

بقیہ نوٹ صفحہ (۱) میں باریاب ہوئے دیگر اعزاز و عطایا کے علاوہ سنہ ۹ جلوس عالمگیری میں پانصدی منصب و خطاب ترکی خان سے سرفرازی پائی۔ نواب غازی الدینخاں اول قدیم مراسم کی بناء پر ہر طرح کفیل رہے۔ مدت العمر سفر حضر میں ساتھ نہ چھوڑا مغفرت مآب حضرت آصفجاہ اول کے ساتھ میر موسیٰ خاں دکن آئے ابتدا میں وقائع نگاری دیورکنڈہ دداروغگی ہرکارہ سے سرفرازاں بعد

کیفیت اینست

که خدمت کوتوالی بلده خجسته بنیاد و فوجداری بلده مذکور از تغیر سید نجم الدین خان به شروط یکصد سوار به تخط نواب مغفرت مآب
به میر عبداللہ خان مقرر شده ثانیا از تغیر خان مسطور به میر مهدی مقرر گشته سوال خدمت بنام مومی الیه به تخط نواب مغفرت مآب
۲۷ ربیع الثانی سنه ۳۱ از تغیر مشار الیه ۔ امان الله بیگ که بخطاب حفاظت خان سرفرازی یافته مقرر گشته من بعد
۱۱ جمادی ۲ سنه الیه سوال خدمات مسطور مشروط یکصد سوار بنام خان مذکور به تخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتهار
نظام الدوله بهادر ناصر جنگ رسیده سند خدمت تحریر ۲۲ شوال سنه الیه حاصل ساخته درینولا در باب دادن خدمات مذکور
بنام درگاه قلیخان پروانگی بمهر شاه نواز خان شرح صدر رسیده ۔

حفاظت خان
چهار صدی ذات
یکصد سوار

منصب

شرح فرد دستخطی ۶ صفر سنه ۳۲

که خدمت کوتوالی و فوجداری بلده خجسته بنیاد از تغیر سید نجم الدین خان بشروط یکصد سوار به تخط نواب مغفرت مآب به میر عبداللہ خان مقرر شده ثانیا از تغیر خان مذکور ...

۱۲

بقیہ نوٹ صفحہ (۲) نواب ہدایت محی الدین خاں کے ہمراہ ادہونی کے کاروبار میں شریک و مشیر کار مقرر رہے رکن الدولہ و
شرف الدولہ ہر دو بھائی ابتدائے سن سے شاہزادگان کے ہمدرس ہونے کے شرف سے ممتاز تھے حضرت مغفرت مآب آصفجاہ
اول کی رحلت اور نواب ناصر جنگ شہید و نواب ہدایت محی الدین خاں کے بعد بعد نواب صلابت جنگ جب صوبہ ایلچپور و برار

شرح فقرہ سوال دستخطی کہ ۲۴ جمادی ۲ سنہ ۴ بدستخط رسیدہ آنکہ
سوال دفتر متضمن بدین کہ درباب اجرائی اسباب خدمات

دستخطی نواب غفرانمآب نظام الدولہ ناظر جنگ شہید و پروانجات و امورہ تنخواہ جاگیر سابق و عمل عضد الدولہ مرحوم
کہ مردم درخواست مینمایند ہرچہ دستخط مزین شود عمل آید دویم ربیع الثانی سنہ ۳ دستخط نواب مستطاب معلی القاب رسیدہ اشتہار
سید محمد خاں بہادر صلابت جنگ شدہ اسناد قلعداراں بعد رسیدن فرد بمہر راجہ رگھناتھ داس و پروانجات تنخواہ
جاگیر و والمورہ بوجہ صدارت بعد رسیدن فرد بمہر صاحب رسالہ بر طبق دستخط سابق سند جاری نمایند بر وفق
آن سند درگاہ قلی خاں جاری نمودہ شد ۔

وال ۔ فتح جنگ
حسب الحکم عالی پیکار بمہر شبنم
درباب آوردن تعہد و ضمانت سلیمان بیعاد دو ماہ مرقوم ۱۵ رجب بدفتر
حسب حکم قلی خاں
نوزدہم رجب المرجب سنہ ۴ ھ

ملاحظہ شد

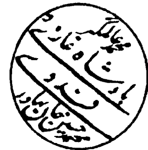
تاریخ دہم شعبان المعظم سنہ ۴
داخل سیاہہ حضور نمودہ شد

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) کلیتہً حضرت غفراں مآب کے متعلق ہوا تو موصوف جملہ فوج نظامی کی سرداری پر سربلند و در امورات مملکت
میں مشیر و شریک رہے ۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۱۷۷ مشہور جنگ راکس بھون میں وٹھل سندر پرتاب کے مارے جانے کے بعد
منصب ہفتہزاری شش ہزار سوار و عطائے ماہی مراتب و خطاب رکن الدولہ احتشام جنگ سے سربلند اور خدمت جلیلہ دارالمہامی

نقل سند دھاویرہ پرگنہ



بدیسکھان و دیس پانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ دھاویرہ سرکار کاتبار لیباری صوبہ برار بدانند



مبلغ شش لک ہفتاد و سہ ہزار درم از پرگنہ مذکور از محال سرکار

حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر درگاہ قلی خان بہادر کوتوال بلدہ



خجستہ بنیاد و فوج دار فواح بلدۂ مزبور تنخواہ شد ۔ باید کہ

محال مسطورہ را بتصرف گماشتہ خان مشارالیہ واگزارند ۔ و

بعد از ایں کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد ۔



(بقیہ نوٹ صفحہ ۴) پر سرفراز ہوئے ۔ موصوف نے اپنی مدت مدار المہامی (۱۲ سال) میں اپنے اعلیٰ تدبر و شجاعت سے ہمیشہ دشمنان دولت کو مقہور و پامال رکھا ۱۱۸۹ھ میں درباری سازش کی وجہ سے فیضو نامی گارڈی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا ۱۲ مظفر ماہ نامہ تلمی ۱۳۵۵ دول ۔ بمعنی بحث ۱۲

مقرر این ضمن از پرگنه دهاوره سرکار بتابارهٔ صوبه مذکور از محال سرکار بجاگیر درگاه قلی خان بهادر کوتوال بلده خجسته بنیاد و فوجدار
نواح بلده مذکور بطریق عهده تنخواه گردیده باید که محال مذکور را بعهده خان مشارالیه واگذارند
و بعد رسیدن سند موافق ضابطه بعمل آرند۔

مفت و آم

فرد نسخ فرد از فرد بتاریخ غره دوم ذی قعده سنه احد [illegible] قبل از این که
فدوی صمصام الدوله شاه نواز خان بهادر صمصام جنگ دوم ۲۳ شوال سنه ۱۱۶۲ بمهر رسیده
امر شد موضع [illegible] وغیره پرگنه دهاوره سرکار بتابارهٔ صوبه را بالالتماس تجمع کامل مبلغ هفت هزار و ده دام
دیم آنکه از سرگذاشته کار بجاگیر درگاه قلی خان بهادر تنخواه نماید فدوی درگاه اول موافق ضابطه
از نظر بگذرانند - لهذا کیفیت طلب ۔
خان مشارالیه کوتوال بلده خجسته بنیاد و فوجدار نواح بلده
مذکور در ذیل محال برطبق پروانچه محرر بعمل آمده۔

پروانهٔ داخلی
الیه

هزار و پانصدی ذات
هزار سوار دو اسپه
صد طلب

۶

فی ۲ رمضان سنه ۲۵ خطاب ... در

فی ذی الحجه سنه ۲۴ پانصدی ذات ... سوار دواسپه

برآوردی

طلب

[illegible]

۲ محرم سنه ۲۶ هزاری ذات ... سوار دواسپه ... نقاره

برآوردی نقاره

طلب [illegible]

شرط خدمت کوتوالی بلده ... و فوجداری قلعه بلده مذکور

سوار دواسپه

برآوردی

ماه سوار

خوراک دواب ...

... بیست ...

رسید مشروط

تتمه طلب مشروط

[illegible]

انعام ... نقل شده ... ذیل

پیوسته ... سرکار ...

کمکه ... سرکار ... آباد

[illegible]

تاریخ نهم ذیحجه سنه
داخل سیاهه بصدر نموده شد

بلا شرط

روزنامچه سرکار تبالبازی صوبه برار شرح الفا

روپیه
از محال

دیگر
المال

دیگر
المال

از محال
اسامی

دیگر
المال

حاصل

از پرگنه دادیره سرکار تبالبازی صوبه برار بالا گهاٹ
شرح دستخط نواب مستطاب معلی القاب
آصف الدوله سید محمد خان بهادر ظفر جنگ سپه سالار
ماه نماید

نیم سواری سرکار مذکور صوبه برار
دیگر بلا شرط
المال

بالا شرط
المال
مشروط

دادیره سرکار صوبه برار القابلا شرط
اسامی

[illegible]

نقل پروانہ دو مہری بابتہ اضافہ جاگیر تعلقہ دھاویڑہ

نقل ۴ سنہ

پروانہ دو مہری بمہر صلابت جنگ بہادر و بمہر میر محمد حسین خان بہادر مرقوم بست و پنجم شعبان المعظم

بدیسمکھان و دیسپانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ بیتالواڑی سرکار مذکور صوبہ برار بدانند مبلغ دو لک و نود و سہ ہزار و نہصد دام از پرگنہ مذبور از محال سرکار حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد و فوجدار نواح بلدہ مسطور تنخواہ شد باید کہ محال مرقوم را بتصرف گماشتہ خان مشار الیہ واگزارند و بعد ازین کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد بدانموجب بعمل آرند

المرقوم صدر شہر مذکور السنہ   شرح دستخط آنکہ

مص

شرح دستخط ... تعیق

نقل ...

مفرز ضمن از پرگنہ بیتالواڑی سرکار مذکور صوبہ برار از محال سرکار بجاگیر درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد و فوجدار نواح بلدہ مذکور در طلب باشرط بطریق عہدہ تنخواہ گردیدہ باید کہ محال مذبور را بعہد خان مومی الیہ واگزارند و بعد رسیدن سند تنخواہ موافق ضابطہ بعمل آرند۔

سمه لله [illegible]

سنه [illegible] دام

شرح وارده از قرار تاریخ ۲۳ شهر رجب [illegible] سنه [illegible]

[illegible] معلی القاب [illegible] اشتهار

شرح دستخط نواب [illegible] صلابت [illegible] جنگ [illegible]

[illegible] خان بهادر [illegible] صلابت [illegible] نمره [illegible] نایب [illegible]

[illegible]

شرح سؤال از قرار تاریخ ۲۳ شهر شعبان [illegible]

[illegible] معلی القاب [illegible] اشتهار [illegible] خان بهادر

[illegible] کیفیت [illegible] نمره [illegible]

[illegible] دستخط نواب [illegible]

صلابت [illegible] خان [illegible]

وکیل خان [illegible]

[illegible] سند الماس دارد

در باب آوردن [illegible]

[illegible]

[illegible] ماه رمضان [illegible]

11

هزاری پانصدی ذات ده ماهه

سه ماه

طلب

مع

اصل

هشت صدی ذات

ماهه

طلب

الملک ... للوعیه

بلا شرط

هشتصدی ذات

طلب

ماهیانه

اضافه به دستخط مظفر جنگ

اصل به دستخط

ذات منصب

طلب

حال

از تغیر ... بسرکار مذکور صوبه برار جاگیر سرکار ایلچ پور صدر دستخطانه

برگاه ... تنخواه نمایند . ۲۸ رجب ... دستخط و استطاب

محلی القاب ... اختیار میر سید محمد خان بهادر صلابت جنگ

بدرگاه ... خان تنخواه نمایند الحق

خصه نظام الدوله

المکرمه

انشاء ... مستطاب ... محمد خان ... فی ... ربیع الثانی

[illegible]

ذات

[illegible]

[illegible]

ازسدس ربیع توی سل سنه ۱۱۶۰ فصلی

اضافه	اصل
دام	دام

از محال نظام الدوله	از محال سرکار
اصل	

اضافه	اصل	اضافه	اصل

اجنٹہ عرف نظام آباد	بالاپور	مولیہ یاب	بے ل ولے
اصل	حاصل	حاصل	

اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل

ساور کہیرہ
حاصل [illegible]

چلکے حاصل
[illegible]

آماد
حاصل
[illegible]

رایجنی
[illegible]

اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ
[illegible]

خواندیس
[illegible]

دکہلہ
[illegible]

اندر ہاری
[illegible]

ویرکا پونل
[illegible]

پلس کہیرہ خورد
[illegible]

انت کہیرہ
[illegible]

اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ
[illegible]

دفعہ محال نظام الدولہ
[illegible]

کمبے حاصل
[illegible]

مال کہرہ
حاصل
[illegible]

اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ
[illegible]

کہرہ آنہ
[illegible]

سیاہہ
[illegible]

کہرآلہ بشرکت
[illegible] حاصل

اصل اضافہ
[illegible]

بدفعہ محال نظام الدولہ
[illegible] حاصل

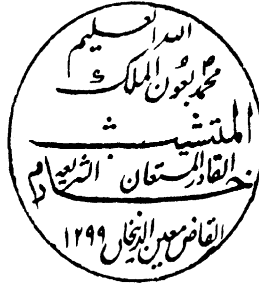
اب کہرہ بشرکت
[illegible]

اصل اضافہ
[illegible]

اصل اضافہ
[illegible]

تحریر فی التاریخ

آصفجاہ نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ سپہ سالار



تعلی شد آنکہ

نقل

سند بمہر اب مستطاب — و بمہر اشجع الدولہ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ دیوان دکن — از ابتدائے تاریخ بیست و ہشتم رمضان المبارک ۱۲۲۶ ہجری فصلی

دستک باسم رفعت و عوالی پناہ درگاہ قلی خاں بہادر آنکہ خدمت داروغگی منازل نزول[1] و بیت المال[2] بلدہ خجستہ بنیاد بجمعیت طلب مال بموجب فرد دستخطی کہ شرح آں محرف تقلم آمدہ بعہدۂ آں عوالی پناہ مقرر گشت باید کہ آں تبقیہ تمام و تبقدیم آں پرداختہ دقیقہ از دقائق حزم و ہوشیاری ہمال و غیر مرعی نگذارد۔

---

[1] منازل نزول۔ بمعنی کروڑ گیری یا چنگی (م)

[2] بیت المال۔ اس کا وجود مسلمانوں میں بعہد خلافت ارشدہ پایا جاتا ہے۔ زاں بعد اس کا قیام لوازم حکومت سے ہوگیا۔ ہر قسم کی رقمی آمد و خرچ اسی محکمہ سے متعلق تھی مختلف زمانوں میں اس کے نام بھی مختلف مثل دفتر استیفاء، دفتر سیاق، دفتر وجوہ امدنی رکھے گئے، ہندوستان میں شاہان مغلیہ نے اس محکمہ کو دفتر سیاق و استیفا سے موسوم کیا۔ اس دفتر میں جملہ آمد و خرچ کا اندراج (خواہ از قسم نقدی خواہ اراضی و انعام یا وظیفہ وغیرہ ہو) رہنا ضروری تھا۔ اسناد کی تقسیم اور تصدیق اسی دفتر سے کی جاتی تھی دکن میں حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد میں یہ محکمہ اپنے قدیم شرعی نام بیت المال سے موسوم رہا۔ جس کے صدر خاندوران تھے (جیسا کہ اسناد سے ظاہر ہے۔

موجودہ زمانہ میں ان امور کا تعلق محکمہ فینانس سے (جس کی کرسی صدارت پر عالیجناب نواب سر حیدر نواز جنگ

[illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بہادر جلوہ فرما ہیں (جو اپنی فطری سخاوت کے باعث دکن میں مہاراجہ چند ولعل دیوان دکن کی طرح ضرب المثل ہیں) اس کے تحت دفتر صدر محاسبی وخزانۂ عامرہ سرکار عالی ہیں۔ مگر اب بیت المال کا اطلاق خزانۂ عامرہ سرکار عالی پر کیا جا سکتا ہے۔ (مظفر)

لہ یار وفادار۔ خاندان علیہ آصفیہ کے ارکان کو خطاب بھی شاہان مغلیہ نے عطا فرمایا تھا جو مثل دیگر خطابات کے اس خاندان عالی کا آج تک طرۂ امتیاز ہے (مظفر)



وقتے نواب درگاہ قلیخاں بہادر سالارجنگ مؤتمن الدولہ برفاقت نواب نظام الملک آصف جاہ بجہاں آباد (در سال یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک ہجری) رفتہ بودند خصوصیات آنجا انچہ بنظر در آمدہ بود بقید قلم آوردہ اند چوں خالے از کیفیت نیست لہٰذا مسطور میگردد

ذکر قدمِ شریف آب و رنگ گلشن بمیامن برکات قدم شفاعت توام جناب حضرت نبوییت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گرد آستانش توتیائے ارباب بصیرت است و غبار راہش ضمیر مایۂ اہلِ نظرت، جہت عاصیاں از کثرت سجود آئینہ وار امتیاز دیدہ حاجتمندان بدریوزہ گری خاک جنابش سرمہ طراز بارگاہ کیوان پایگاہش واجب التعظیم و علی الدوام کافہ انام سرگرم مجرا و تسلیم ~

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود   سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

روز پنجشنبہ از ہجوم زائران صحن ایں درگاہ قسمے مملو میشود کہ عبور ایں کس تا مقصد مطاف. بہزاراں صعوبت دست می دہد و در ماہ ربیع الاول روز وشب ہمیں مجمع است۔ فقراء و زوار از بلاد وامصار دور دست بعزیمت زیارت می آیند۔ چمن چمن گلِ مُراد بدامنِ آرزو میکنند مرض از شربتِ آبی کہ از شست وشوی دار الشفائے قدمِ مبارک نصیب تشنہ لبان تمنا میگردد برائے عافیت میگیرند و تیمنًا بجمتہ دور دستاں می برند، سعادت منشاں باحراز مثوبات اخروی درحوالی ایں درگاہ مکانہا بمبلغ خطیر خریدہ، طرح مسکنِ آخرت میکنند، چنانچہ اطراف آں چندیں مقبرہ است وقبور غربا از دائرہ حساب بیروں، درایام عرس شریف درو دیوار ایں مکان از کثرت طائفان نوعے لبریز میشود کہ جا برائے نشستن بہم نمی رسد، مگراز صحن سقفت نمایند۔ مطعومات وتنقلات کہ اغنیا برسبیل نذر دریں ایام ارسال می دارند۔ صرف فقراء و مساکین می شود، و ذخیرہ چندیں روزہ می گردد۔ سبحان اللہ عجب مکان فیض نشان است کہ انوارِ کرامت و اعجاز از درو دیوار می بارد۔ حوضش کہ در پیشگاہ دروازہ رخصت واقع شدہ۔ ماء المعین کرامت است۔ وعین الحیات سرچشمہ رافت۔ منعطشاں بکام دل ازیں زلال سیراب می شوند بادشاہے کہ در زمان سابق وفات یافتہ۔ بموجب وصیت او قدم معجز شیم را در سینہ اش نصب کردہ اند۔ بزار ویتبرک برقدم گاہ امام مفترض الطاعۃ، یعسوب المسلمین، امیر المومنین

علی علیہ السلام، از قلعہ بادشاہی بفاصلہ سہ کروہ واقع شدہ۔ زائران باحراز سعادت اخروی روز شنبہ جوق جوق عازمِ زیارت میشوند۔ وگلِ مجرا و تسلیم را زیب گوشۂ دستار اعتقاد می سازند۔ خاک جنابش ذریعہ شفائے دردمنداں است وزلال چشمہ سار مرحمتش آبروئے حاجتمنداں۔ اکثرے بہ تحصیل متمنائے مافی الضمیر نذرہا می بندند۔ و بکامِ دل میرسند۔ دوازدہم محرم کہ روزِ زیارت حضرت خامس آلِ عبا است۔ ارباب تعزیہ بادلِ محزوں وچشم گریاں برسمِ عزا پرسی درآں مکان خلد آستان مجتمع می شوند۔ وشرائط زیارت بہ تقدیم میرسانند ہیچ متنفسے نیست کہ دریں روز بہرہ ازیں سعادت برندارد۔ ازکثرت سواری وضیع وشریف طرق وشوارع بسان چشم مور تنگ می شود۔ اہل حرفہ بترتیب وتزئین دکاکین پرداختہ۔ اقسام منافع برمی دارند۔ درچوکی خانہ کہ مکان معین ارباب ایما است منقبت خوانان باہنگ بلند قصائد عزا می خوانند ومنشور نجات از آنجناب معجز انتساب حاصل می نمایند۔ مصرع "گر عقبیٰ خواہی زیارتش دریاب"

درگاہ ملائک بارگاہ حضرت **قطب الاقطاب** از قلعہ بفاصلہ ہفت کروہ واقع شدہ ومرقدِ مبارک درصحنِ مسجد بے سقف زینت ترتیب یافتہ۔ مطاف زائرانِ خطہ ہندوستان است۔ ومرجع ومقصد جمیع حاجت طالبان صفائی در ودیوارش یاد ازسواد بہشت میدہد۔ وفضائے برکات آثارش بوسعت آباد رحمت ایما می نماید۔ در احیان صبح درحوالی قبر مبارکش تجلی

بلا کیف صورت می بندد۔ وکیفت عجیبے بر دلہائے زائران طاری میشود۔ ارباب
تمنا بعد از ادائے فریضۂ صبح بطوافش پرداختہ گلہائے مقصد می چینند۔ و در کال
انبساط و انشراح معاودت میکنند۔ زیارتش در ہمہ روزہاست۔ بتخصیص روز پنجشنبہ
طرفہ ہجوم می شود۔ مردم باستعداد شب روی از دہلی عزیمت میکنند۔ و بعد فراغ
زیارت بسیر تنزہات کہ از میامن قدومش ہر طرف سبزہ زارسیت۔ و در ہر جا نب
چشمہ ساری۔ بتخصیص جھروکہ و حوض شمسی کہ از چشمہ ہائے متبرک انواع تمتعات
حاصل می کنند۔ در اطراف مزار فائض الانوارش جمعی از مردانِ خدا آسودہ اند۔
چنانچہ نکہت وجد و حال تا حال بمشام اہل یقین میرسد۔ و چاشنی درد بکام
ارباب ذوق سرایت میکند۔ مکانہائے متبرک در نواح ایں سواد بہشت نشان
واقع شدہ اند۔ بتخصیص مسجد اولیا حضرت قطب العارفین خواجہ معین الدین چشتی
قدس اللہ سرہٗ احداث کردہ اند۔ ہر کہ در آنجا نماز میخواند۔ حلاوت عبادت
را می فہمد۔ غرض کہ از کثرتِ قبور اولیا رشک روضۂ رضوان است۔ در عیدگاہ
ایں مکان در ملفوضات نوشتہ اند کہ اکثر اوقات حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف
می آرند۔ قبر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ہم ہمسایہ مزار مبارکست
و بہادر شاہ ہم بزور طالع در کنف رافت و کرامت جا یافتہ شانزدہم ربیع الاول
عرس می شود و عالمے بہ نیت زیارت مستعد می شود و تا دو روز سیرہا میکنند
قوالان علی الدوام از دور روبروئے قبر مبارک گاہے ایستادہ و گاہے نشستہ

مجرامی کنند۔ شاہ شہید محمد فرخ سیر یک سمت درگاہ دیوارے از سنگِ مرمر تراشیدہ نصب کردہ شبکہ اش درنہایت نزاکت است وشفافی سنگ درکمال لطافت۔ رباعی

شاہی کہ بعالم علم فقر افراخت
از ہر دو جہاں بگوشۂ عزلت ساخت

درراہ خدا است رہنما قطب الدین
چوں قطب کہ میتواں از و قبلہ شناخت

ذکر سلطان شمس الدین غازی۔ مرقد مبارکش در اطراف درگاہ حضرت قطب الاقطاب دریں غارے واقع است۔ ہر چند کہ از سلاطین اند لیکن بصحبتِ ارباب ذوق ومواجید باریاب بمدارج قصوائے ولایت عروج کردہ اند۔ چنانچہ شرح کمالاتش از ریاض الاولیاء کہ تذکرہ ایست بیہن می گردد۔ ہوائے زار روضہ اش نمونہ ایست از روضۂ رضوان وسواد سرزمین فیض آگینش انموذج خلدیست بشگفتگی عنوان۔ در موسم برسات از ہجوم سبزہ وریاحین خود رو رشک گلشن کشمیر است وباعتدال ہوا وکیفیتِ فضا دلچسپ ودلپذیر زائران را درضمن زیارتش نزہت خاصے دست می دہد و در اثنائے طوافش کیفیت رنگینی مشاہدہ می پیوندد نور اللہ مضجعہ اللّٰھم ارزقنا واغفرنا۔

حضرت سلطان المشائخ معشوق الٰہی مرقدِ مبارک آنحضرت از دہلی کہنہ بفاصلہ نیم کروہ واقع شدہ زہے روضہ کہ سلاطین را بجنابش التجاست وخواقین را بہ نسیم عتبۂ علیہ اش دلیل مدعا از در و دیوار سراپا انوارش فیضہا ترشح می کند واز سواد خاک پاکش چشمہ سار سعادت میجوشد و دور بارش عظمت وجلال آں آستان زہرۂ متکبرین را بگداز می دہد وسطوت قہرمان آں مکان رفیع الشان سرہائے

گردن کشاں را بے اختیار مائل سجود میگرداند۔ کیفیت ہا ازاں مرقدِ فردوس آئین محسوس می شود کہ ناطقہ در ادائش ابکم است و رنگہا ازاں چمنستان جنت آگین مرئی می گردد کہ خامہ در گذاشتن آں مقطوع الفم ہر چہار شنبہ جمہور خواص و عوام احرام زیارت می بندند و قوالان بآداب تمام ایستادہ بتقدیم مراسم مجرا می پردازند بتخصیص چہار شنبہ آخرین صفر طرفہ انبوہے وعجب کثرتے می شود۔ اشخاص دہلی خیلے تقطیع و تزئین کردہ می آیند و بعد حصول زیارت بسیر حدایق کہ در جوار ایں روضہ مبارک واقع شدہ اند می پردازند ارباب محترفہ بہ ترتیب و تزئین جابجا متمکن می شوند و مرغوبات و مطلوبات تماشائیان در ہر جا عرض می کنند از کثرت نغمات مطربان سامعہ گرانی بہم می رساند۔ در ہر گوشہ و کنار نقال و رقاص داد خوش ادائیہا میدہند۔ عرس مبارک چہار دہم ربیع الثانی میشود باستدام سعادت آستان سدرہ نشان کلاہِ مفاخرت بہوا می فرستند و در اطراف و اکناف بسبب کثرت قیام خیام جا تنگی میکند۔ ہمہ شب نوبت بنوبت قوالاں مجرا میکنند و مشائخ و صوفیہ را بوجد و حال می آرند و صحبت بواہیر ہا خیلے امتداد می کشد وطرفہ شور و شغبی برپا میشود ایں فرقۂ علیہ و سائر زوار آں شب را احیا میدارند و بیشتر در اطراف مرقد منور مراقب می باشند و برخے بتلاوت اشتغال می نمایند۔ صبح آں شب طرفہ فیضی دارد و نماز فجر بعجب حلاوتے میسر می آید حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ بپایان قبر گرامی آسودہ اند فاصلہ غیر از چند ذرعہ درمیان

نیست کہ در عرس شریف ایشاں ہم کیفیت خاص دست میدہد وسماع میشود
مجاوران در اطراف ایں روضہ خانہ ہا و کاشانہ ہا دارند. برائے خود معمورہ ایست
و مدار معیشت اینہا بر نذور و وجوہ وکالت است خوشا حال سعادتمندانی کہ
در قرب ایں خطہ پاک مکان سکونت دارند علی الدوام تحصیل فیوضات زیارت میکنند
حضرت نصیر الدین چراغ دہلی مزار انوار ایں بزرگوار از دہلی کہنہ بفاصلہ سہ کروہ
واقع شدہ سواد روضہ اش چوں روضۂ رضواں در کمال دلکشائی وفضائے مرقدش
بسان خیابان بہشت در نہایت خوش ہوائی اشعۂ کمالاتش ازاں سرزمین
چوں نور آفتاب تابانست و لمعۂ کراماتش ازاں خطۂ دلنشین برنگ پرتو شمع
از تہ فانوس نمایاں چراغ حاجتمنداں بشعاع کرامتش روشن است دل
مستمنداں بہ ہوائے توجہش رشک گلشن در واقعہ چراغ دہلی است بلکہ
چشم و چراغ تمام ہندوستان زیارتش روز یکشنبہ معین است بہ تخصیص
در ماہے کہ دیوالی می آید طرفہ ہجومے می شود۔ و دریں ماہ در ہر یکشنبہ جمیع
سکنۂ دہلی سعادت زیارت میروند و در اطراف چشمہ کہ از مضافات ایں
درگاہ است خیمہ ہا و سراپردہ ہا ایستادہ کردہ غسل ہا می کنند و اکثری از
امراض مزمنہ شفائے کامل می یابند مسلمین و ہنود در تقدیم شرایط زیارت
یکسانند از صبح گرفتہ تا غروب آفتاب کاروانہائے زایران متصل می رسند
در زیر ہر درختے و در سایہ ہر دیوارے عالمے بہ ترتیب فروش پرداختہ داد

عیش و خوش دلی می دہند سیر عجیبے است و تماشائے طرفہ در ہر جا راگ و رنگست و در ہر گوشہ و کنار صدائے پکھاوج و مورچنگ عرس مبارک ہم بتوزک می شود بادشاہ جم جاہ محمد شاہ در اطراف مرقد والا احاطہ پختہ ترتیب دادہ اند در صحنش وسعتے است کہ در ہیچ درگاہ شاید نباشد قدس اللہ روحہم واوصل الینا فتوحہم

حضرت شاہ ترکمان بیابانی علیہ الرضوان بکرامات غریبہ مشہور و بخوارق عجیبہ مصروف ثقات اینجا اتفاق دارند کہ پیش از بنائے دہلی در حین کہ صحرائے بحت بود۔ ایشان در جائیکہ آسودہ اند مقیم بودند و برخے معاصر حضرت قطب الاقطاب میدانند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قبر مبارکش درون شاہجہان آباد است۔ بست و سوم شہر رجب عرس می شود۔ خادمان و معتقدان بآئین مناسب در روز عرس توزکی میکنند از کثرت چراغان و قنادیل صحن فلک نورانی میشود و از وفور گلہا موج نکہت گل در روانی آرام گاہش جمعیت آباد است و روضۂ اش خلد اتحاد از نسیم صحنش انچہ کیفیت بمشام می رسد و از شمیم فضایش نکہت حقیقت بدماغ میخورد جمیع سکنہ اعتقاد خاصے دارند و در مشکلات مہمات استعانت بروضۂ شریفش می برند و در خور رسوخ اعتقاد فائز مدعا می شوند۔

حضرت باقی باللہ مرقد مبارک ایشان مکان متعین و زیارتش بذمہ ارباب ایقان معین نسیم فضایش گلشن اتحاد و شمیم ہوایش خلد آباد از

درو دیوارش بیخودی استقبال می کند و از سرزمینِ فیض آگینش عبرت آغوش می کشاید درعین تموزکہ ہوائے دہلی آتشباز می شود و زمینہا تفتہ می گردد در صحن مزار کرامت آثارش برودت می جوشد ہرگاہ قدم در صحنش میگذارند بریخ می خورد و بیرون از حرارت آفتاب برشتہ میگردد یکے از خوارق عجیبۂ ایش اینست سکان شہر بتلاش درجوارش مدفون میکردند کہ بحمایت ہمسایگیش از تب و تاب جہنم محفوظ ماند نوراللہ مضجعہ۔

حضرت شاہ حسن رسول نما قبرش آئینہ جہاں نما است و تربتش چوں خطۂ بہشت دلکشا بصفائے اعتقاد اگر زیارتش نمائے بوسیلۂ روح پرفتوحش رویتِ جمال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ممکن و بخلوص نیت اگر توسل جویند حصول مآرب و مقاصد متیقن بہ بست و یکم شعبان المعظم مراسم عرس بتقدیم می رسد و شمع تزئین و آرائش بکار می رود۔ صبح عرس جمیع نقالانِ دہلی تاشام بمجرا پرداختہ احتظاظ وافی بزایران میرسانند و عنان معاودت میگردانند۔

شاہ بایزیداللہ ہو جلوہ صفائے مشربش از در و دیوار پیدا است و انوار کرامتش از تربت بہشت صفت ہویدا آ واز عرس مجلس رنگینی منعقد می گردد و حلاوت خاصے بمذاق زایران عاید می شود۔

قدوۃ اصفیا معارف آگاہ شاہ عزیزاللہ قبر مبارک ایشاں

در دہلی کہنہ در مکان مرغوبے واقع است ارادتمندان بمقتضائے صفائے عمارت مختصر رنگیں ساختہ و بہ تعمیر احاطہ آں پرداختہ نسیم فرائش از ہوائے خلد باج میگیرد و روائح ریاحین خیابانش از حدیقہ ارم خراج عشرت گاہ نزد بانست و تماشہ کدہ خلوت طلبان ہیچ وقتے نیست کہ از خلفائش کسے مشغول بمجرد رسیدن آن مکان بیخودی تمہید می کند وجلوہ از خود رفتی بمعائنہ آہنگش می رساند و زمان حیات ایشاں عاصی بود کہ کلاغش بآئین مهملان شدید فرصت نفس کشیدن نمی داد و ہرگاہ کہ منمعز سر خود از کلبۂ احزاں برمی آورد بصدمات منقار مجروح و مشبک می یافت در تمام شہر و جمیع مزارات ملتجی گردید شفاعت ہیچکس در استعفائے جرائمش معبد نیفتاد اکابر عصر بآستانہ کرامت آشیانہ اش سراغ رستگاری دادند و بیامن توجہات عالیہ مستظہر گردانیدند۔ بیچارہ را رجوع بخانقاہ فلک اشتباہ کردن ہماں بود و بکام دل رسیدن ہماں خوارق عجیبہ ایشاں از حد و حصر زیادہ است وتا حال استمداد و استعانت از قبر مبارکش باقیست روز عرس سماع خاصی می شود و شیخ و شاب بعتبہ مواحد می آیند مطاف و مقصد ابرا۔

مرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ تربت موزوں ایشاں در دہلی کہنہ در محوطہ مختصر برنگ معنی خاص در الفاظ رنگین واقع شدہ سیوم شہر صفر عرس می شود تلامذہ اش و جمیع موزونان شہر بعزیمت مستفادہ روحش حاضر می شوند و دور قبر حلقہ مجلس ترتیب می دہند۔ کلیاتش کہ بخطّہ گرامی ترتیب و ترقیم یافتہ

مابین حلقۂ گذاشتہ افتتاح بشعر خوانی می نمایند برعنوانش این رباعی مرقوم است۔

رُباعی

اے آئینۂ طبع تو ارشاد پذیر در کسب فوائد نمای تقصیر
مجموعۂ فکر ما صلائے عام است سیری کن و سمتِ تسلی برگیر

بعد ازیں علی قدر مراتب بنتائج افکار خود را نقل مجلس می سازند۔ حلاوت طرفہ بحصول می پیوندد و انبساط خاصے بحضار عاید میگردد۔ محمد سعید برادرزادہ اش کہ چوں معنی بیگانہ از نسبت معنوی میرزا بیگانہ است بتواضع حاضرانِ مجلس و ترتیب شمع و چراغ دماغ خود را می سوزد و باتباع ہمہ معاجین و حبوب اختراعی میرزا کہ از قبیل کیمیاست و در ہمہ دہلی انگشت نما صرف معیشت می نماید طاب ثراہ و جعل الجنتہ مثواہ ۔

عرس خلد منزل بست و سیوم شہر محرم الحرام عرس مذکور ترتیب انتظام می یابد قبرش در جوار حضرت قطب الاقطاب است مہر پرور زوجہ خلد منزل باہتمام حیات خاں ناظر از یکماہ بہ تزئین و ترتیب چراغاں بندی کہ بہیئتِ متنوعہ و اشکال غریبہ طرح می یابد متوجہ می شود طراحان و صنعت پیشگان بادشاہی طراحی غریب بکار می برند و ہنرہائے عجیب بر روے کار می آرند بآئینی سرو چراغاں ترتیب می دہند کہ سرو شمشاد از خجلت بسان چنار خورد می سوزد و نمطی روشنائی مشجر جلوہ می آرند کہ از

ہر شجر بش گلِ آفتاب گل می کند تا دو پاس شب سر از دریچہ مطلع بیروں نمی آرد و آفتاب نفت خود دانستہ غیر از صبحدم متوجہ آفاق نمیگردد بر جہائے روشنی بہ بروج آسمانی پیام انوار میفرستند و بنگلہ ہائے تجلّی آگین در ہر گوشہ و کنار طرح وادی ایمن میکنند معاشران با محبوبان خود در ہر گوشہ و کنار دست در بغل و عیاشان در ہر کوچہ و بازار بہول مشتہیات نفسانی در رقص جمل مے خواران بے اندیشہ محتسب در تلاش سیہ مستی و شہوت طلبان بے واہمہ مزاحمت سرگرم شاہد پرستی ہجوم امارد نوخطاں توبہ شکن زہاد و آہو پسران بعشق بے مثال برہمزنِ بنیاد صلاح و سداد تا نگاہ پرواز کند مائل روئیست و تا چشم وا شود حلقہ فتراک گیسوے سامان نواحش بمثابہ کہ یک عالم فساق بکام دل میرسند و اسباب خباثت بدرجہ کہ یک جہاں فجار کسب تمتع می نمایند تا کسے بحال خود وا رسد امردی چشمک میزند و تا چشم چراغ روشن کند زنکہ پیام می فرستند کوچہ و بازار از نواب و خوانین لبریز و گوشہ و کنار از امیر و فقیر شور انگیز مطرب و قوال از مگس زیادہ تر و محتاج و سائل از پشہ افزوں تر قصہ مختصر بایں ترتیب وضیع و شریف ایں دیار ہواجش نفسانی ترتیب می دہند و بمستلذات جسمانی فایز می شوند در چنیں ہنگامہ چشم بستنہا عین مصلحت و بصر نکشودن محض بصیرت۔

ذکر میر مشرف قبر آں اشمع روزگار در جوار معشوق الٰہی دہ باغے کہ نزہت کدہ

آب و ہوایش استنباط طراوت از ریاض رضواں می کند ترتیب یافتہ از پائین احاطہ اش نہر آبی در نہایت نظر فریبی و بکمال دیدہ زیبی جاریست چوں ہوا و فضایش بہ سبب اکثر حدائق در ترطیب دماغ نزہت طلبان اثر وافی دارد و بسیارے از معاشران و نعیش پیشگاں نظر بر قدر دانی ہوائے برسات درانجا سری میکشند و بزم آرا شدہ سیر فضا و کسب ہوا می کنند خیابانش از گلہائے رنگارنگ ہموارہ مملوست و نشیمنہایش از کیفیت نسیم بہار و شمیم گلزار لبریز رنگ و بو۔ زاہد خشک مغز ہم اگر بسیرش پردازد تر دماغیہائے ہوانشہ کیفیت می بخشند خاکش بر سر محتسب بیخرد ہم اگر بہ نزہت آبادش راہ یابد نشہ پیمایہائے فضایش سرشاری گرداند زہے بیخبر رطوبت ہوایش خواہان نشہ شرابست و سرور و رنگینی سوادش بے اختیار مائل صدائے تار و طنبور۔ میر کلو پسرش بہ عجب طمطراق و طرفہ شانے عرس می کند آئینہائے رنگین و وضعہائے دلنشین ترتیب چراغاں می کند اطراف خیاباں را تختہ بندی کردہ درِ تابدانہا رنگیں می کرد و شمعہا روشن می کند و بر کنار نہر آب کہ وسعتِ خاطر خواہی دارد برجہا و بنگلہا مرغوب و بر روش مطبوع بستہ روشنائی می کند و جمیع عمدہ ہائے دربار بادشاہی و ارباب نشاط را دعوت کردہ صلائے عام میدہد چوں خودش جوان است و باہمہ امیرزادہ ہائے رنگیں آشنا برعایت خاطرش ہمہ باساز و نشاط و سامان انبساط می آیند

ومعشوقہ ہارا باخود می آرند در ہربن ہر درختے و در سایہ ہر نہالے و درکنار ہر چمنے خیمہ ہاے رنگارنگ چوں گلہائے رعنا ایستادہ میکنند وبتجرع میل می نمایند ہمہ شب در ہرجا رقص است و در ہرطرف سرود و طعامہائے الوان وسایر مایحتاج مہمانداری بقدر رتبہ در ہرجا میرسد شبے چوں شب برأت مطلع الانوار و صبحے چوں صبح عید ہزار رنگ تہنیت و دلخوش دریار گشت تماشائے غریب و سیر عجیب دست می دہد خیمہ مہمان خانہ بسان خیمہ دل بادل مشرف بآب ایستادہ می شود ومحفل منعقد می گردد ہمہ جا مسندہا وفرش ہامیکنند ولوازم ضیافت آمادہ میسازند رقاصان بلاتعین سمت گرم رقاصی ونقالان وقوالان بے تشخیص میزبان ومہمان متوجہ نغمہ پردازی فقرا ومشائخ تواجد میگردد واغنیا وارباب تمول راخندہ غرض بے تکلفیہا کارہا دارد وہیچگونہ مزاحمت نیست ازمشتہیات ومرغوبات نفسانی ہرچہ آرزو کند مہیا است لیکن تمن یعملے و مایعرفی درکار۔

ذکر کیفیت چوک سعد اللہ خاں ہنگامہ اش محاذی دروازۂ قلعہ است ومجمعش درفضائے پیشگاہ جلوخانہ سبحان اللہ کثرتے می شود کہ نظر از ملاحظہ محسوسات رنگارنگ دست و پاگم می کند ونگاہ بمشاہدہ تجدد امثال در تماشا و تعداد تمثال مواد تمنا در آئینہ خانہ حیرت می نشیند ہرطرف رقص امارد خوش رو قیامت آباد وہر سو شور افسانہ سنجان محشر بنیاد

راویانِ معتبر مثل ارباب عمائم چندیں جا کرسی ہائے چوبیں از قبیل منابر نصب کردہ مناسب ہرماہ و ہرروز مثلاً در ماہ رمضان المبارک فضائل صوم و در ذیحجۃ الحرام مناسک حج و عمرہ و در ماہِ محرم مقدمات روضۃ الشہدا بادا ہائے فصیح تقریر کردہ ذہن نشین عوام می کنند و ایں جماعت را بہ رفت می آرند و مبلغے معتدبہ بایں تقریب تحصیل می نمایند روستا مزاجان بشغف تمام میل بایں مجامع دارند و خام طلبان بذوق مالا کلام بگردش حلقہ می بندند و اکثر ہا تا دو پاس شب ایں وعظ و تذکیر میکنند اہلِ تنجیم و رمال ابلہ فریب ہم معطل نبشنند قرعہ معرکہ جداگانہ انداختہ از روئے پردہ سرابر مخفیات درضمایر مغیبات بری دارند مردم از اقبال و ادبار خود مستفسر می شوند و مواعید دلخوش گردیدہ بقدر استعداد می گذرانند۔ حکمت پیشگان عذر انگیز چندیں جا در فضائے چوک آب پاش کردہ و فرش طون گستردہ اصناف دوا را در خریطہ ہائے رنگیں کہ درحقیقت خاک راہ باشد بر روئے دوکان چیدہ خود ہارا محتشم از لباس و چند ہا مقطع سرپیچی می نشینند و خواص ادویہ و منافع آنرا بتقریر رنگین و ادائے دلنشین بوجہے بیان می کنند کہ سفیہاں بریکدیگر سبقت کردہ خاک دوکانش نمیگذارند و سفوف و ایارج و شراب و معاجین و اقراص و حبوب و ضماد ہمہ موجود طالب از ہر جنس کہ استدعا نماید مطلبش حاصل است خصوص جائیکہ ذکر معالجہ حلق و استحکام عضو تناسل و امساک و مداوائے

آتشک و خیارک و سوزاک که مذکور می‌شود هنگامه عجیبے است انفار و پواج
جاں کرد و جامه کرده ضماد و اطلیه خرید میکنند استاں زور خوش ادائی تقریر مبلغے
گرفته بدست یکے نسخه کیر خر میدہد و بدست دیگرے اجزائے تضیب الفیل
و ایں قرصها یہ بہجت تمام راه خانه خود ہا می گیرند از فلزات کشته گرما گرم
ہرچه خواہش نماید چندیں جا آتش مشتعل و دود ایں نه فلزات بسوئے
نه فلک متصاعد سرطان و سانڈه درلیپ ہا جزو اعظم است ۔ چندیں جا
برشته ہا بسته بخواہشمنداں عرض می کنند ۔ نقالان و باده فروشاں مکانہائے
معین و سمت ہائے متخص دارند و بوقت حاضر شده تمتع میگیرند از آمارد
و نوخطان اطراف و اکناف ملونگاه ہمیں که بلند شود مہره کش صفحه روئے
است و دست ہرگاه که دراز گردد دست در گردن گیسوئے اسلحه فروشاں
از ہر قسم سلاح از نیام علم کرده جوہر احتیاج کامل می کنند تا خریدارش که
باشند و اقمشه داران اجناس رنگیں بر دست گرفته صفحه ہوا را آئین
شفقے می بندند تا چشم مشتری مائل کدام رنگ گردد تنعمات و تنقلات
را در زیر بغل یکدیگر میفروشند دست دراز کردن لقمه حواله دہن کردن است
میوه و فواکه ولایتی و ہندی دوش بدوش قسمت می کند پہلو گردانیدن
ذائقه را بکام رسانیدن گذر وحوش و طیور طایر حواس را بوحشت آباد پروا
میدہد افراط باز و جره و کبوتر و بلبل و سایر طیور قسمے است که تشخیص آنہا

بپیش ادراک عاجز است مگر کسے کہ منطق الطیر خوانده باشد وبخدمت سلیمان وآصف صحبت داشته باشد چندیں دشت وبیابان ویراں کرده هر روز اقسام جانوری آرند مشتاقان وحش وطیر بتخصیص جوانان نوخیز وامارد شور انگیز اکثرے. درآنجا بصیدمی آیند وصیادان تجربہ کار ازاں مرغزار کمین می کنند قفسہائے رنگین ومصنوع خوشنما تر از قفس عنصری وپنجره بشری برخواہشمند عرض می کنند الحاصل سایر مایحتاج انسانی وتمتعات نفسانی دراں مجمع آماده ومهیا است وازانجا که پیشگاه قلعه وعبور مرور امراء عمده است همه روز محشرے برپا۔

چاندنی چوک ازہمہ چوک ہا رنگین است وازہمہ گذر ہا سراپا تزئین سیرگاه موزونان است وتماشاکده نزہت طالبان اقمشه عمده ازہرباب در راستہائش آماده وابواب امتعه ازہرجنس برروے مشتری کشاده نوادر روزگار ازہرگوشہ اش گرم چشمک زدن ونفایس اعصار ازہریک جنس درصدد دل بردن راسته اش چوں پیشانی نیک بختاں در وسعت آغوش رحمت کشاده ونہرش چوں ماء العین ازآب زلال آماده۔ درضمن ہردوکانے لعل وگوہر بدخشاں ودر روئے دست ہرکارگاہے سلک لآلی ومروارید نیساں یکطرف راسته اش جوہریاں باستغنائے تمام ویقین مالاکلام تکیہ بزبان دلالان ترغیب مشتری میکنند ویک سمت تجار

از اقمشه وسائر مایحتاج در فضائے دکاکین چیده بفریاد تمام خریدار تحریص می نمایند
که بشنود و نشنود ما گفتگوئے میکنم روایح عطریات وطیوب اقسام بے فضولی
گفتگوئے عطار و زمزمہ دلالاں و وسایط پیشکاراں بشام ارباب خواہش پیام
رساں وموج شوخی لطائف ہر جنس بے تمہید بایع آرزو ہا راسلسلہ جنباں
بملاحظہ شمشیرہا کہ بشکل ابروئے خمدار بتاں نگاہ تماشا محرف می خورد دست
بقبضہ غافل زدن برہان قاطع مصلحت وبمشاہدہ اقسام کٹارہا کہ باسلوب
زبان مارجویائے حریفیست نگاہ دزدیدن عینک مشورت کارخانہ چینی از اقسام
و انواع بوفوریکہ بملاحظہ اش شیشہ خانہ حوصلہ بر سنگ جرمی خورد حقہ ہائے
شیشہ مختلف الاشکال ملون ومطلا بآئین مرغوب بر سر دکاکین قسمے چیدہ اند
کہ چشم فلک حقہ باز شاید نظیر آں ندیدہ باشد وگلابی پیالہ ہائے مطبوع
ورنگین باسلوبی در پیشگاہ دوکانہا گذاشتہ اند کہ اگر زاہد صد سالہ باشد بمجرد معائنہ
اش ہوس صہبا بہم رساند اقمشہ دوش بدوش و دست بدست کہ در حقیقت نسبت
از دکاکین حکم ابتذال دارد و بایں خوبی ولطافت کہ شاید در کارخانہ امرا بہم نرسد
وقطع نظر ازیں در فضائے شام جلوہ رنگارنگ ایں الوان متعذر الانحصار شفق
را در خون نیشاند وکیفیتے محسوس باصرہ میگردد کہ شاید از سیر چمن بہم نرسد
در قہوہ خانہ ہا کہ درعین فضائے چوک واقع اند مستعدان سخن سنج ہر روز فراہم
آمدہ داد سخن وبذلہ سنجی میدہند امرائے عالیشان باوجود علوئے مرتبت

سرے بہ تماشائے ایں چوک میکشند ازبسکہ اشیائے غریبہ و نوادر نفیسہ
ہرروز درینجا بنظر میرسد اگرفی المثل بضاعت قارونی بہمرسد شاید کہ وفا نکند
آمیرزادہ نوجوانی ہوس سیر ایں چوک بخاطر داشت ۔ مادرش بعد تمہید معذرت
بے استعدادے لک روپیہ از متروکات پدرش حوالہ نمود کہ ہرچند ازیں مبلغ
نفایس و نوادر ایں چوک تحصیل عنواں کرد لیکن چوں طبیعت عزیز القدر
مصروف ایں معنی است ایں وجہ محقر یرا صرف ضروریات پسند خاطر
باید نمود۔

ذکر حافظ شاہ سعداللہ علو جلالت وسمو مناقب ایشاں از

اندازۂ تحریر و ترقیم بیرونست و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از
از احاطہ گذارش افزوں خلائق در اعتراف مدارج ولایتش متفق اند و برخے
بمرتبہ قطبیت ایشاں مقر در معاوضہ بصر ظاہر عدالت پیشگان قضا بصیرت
کرامت فرمودہ اند و در سیماوی ہدایت انتمایش انوار ارشاد بقیہ کردہ
اکثرے طالبان سلوک بمسکن معنویت موطن شاں رفتہ اکتساب کمال می نمایند
وتصفیہ و تزکیہ نفس مشغول ذکر اند مدار صحبت ایشاں مبنی بر سکوت است
خیلے مراقب می باشند وبسلسلہ عالیہ نقشبندی ربطے دارند لہذا بسماع میلے نیست
حق تعالےٰ ہمکنانرا برکات صحبت فیض منقبت ایشاں نصیب گرداند۔

ذکر شاہ غلام محمد داول پورہ دور باش شکوہ فقر ایشاں صولت اغنیارا

برعشہ می آرد و کلمات عظمت سمایش دولتمنداں را در لرزہ می افگند ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرہ توکل مستقیم و استقلال ضعفش با وصف افراط فقر و فاقہ درناز و نعیم جمعی از فقرا و صلحے و جوقے از محتاج وضعفا ہموارہ در حوالی نعمت متوالی ایشاں بسر می برند و از صبح تا شام حاضر می باشند و از موائد فتوح ذلہ خاطر خواہی بر می دارند بمقتضائے عدالت و نصفت علی السویہ تقسیم می فرمایند و احدالناس را محروم نمیگذارند بعد یکپاس شب کچھڑے پختہ میشود و باتفاق ہمکناں تناول می فرمایند و بخدمہ اندرون ہم موافق قسمت حصہ می رسد قوالان کہ بفیض المرام مجاورت آستان گرامیش تمتع پذیر فیوضات اند و شریک غالب فتوحات چوں سایہ از شخص جدا نیستند و ہمہ روزگار ہنگامہ وجد و حال گرم می دارند مکان شگفتگی عنوانش خالی از کیفیتے نیست با وضع و شریف و با اغنیاء و غربا یکساں سلوکست و از سرکار بادشاہی و امرا التماس یومیہ بسر حد مبالغہ رسید لیکن مسموع نگردید از بزرگان زمانہ اند و در فتوحات وجواں مردی یگانہ۔

شاہ محمد امیر از مشائخ نقشبندیہ اند و متوطن شہر اند صیت کمالات و شرح حالات بابرکاتش مستغنی البیان است و خامہ در تحریر اوصاف ولایت اتصافش حیران اوقات میمنت سمات مصروف کسب کمال و مزاج ہدایت اقتزاحش مستغرق و مستہلک وجد و حال غیراز وقت

قیلولہ چشم معنی بینش آشنائیست والتزام صوم دھر و قیام لیل از مبادے
صبح تمیز است و اوقات روز و شب منقسم است بہ چندیں قسم برخے بہ طاعات
و دعوات وبعضے اذکار و اشغال و از مشاہد و مراقبات غرض تعطیلے در امور
معہودہ ملحوظ احدے نگر دید بعد یکپاس شب بدرون محل تشریف بردہ
بہ تلقین و تعلیم پسران ارادت بنیان مشغول میشوند وقدرے موافق سنت
نبوی استراحت کردہ باز بہ تہیہ نماز تہجد تشریف می آرند وتا یکپاس روز بسکوت
می گزارند اوقات شریفش خیلے معمور است وجبہہ مبارکش لبریز تجلی و نور
جنانش مرجع اہل نور است وآستانش مقصد و مطاف کشمیریان اعتماد الدولہ
وغیرہ عمدہا ئے ہمراہیش خود را در حلقہ ارادت محسوب می کنند ۔ حضرت
نواب صاحب باہم بارہا اکتساب فیوضات صحبت کثیر البرکت کردہ اند
نذور معتد بہ گذرانیدہ۔ دریں ایام طائر روح پر فتوحش بسیر عالم علوی
پرواز کردہ پسرانش سجادہ نشین اند اللہم اغفر و ارحم

شاہ پانصد منی از مردم توران است وبعظم جبشہ و شکوہ جبہ
درویش عظیم الشان از فقرائے فعلیہ جمعی باخود ہمراہ دارد واز امرائے
تورانیہ مبلغہا ئے خطیر برائے دیگجوش میگیرد شہرت خرسواریش بسرحد
تشہیر رسیدہ است و از فرط خواہش ہمیں سواری را پسندیدہ ہر شبے در خانہ
مہمانست و ہر روز در مجمعے خراماں درویش صلوٰۃ خوانی از ہمراہیانش

مشہور بہ بزرگی عمامہ است و بہ طرز عجیبے می بندد و عمدہا نظر بغرائب دستارش اندرون محل می برند و ایں معنی را وسیلہ تفرج میدانند تحمل کہ در وزن برست آثا برسد سبکباری گردنش موقوف بدرازکشیدنست خدا کند کہ نصیب شود۔

ذکر میر سید محمد جلالت نسب وحسب از چہرہ نمایاں سیمائش چوں شعشہ آفتاب تاباں است وعظمت شکوہ مرتبہ فقر و عرفانش بذروہ عیوق وکیوان صولت وضعش کہ مسبق از مادہ شجاعت است زہرہ زایران را بگداز میدہد وصدمہ گفتگویش کہ مستنبط از مہابت است جگر مخاطبین را خوں میکند جلال وجبروتش از ہیئت جلسۂ شریفہ اش پیداست وکمال فقر و قناعتش از در و دیوار تجلی آثار ہویدا در استقامت وضع عدیم البدل و در اعلان کلمتہ الحق باسلاطین و امرا ضرب المثل از زمان خلد مکان ترک منصب کردہ بہ نزہت آباد گوشہ فقر کوس شاہی میزند و باستغنائے تمام تعین بالا کلام اوقات بابرکات بسر می برد دریں بین از سلاطین وامراے کبار اقسام تضرع و ابتہال دربارۂ قبول سیور غال بعمل آید لیکن بے نیاز بہاے منصب فقیر بگوشہ چشم ملتفت نگردید و از قبول فتوح و نذور ہم ہمیں عالم است مگر از غربے پسراں و خویشانش در سلک ارباب مناصب انتظام دارند و آرزو میکنند کہ بفرمایش آبروے دارین حاصل نمایند لیکن میسر نیست محاورۂ شریفش خیلے رنگیں است و گفتگویش

نہایت شیریں ادائے کلامش مبنی بر لطائف و ترش خوے احوال طائفین ناشی از ظرائف باعتراف کمالاتش جمہور سکنہ دہلی متفق اللفظ و المعنی و زبان خاص و عام بمجاہدات معنوی آمالش ناطق و گویا و ایں شعر مولوی نظامی مصداق حال کرامت اشتمال است۔ **نظم**

تا بعہد جوانی از بر تو   بدر کس نرفتہ از در تو

ہمہ را بر درم فرستادی   من نمیخواستم تو میدادی

فقیر بارہا کسب سعادت کردہ و دریوزہ ہمت و التفات نمودہ۔ بیت

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بندگان نواب صاحب یکمرتبہ احرام ملازمت بستہ بودند لسبب بے توجہی و بے اعتنائی و کلمات نصائح بے خط گردیدہ مراجعت فرمودند۔

ذکر مجنوں نانک شاہی کہ در ضعف و نحافت مصداق

نام خود است و بنحوش وضعی فقر شہرۂ خاص و عام از جبہہ اش استدراج لایح است و از فحوائے کلماتش علامات برکات فایح تکیۂ دل نشین در نہایت تقطیع و تزئین بر کنار دریا دارد و وقت معینے در خلوت گاہ بر آمدہ ملاقات طلباں را بار میدہد اکثرے از ہنود و مسلمین بداعیہ دیدنش سری بآن تفرج گاہ میکشند و در نہایت توقیر و تکریم باو ملاقی می شوند در حین جلوس او بمرکز معین پرستاراں مورچال طاؤس از دو طرف بہ پرواز می آرند۔

واقسام گلہا و انواع فواکہ و اصناف شیرینی در محاذیش می چینند بہ ہر یکے
ازیں اقسام بقدر تقسیم میدہد و بہ تمکینی می نشینند کہ حاضرآنرا قدرت نطق
محسوس نمی شود و خود ہم بے ضرورت بحرف آشنا نمی شود واز انداز جلسہ اش
مبرہن میگردد کہ شغل باطنی دارد بے تکلف در محفلش جمعیتے وسکوتے در
امزجہ مختلفہ حاضرین یافتہ می شد و ہرکس رغبت بسکوت میداشت۔ مگر
قوالان لاینقطع مجرا می کردند و با انعام ستوفی متخطط میگردند ہنود متولین
بسیار خدمت میکنند و مبلغ خطیر می گذرانند وبعقیدہ فاسد خود نانک وقت
می دانند عملہ و فعلہ آں مکان در نہایت رفاہ بنظر می آید جمع کثیرے
آبیاتش معیشت دلخواہ میکنند وغیرازیں از محتاجین ہر کہ بسر وقتش
وارد می شود بقدر قسمت کامیاب می گردد چوں مسکنش برلب آبست کشتی ہا
پائینش مستعد ہر روز عجب ہجومی می شود وطرفہ تفرجے دست میدہد
لیلیٰ منشان میانہ سوار زیادہ از شمار درآنجا می آیند و درسایہ اشجار سواری
گذاشتہ تفرج میکنند وتنہا بمجنوں ملاقات می نمایند و مقاصد مستورہ
گذارش نمودہ جہت حصول ضمایر استمداد میخواہند زبان حالش ترنم
بایں بیت است۔ بیت

شبے مجنوں بہ لیلیٰ گفت اے معشوق بے پروا
ترا عاشق شود پیدا ولے مجنوں نخواہد شد

در برسات حوالی تکیه اش خیلے کیفیت پیدا میکند و انتعاش عجیبے بہ نزہت طلبان دست می دہد و دہم محرم بتقریب تغسیل شستن اعلام حضرت امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام طرفہ انبوہے می شود وسوادش عجب شکوہے بہم میرساند در صلح کل مکانش قابل گذاشتن و خودش لایق صحبت داشتن ۔

ذکر مشایخ مقدمتہ الجیش معرکہ وجد و حال شاہ کمال در عالم

فقر خیلے رنگین و میرزا واقع شدہ اند و در تقطیع لباس و خرقہ پوشی نظیر ندارند ملبوس ایشاں از پارچہ ہائے نفیس باریک ساختہ میشود و در غذا ہم طرفہ تکلف وصفای بکار می برد و باعتبار تناسب و تعادل قوی مطبوع طبایع خلایق اند و بوجد و حال و سماع زیادہ از حد شایق و اصطلاحات صوفیہ و استعارات مشایخ بعبارات رنگین و اشارات دل نشین ادا می کنند و در مجامع و عرایس اکثرے حاضر می شوند و از حرکات تواجد ایشاں و سکناتہائے بے تکلفانہ ایشاں نظارگیاں طرفہ حظے بر می دارند واز مناسب خوانیہائے اشعار فارسی و ریختہ عجب تمتعے می گیرند۔ از خواندن حلاوتے بسامع می رسد و بے اختیار متلذذ میگردد و در فکر ریختہ مدلول اسم خود واقع شدہ اند صحبت ایشاں غنیمت است و مجلس ایشاں بکیفیت ۔

ذکر شاہ غلام محمد متصل حویلہ دار خانقاہ ایشانست ہر شبنہ مجلس سماع می منعقد شود

قوالان جمیع شہر و دیگر ارباب ذوق حاضر می شوند و مستفید می گردند آثار کمالات روحانی

از ناصیہ مبارک لائح است و علامات ملکات فضائل نفسانی از کلام بہا انتساش واضح بیشتر اوقات بسکوت میگذرد و اکثرے مراقب می باشند چوں ذوق مفرطے بسماع دارند در خانۂ تاج خاں قوال کہ پنجم ہر ماہ مجلسے ترتیب می یابد و نامبردہ عقیدت خاصے دارد مقدمش رونق افزا می شود بار باب اعتقاد کہ جہت زیارت بخدمتش میروند طرفہ عنایت می فرمایند و بکلمات رنگین و دلچسپ محظوظ می گردانند ملازمتش بطالبان اہم است و صحبتش بہ مسترشدان مغتنم۔

ذکر شاہ رحمت اللہ قدوہ مشائخ شہر اند و بوفور اشتہار در ہمہ عالم علم۔ عمدہ ہائے بمقتضائے صفای عقیدت بیشتر بخدمت ایشاں مربوط اند و سائر الناس بتقریب ارادت در سلسلہ علیہ اش منوط۔ حلقۂ ذکر ہمیشہ معمور است و سماع در محفلِ کرامت منزلِ دستور چہار قبیلہ دارند و ہر زور بنوبت در ہر جا بنوبۃ می فرمایند۔ با وجودِ کبر سن قوت ہائے جوانانہ از اوضاع گرامیش محسوس می گردد و ہر چندے کہ لبریز کیفیت معنوی واقع شدہ اند لیکن بہ تجرع دوام میل خاطر میفروش می شود۔ غالباً بنا بر مصلحت باشد و ظاہراً برائے حکمتے۔ در تسطیر سفارش ارباب احتیاج قلم فیض رقمش بے اختیار است و در تحریک سلسلۂ صدارت اناملِ وجد شوالمش درکار۔ وجود کرامت آموزش واجب التعظیم

وقدوم میمنت لزومش لازم التکریم ۔

ذکر اعظم خاں پسر فدوی خاں برادرزادہ خاں جہاں بہادر عالمگیری ازامرائے عظیم الشان است و بمقتضائے رنگینی مزاج و مہارت راگ ممدوح مطربان ہندوستان طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بصحبت سادہ رویاں دربند مداخل جاگیراتش صرف اخراجات ایں فرقہ است و ماحصل روزگارش خرچ پا انداز مقدم ایں طبقہ ہرجا از امردی رنگینی خبرمی یابد برعایت دلخواہ درکمند رفاقت خودمی اندازد و ہرطرف از سادہ روی بپایمش میرسد بدام احسانش میکشد جمعے ازیں گروہ بحسن سعیش بمنصب مناسب امتیاز یافتہ انیس بساط اند و برخے بمراعات خانگیش اکتفا کردہ رنگ افروز محفل نشاط درسواری بشان تمام وتجمل مالا کلام براسپان بادپا سواری شوند غرض ہرجا سبزہ رنگی بنظرمی آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہرکجا نوخطے جلوہ میکند از وابستہائے آں عظیم الشان، بہ پرتوخال ایں گلرخاں صبح پیری را خضاب میکند، و با ہمہ کم فرصتی ہائے زمان فرصت حیات در استجلاب وحظوظ نفسانی درشتاب ۔

میرزا منو کہ از امیرزادہ ہائے زمانہ است و دریں فن سحرکاریہا یگانہ اکثرے از امرازادہ ہائے احکام ضروری ایں علم ازویادمی گیرند وبشاگردیش فخرمیکنند شیرازہ ایں محفل است وباعث انتظام

ایں بزم غلمان مشاکل خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیاں مجمع پریزاد ہر نوخط رنگیں کہ با ایں محفل ربط ندارد فرد باطل است و ہر ملیحے کہ بایں مجمع مربوط نیست از حلیۂ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہدان است و بزمش محک امتحان گلرخاں نقد قراضہ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست چہ شد کہ مثل طلائے دست افشار است و سیم جمال تا در کوزہ مجمعش گداز نیابد چاندی نیست چہ شد کہ اگر نقرہ خالص است۔

قطعہ

یاراں بقمارخانہ رندے چند اند | با مردم عیار کم پیوندند
رندی چند اند و کس نداند چند اند | بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

ذکر لطیف خاں لطف معاشر انش دستور العمل عشرت

طراز انست و ضابطہ ہائے بزمش معمول معاشران از امرازادہ ہاست ہمتش مصروف بزم آرائیست و جہدش مبذول نغمہ سرائے مہارات راگ بمرتبۂ کہ نعمت خاں اکثر بخانہ اش می آید و طرز نغمہ را مستحسن میدارد و مزہ خواندنش بدرجہ کہ عمدہ ہا تلاش باریابی محفلش دارند و محظوظ میشوند عطائے بے نظیر است و معاشر رنگیں تقریر علی الدوام برنگ چشم سرشار نشۂ سیہ مستی است و بسان ساغر در خدمت مینا لاینقطع سرگرم صہبا پرستی اشعار رنگیں در ضمن صحبتہا میخواند و نقلہائے شیریں را

در احیان نزہت بزم نقل مجلس میگرداند دلجوئیہائے یاراں بمرتبہ ایست که ہرکه یکمرتبه به صحبتش رسید خود را آشنائے دیریں خیال کرد و رعایت خاطر احباب بمثابه که ہرکه یکدفعه مربوط گردید تا مدت العمر حق التفات او بذمه اش ماند تواضعش باہمه کس برنگ تواضع مینا با جام برش وخویش باہمه طبائع گیرائے نشه بشام حقه ہائے باتکلف باظروف تجرع پیش ہرکدام علیحده میگذارند وگلابی ہائے پاشاں باسامان نقل بے شائبه مشارکت بمحاذی ہریکے جداگانه می چیند۔ یاران نغمه سنج بنوبت دادخوش ادائی میدہند وحریفان خوشنوا بمراتب ترنم سرائی میکنند ودریں ضمن لطیفه ہم درمیان می آید وبذله وبدیہه نیز چہره میکشاید از دو گھڑی روز تا یکپاس شب اجتماع ایں محفل است ہمیں که وقت معہود رسید مشار الیه ملتفت استراحت است وتفرقه دارآنجماعت بیشتر نوربائی و دیگر طوائف وخوندہا ونوازندہا ورقاص شیرازه مجلسش بودند الحال که بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیده اینہمه ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شوند ویکپاس شب ہمیشه به تعیش میگذرانند ایں شعر اکثر بزبانش میگذرد بائین یادگاری قلمے گردید۔ بیت

در حریم بزم مستاں دور صبح وشام نیست
گردش جام است اینجا گردش ایام نیست

ذکر کیفیت بسنت در ہر ماہے کہ بسنت واقع می شود عزہ آں ماہ در قدمگاہ

جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفہ مجمعے می شود وعجب ہنگامہ از

صبح آں روز جمیع سکنہ شہر بہ تقطیع وتزئین پرداختہ در راستہہائے آں بہارستان

فیض برنگینی خیابان دو طرفہ فروش ملون گسترده و بآرایش اماکن جلوہ گر میشوند

و در حوالی صحن آں سعادت کدہ بر یکدیگر سبقت جستہ بساط تفرج وانبساط

می گسترند وچشم براہ قوالان ومجرائیان وزائران می باشند وانتظار می کنند

کہ دریں ضمن در صحن قوالان ونغمہ سرایانِ شہر بتجمل تمام وتزئین مالاکلام

اقسام گلدستہ ہا ترتیب دادہ وریاحین متنوعہ را در کوزہ ہا گذاشتہ جہتہ نیاز

روحِ مقدس سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات بکمال خضوع وخشوع در ہر

قدم زمزمہ سنجان ودر ہر خطوطین ترانہ طرازان بہ تانی ہر چہ تمام تر رہ نورد

می شوند وہمراہ ایں جماعت زائران شیشہ ہائے رنگین گلاب وعرق بید مشک

وعرق بہار ودیگر عطریات لبریز ساختہ تحفہ روی دست میگردانند وبر سر

روئے متوجہان آں کعبہ تحقیق گلاب پاش بعمل می آرند جلوہ شیشہ ہائے

چینی نژاد در دست پری پیکران نازنین شیشہ خانہ حوصلہ تماشائیاں را

بسنگ می زند وعقل مصلحت بیں را فرسنگ بفرسنگ می برد گرد راہ آں

راستہ از کثرت طیوب عبیر خیز است وہوائے در و دیوار آں مکان فائض الانوار

از وفور روایح عطر انگیز جنوں بے اختیار بملاحظہ ایں حالت مستعد نالہ

و فریاد و اضطراب طبیعت بمشاہدہ ایں جلوہ گراں ہم پلہ گرد باد مطربان
رنگین و نو خیز بجلوہ ہائے عجیب و ادا ہائے غریب در فضائے آں
شفاعت گاہ صفہائے جداگانہ بستہ با ساز و نوا مراسم مجرا بتقدیم میرسانند
و قوالان معمر طرف دیگر شیرازہ بند مجموعہ نیاز گردیدہ جبہ خضوع بخاک
وکنار باظہار ضیاعت کہ درحقیقت طاعت میدانند بے تاکید احدے مشغول
رقص و سرود اند و زوار ثقاوت آثار لاینقطع در اتصال انخاف وہدایار
درود نامعدود از طلوع صبح تا نماز عصر نوا سنجان بنوبت مساعی حمیدہ
در تقدیم مجرا بکار بردہ بخانہ معاودت می نمایند وگلہائے قبول وتمنا بدامن
آرزو می برند و روز دویم بہمیں ضابطہ نغمہ طرازان با ساز ونوا بزیارت
حضرت قطب الاقطاب میروند و وظائف بندگی مودی ساختہ درحین
مراجعت بطواف حضرت چراغ دہلی شمع امید روشن می کنند و روز
سوم بجناب حضرت سلطان المشایخ کہ بسبب قرب شہر مرجع جمہور
خلایق است وبسبب فرط عقیدت طوائف انام خیلے بطوافش شایق
مجلس خاصے منعقد می گردد و بوجہ احسن بزم سماع ترتیب می یابد صوفیہ در
وجد و حال گوئی مسابقت از اقران و امثال می ربایند ومشایخ وفقرار
تمتع خاطر خواہ حاصل می نمایند تاریخ چہارم نظر براین کہ مرقد حضرت شاہ
حسن رسول نما درعین شہر واقع است وطوائف ارباب نغمات را رجوع

تماشا ست طرفہ مجمعی می شود کہ از کثرت اشخاص عبور و مرور زائران متعذر می گردد و حوالی آں مکان فیض آگین بسبب ہجوم اہلِ غنا وکثرت نقالان باآں ہمہ وسعتے کہ دارد تنگتر از دیدہ موری می نمایند و روز پنجم سواد پیشگاہ فلک اشتباہ حضرت شاہ ترکمان بسبب انعقاد ارباب نشاط و حال و اجتماع اصحاب حسن وجمال رشک انجم و پروین ومحسود فضائے خلد بریں میگردد چوں اکثرے قوالان عمدہ درجوار آں کرامت آثار ساکن اند باداے حقوق جوار بیشتر از جاہاے دیگر نازکی و رنگینی ہا بعرض می آرند و سامعاں را ممنون می گردانند روز ششم بطریق معہود بخانہ بادشاہ و امرا رجوع نمودہ باستجلاب منافع وحطام دنیوی مشغول می شوند وشب ہفتم ایں ماہ ارباب رقص بہیئتِ مجموعی بر قبر عزیزی کہ در احدی پورہ مدفونست حاضر گشتہ قبرش را بشراب ناب می شویند و ہمہ شب بے اہتمام متنفسے مرتبہ بمرتبہ برقص وسرود پرداختہ صدور ایں حرکات را ذریعہ ترویج روحش میدانند قوالان ہم جستہ جستہ فراہم می آیند مجلس رنگینی می شود مردمِ حسین درآنجا وارد می شوند طرفہ خلوتے دست بہم میدہد وعجب صحبتے بیسر می آید غرض بایں تقریب تا شش روز تماشائیانِ عشرت پرست ونظارگیان سُبک سیر چابک دست داد انبساط میدہند و ذخیرہ احتظاظ براے یکسال در یکہفتہ می اندوزند خوشا حال ایشاں۔

ذکر یازدہم میہرن نامبردہ ہر چندیکہ بوفور انکسار و وسعت اخلاق
وکثرت تواضع و رعایت مہمان داریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران
خود است لیکن بعلاقہ داروغگی ارباب رقص و نشاط و تقریب امر جمعیت
اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیرالملک بتجرع میلے دارند
و با اہل حسن وجمال و اصحاب غنج و دلال ازانجاکہ توجہ خاطر این عزیز
بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے (کذا)
دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسون تسخیر میکند از دیگر مصاحبانش کرم خانہ
اش از ہجوم جلوہ گلرخان گلشن آباد است و کاشانہ اش ازورود مہ جبینان
آشیانۂ پریزاد ہر جا کہ گل رخساریست مائل صحبت او ست و ہر کسے کہ
نشئہ حسنے دارد شیفتۂ بزم سراپا کیفیت او امارد رنگیں از کلاونت بچہ ہا و غیرہ
در حلقۂ بزمش خیل در خیل و نوخطان دلچسپ از ہنود و مسلمین در دائرۂ
مجلسش جوق در جوق ہر ماہے یازدہم میکند ارباب رقص بے اینکہ
تکلیف نماید از صبح در محفل او خبر گردیدہ و منت بر دل و دیدہ گذاشتہ
برقص و سرود اشتغال می نمایند و ہمیں قسم قوالان و نقالان بے شائبہ موقع
باداے مجرامی پردازند چوں خیمہ ہا متعدد ایستادہ میکنند و فروش رنگیں
گستردہ می شود و براے اہل شہر صلاے عام است مردم خوب خوب چیدہ
چیدہ دراں مجمع میشوند و آنہمہ ہجوم اہل حسن می شود کہ نگاہ از کثرت

اشخاص حسین وا فرادِ مردم دلنشیں دست و پا گُم می کند و چوں نادیدگان خود را بعیب گرسنہ چشمے می نمایند اسباب طرب برائے ہر کس مفت است وسواد تماشا جہتہ ہر کدام رایگاں اگر مبلغ خطیری درخانہ بخرچ آرند ایں صحبت وتماشا امکان ندارد و ایں کیفیت یسر نمی آید ہمہ شب از وفور شمع وچراغ مجمعش نورٌ علیٰ نور است وفضایش ہمسر وادی طور درصحن آں بزمگاہ تجلی دستگاہ ارباب حرفہ اقسام دکاکین از اطعمہ واشربہ مرغوب وتنقلات دلچسپ چیدہ ماکولات ضروری بنظارگیان عرض میکنند چوں محفل از استطاعت درستی وتوسعہ خاطرخواہی دارد درتقدیم مراسم مہمانداری قصور نمی کند و مردمِ ممتاز ومخصوص را در اماکن متعددہ کہ ہر یکے برنگینی فرش وخوش ہوائے رشک دیگر یست تکلیف نمودہ بطعام وفواکہ وروایح تواضع می نمایند ونشہ سنجانرا بجہتہ تر دماغی صحبت وبرطیب مشام بصہبا کشی ہم مختار می گردانند وعطریات بوفور بیش ہر کسے می گذارند غرض درمہمان داری بے بدلست و در بزم آرائی ضرب المثل خانہ اش ہیچو خانہ امرا جلوۂ پری رخانِ جہاں۔

ذکر دوازدہم ربیع الاول در سرائے عرب کہ از قلعہ

بادشاہی بمسافت سہ گروہ واقع شدہ وبسبب توطن اہل عرب کہ ہمہ موظف بادشاہی اند آب ورنگ دیگر یافتہ و در ماہ ربیع الاول

خصوص دوازدہم طرفہ مجمعے وعجیب کیفیتے دست می دہد قریب دو ہزار کس
از اعراب در مسجدے کہ در وسط آں سرا واقع شدہ حوض وسیعے و فضائے
دل کشائے دارد و بامش مکرم خاں مرحوم است مجتمع گردیدہ تمام شب
زمزمہ سنج مولود می شوند وقصاید عربی کہ در نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم شعرائے عرب موزوں کردہ اند باہنگہائے خریں ونشیدہائے
دلنشیں میخوانند ومحققین صوفیہ را بمصداق ایں شعر۔ بلیت

کسانیکہ یزداں پرستی کنند باواز دولاب مستی کنند

بوجد وحال می آرند ہرطرف زمزمہ صلوات واز ہر سمت صدائے
تسبیح وتہلیل وبمسامع میرسد تمام شب بایں ہیئت احیامی کنند
وہمیں کہ آثار صبح ظاہر شد بختم قرآن مشغول می شوند چوں ہمگی حفاظ اند
واز قواعد تجوید آشنا سامعہ را طرفہ احتظاظی بہم میرسد وعجب نماز سراپا
حضوری میسر می آید اہلِ شہر خصوصاً صُلحا واتقیا بمقتضائے مناسب
نظرے بایں صومعہ رسیدہ باکتساب مثوبات اُخروی واحرار مقاصد
معنوی کامیاب مدعا می شوند واستیفائے لذت ذائقہ ہم میکنند
چوں اہلِ عرب در تعظیم وتکریم مہمان ضرب المثل اند مقدم ایں اعزہ
را بہ ترحیب مبلغے ساختہ بما حضر خرمائے تر کہ دراں سرا خوب بہم میرسد
استقبال می کنند وشب ضیافت مستوفی از الوان طعام سرانجام میدہند

وپیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل میکنند علی الاتصال بردم
تکلف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان درد ر و قبول سخت اذیت
می کشند فقیر برفاقت خاں صاحب سردفتر اشفاق کیشاں سید حشمت حال
وارد گردیدہ بود معنی ایں شعر را دریں محل صادق یافتہ بود۔ بیت

روزے بخانۂ عربی مہماں شدم (کذا)
چنداں خورند قہوہ کہ من قہوہ داں شدم

غرض تفاوت منشاں معنی راہم فال وہم تماشا در آنجا دست میدہد
وبرخے بجہتہ دیدن ملیحانِ عرب ہمسری میکشند گوا ہاس مقطع باموافق
ضابطہ نباشد وحسن گرمی وادائے دلچسپی بنظر نیاید و برائے مخلصے متمسک
بایں شعر می شوند۔ بیت

محقق ہماں بیند اندر ابل
کہ درخوبرویان چین و چگل

صبح کہ عنان معاودت میگردانند بملاحظہ فضا وکسب ہوا عشرتے وبمشاہدہ
قبور متقدمین وعمارات عالیہ مندرسہ عبرتے حاصل می نماید۔ فرد

ایں کما خانہ اقامت کدۂ الفت نیست
عبرتے گیر زکیفیت بام و درخویش

اگرچہ دوازدہم ربیع الاول عرس حضرت سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات

درتمام دہلی بسیار آب و تاب می شود و مجلس ترتیب چراغاں بندی بائین مرغوب بعمل می آید و سماع خیلے بہ کیفیت منعقد می گردد۔ لیکن اسلوب بزم آرائی خان زماں بہادر کہ از امرائے عمدہ محمد شاہی است و بوفور حیثیت ہا سلسلہ محامدش تا منتہائے طرز خاصے دارد در دیوان خانۂ عظیم الشان کہ پیشگاہ صفہ اش در وسعت چوں پیشانی نیکبختاں کشادہ است و درضمن صحنش حوضے بماء الحیات آمادہ ایں بزم دلنشیں صورت تزئین می یابد و بقالین ہائے رنگین باج از فضائے گلشن میگیرد و در وسط این مسکن سعادت موطن صندوق آثار شریف جلوہ پیرا کردہ زایران در سمتہائے اربعہ متمکن می شوند و باستعمال صلوات حلاوتے بکام امید میرسانند بعد از ایں کہ افتتاح آں حقہ سربستہ کہ رشک حقہ فلک شعبدہ باز است۔ درمیان می آید مردم ہر سمت بنوبت بشرف تقرب آں بساط کرامت مناط بدست آویز صلوات بابرکات و تحیات زاکیات باصرہ را گلچین انوار سعادت میگردانند و بملاحظۂ آں متبرکات برائے رستگاری و نجات تحصیل می نمایند تا شام وظائف زیارت و شرائط استعمال سعادت بعمل می آرند و بعد نماز مغرب آں حقہ شفاعت شقہ را مضبوط ساختہ متوجہ سماع می شوند قوالان خوش لہجہ و نغمہ طرازان رنگین زمزمہ کہ منتظر ایمائی باشند بمجرد توجہ ارباب محفل زمزمہ سنج گردیدہ صوفیہ صافیہ

را بوجد بسمل می آرند از ہر طرف شور وشغب بلندی گردد و در ہر سمت
بقریا دو افغان از اہل حال سرمی زند بہ تعظیم تواجد منشان ارباب مجلس
بقیام پرداختہ ہر طرفے سیر میکنند و از ہر حلقہ تمتع فیضے میگزیند از فرط
ہجوم وکثرت خلایق انتظام محفل برہم میخورد و بقسمے کیفیت در جمیع طبایع سرایت
میکند کہ مطلق العنان می شوند تماشاے غریب و تفرج عجیب بملاحظہ مصنوعات
الٰہی نصیب نظارگیان میگردد۔ بلیت

ہرچہ دیدیم از تو خالی نیست
سبزہ شوخست وگل صفا دارد

ذکر کیفیت کسل پورہ کسل سنگھ از عمدہ ہزاریان بادشاہی است

و باعتبار ثروت و دولت در امثال و اقران خود متفاخر ومباہی پورہ
در نہایت تقطیع وتکلف احداث کردہ و از ہر قسم طوائف و فواحش
بازاری کہ عبارت از مال زادیہا باشد آمادہ نمودہ و ارباب مناہی ومسکرات
را بحمایت خود جا دادہ باوجود کثرت جمعیت محتسب در حوالیش راہ ندارد
و قدرت احتساب در خود نمی یابد در ہر راستہ ہالش آنہا بلباس
نگارنگ خود را ہر دم عرض میکنند و در جسم ہر کوچہ بوساطت
میانجی اشخاص را تکلیف می نمایند ہوایش شہوت آمیز است و
فضایش باہ انگیز بہ تخصیص در حوالی شام طرفہ مجمعے می شود و عجب ہنگامہ

در ہر مکانے رقص است و در ہر جا سرود۔ ارباب فسق بے مخالفت و مزاحمت سری دراں کارخانہ کشید و لگل چین خیارک دسوزاک دامن شہوت را لبریز میکنند وچندے بخمیازہ حسرت گذرانیدہ مشغول می شوند غرض طرفہ کارگاہے وعجب تماشا گاہ ہست۔

ذکر کیفیت ناگل متصل سرائے خواجہ بسنت اسد خانی۔ احاطہ درنہایت صفا و جلا ترتیب یافتہ وصاحب کمالے کہ موسوم بناگل باشد مدفون گردیدہ است وہفتم ہر ماہ نسوان تعشق بنیان دہلی بکمال تقطیع و تزئین مزین ومحلے گردیدہ جوق جوق بتقریب زیارت کہ درحقیقت مدعاے دیگر است سرگرم تفرج می شوند و باشخاص کہ مربوط اند مجتمع گردیدہ داد دل خوش میدہند بیشتر اہلِ تجرید وغریب پیشگان بامید قبول وانتخاب آں جماعہ برنگ گلہائے چمن خود را رعنا زیبا ساختہ بجلوہ گاہ عرض می آرند۔ **مصرع**

تا دوست کرا خواہد ومیلش بکہ باشد

و از خواص آں مکان نقل می کنند کہ اگر غریب وارد آں نزہت کدہ گردد فوراً بجفت می رسد از کثرت تماشائے سواداں تماشا گاہ کہ وسعت آبادیست تنگتر از دیدہ مور میگردد۔ مردم از صبح عازم آں مکان گردیدہ طرف شام معاودت می نمایند و درضمنِ بازگشت سیر حدایق وبساتین کہ برسرِ شارع واقع است می فرمایند غرض دل خوشی کارہا دارد وچیزہا

اختراع می کنند تعالیٰ شانہ نصیب جمیع دوستاں و احباب گرداند۔

ذکر ریتی مہابت خاں دراں ریگستاں کہ عرض کیفیت او طولے دارد جوانان رنگین و معرکہ گیران سراپا تزئین بتقریب گرفتن کشتی و اظہار قوت و پہلوانی فوج فوج فراہم آمدہ ہر کدام بہریکے کہ مناسب قوت و صعب داشتہ باشد میگیرند و حرکات عجیب و غریب کہ موجب تفنن نظارگیاں باشد بہ وقوع آوردہ ارباب تماشا را محظوظ می گردانند در ہر گوشہ و کنار صحبتے و در ہر سمت اجتماعی و اختلاطی صورت می گردد و شغفی بدلہا سرایت می کند بعد فراغ ایں حرکات شیرنی ہا تقسیم کردہ ہر یکے بسمتے روانہ می شود و باز بروز موعود کہ یکشنبہ باشد حاضر آمدہ معرکہ آرا می گردد وسیر ایں مکان ہم خالی از لطفے نیست اکثر مردم حسین وارد می شوند و نظارگیاں بتماشائش گلچیں انبساط می گردند۔

ذکر سخن سازان محافل صاحب کمالے و معنی طرازان جامع شیریں مقالے **میرزا جانِ جاناں** نزاکت مزاج بہار امتزاجش کہ پروردۂ آب و ہوائے گلشن معقولیت از وسمہ کاری توصیف مستغنی است صبا با ایںکہ گاہے در کارگاہ مدایحش تار و پود اوراق گل بکار آید سرگرم حسین آرائیست و نامیہ دریں اندیشہ کہ قلم نرگس روزی بتقریب نگارش مناقبش علم افتخار برافرازد۔ مستعد گلشن پیرائے تار سطر کلامش اگر از رگ گل

ترتیب دہند برجاست و مسودات افکارش بر پردۂ چشم بلبل تحریر نمایند
فکر طبع رسا صفائی روز مرہ بنجابت گفتگویش بشابہ نکہت گل مشام آرائے
سامعانست و عذوبت کلامش چوں نسیم بہار شور انگیز جنون طینتان است
ادائے سخن شوخی دارد کہ نافہم مخاطب پے بمعنیش برد برنگ تجدد امثال
سراز عالم دیگر برمی آرد و انداز تکلم عکسے میریزد کہ تا مستمع ہوش بفہمش گمارد
بے اختیار شور از نہادش سرمی زند کلام نمکینش نقل گزک محفل مستانست
و نشہ فکرش صہبائے معنی پرستاں چاشنی دروش طبیعی است و سوز عشقش
فطری بعد از تحصیل علوم بتحریک جاذبہ شوقِ محبت الٰہی بانقطاع علایق
پرداختہ قدم بجادۂ فقر گذاشتہ و درویشے را بامیرزائی جمع ساختہ عالمے
شیفتۂ صحبت گرامیست تا کرا دست دہد و جہانے مشتاق ہم صحبتے تا طالع
کدام کس مساعدت نماید خواندن شعرش مزہ دارد کہ اگر جاں ہارا در جنب
صلہ او بتواضع بگذرانند مفت ہمت است و لطف سخنش ناخنے بدلہا میزند
کہ نقد رواںہا در کنف تنگش آں صرفہ فطرت اگرچہ تقدس ذات ایں
نشہ سنج معنی ازاں رفیع تراست کہ در سلک موزوناں مذکور گردد۔ لیکن
چوں زبانش بفکر شعر گل فشانی دارد لہذا قلمِ گستاخی رقم سری دریں
وادی کشید۔ امرائے عالی شان بہ تمنائے ملازمت تدبیرہا بکار می برند
و صحبتش میسر نمی آید روز پنجشنبہ در مسجد جہاں نما اکثرے از ستر صدان

سعادت حضور دریں جا کامیاب مقصد می شوند در دہلی کہنہ اقامت گاہ
شاہزادہ بیت لیکن چوں طبیعت رنگین بہ تنزہات مائل است و تبدیل مکان ہمیشہ
منظور نظر۔ بطریق ندرت صحبت والا کسے را دست میدہد ازانجا کہ بارادت
کیشاں صمیم گوشۂ خاطر ہست بمقتضائے نوازش چوں معنی بیگانہ بیک ناگاہ
ورود فرمودہ کلبہ محقر منتظراں را نورانی می فرماید۔ اگرچہ اشفاق عمیم ایشاں
نسبت بہر وضیع و شریف یکساں است و بمقتضائے عنایت توجہ
مخصوصی بحال ارادت اشتمال است فقیر اکثرے استفادہ فیوضات نمودہ۔
غریب خانہ ہم بہ نزول مقدم ضیا توام بیت الشرف تجلیات گردیدہ۔
معنی یاب خاں از چیدہائے بادشاہی است رنگینی طبعش بمثابہ ایست
کہ اگر بہار دریوزہ گری نماید می تواند گلشن امکان را زیادہ ازیں رنگیں گرداند و شوخی
سخنش بمرتبہ کہ اگر نکہت گل نکتہ آموز سبکروحی شود بیشتر از بیشتر مشام آرا تواند گشت
در تسخیر غزال معنی ید بیضا دارد و در ادائے لطف سخن اندیشہ رسا غزل بہ سامان تمام میگوید
و اداہائے طرفہ بکار می برد کہ سامع بوجد می آید۔ سوم ماہ صفر کہ عرس میرزا بیدل مرحوم
است جمیع شعرائے دہلی بر مزارِ ایشاں مجتمع می شوند و دیوان میرزا را
درمیان گذاشتہ افتتاح شعر خوانی ازانجا می کنند و بعد ازیں بتدریج مسودات
اشعار خود را بعرصہ آوردہ از حضار مجلس متوقعہ تحسین می شوند اول کسیکہ
شروع بغزلخوانی میکند ہمیں عزیز است و در حقیقت تقدیمش مستحسن ارباب

معنی است شعرش از ابتدا تا انتہا ناخن زن دلہا است و از اندیشۂ نکتہ گیراں مبرا مطلعے بآئین یادگاری دریں تذکرہ ثبت می شود وآں اینست۔ بلیت

بگلشن چشم شہلا یت چو می آشام می گردد
دکانِ حسنِ خوباں نخنۃ چوں بادام می گردد

حزیں مہمان دیار ہندوستان بہشت نشا نست وبعلو طبیعت و تقدس فطرت ممتاز سخنوران زمان است اصلش از ولایت ایران است بمقتضائے وارستگیہا وآوارگیہا درعالم سیاحت بلباس ارباب فقر سری بہ دہلی کشیدہ مقدمش ہمہ جا محترم است وقدوم موزونی لزومش درہمہ محافل مغتنم برجادۂ استقامت و انزوا مستقیم است وبجمال استغنا در مہماں سرائے توکل مقیم ارباب استعداد بسرانجام احتیاج تحصیل سعادت میکنند و اغنیائے معینہ بتقدم حسن خدمت ذخیرہ نیت بذمۂ خود میگیرند معاشش در نہایت پاکیزگی و رنگینی است وکاشانہ اش کہ بیت الشرف اخلاص نشان است درکمال موزونی وکیفیت آفریں دراحیان سہ پہر صحن آں مکان بہ صفائی روفت روب وآب پاشی چوں پیشگاہ آئینہ جلوہ پیرائے نظرہا میگردد چوکی ہا مفروش می شود۔ نکتہ سنجان وموزونان مقررے کہ جزو لاینجزی ایں صحبت اند در خدمت شریفش حاضر شدہ عندلیب آسا بزمزمہ غزلخوانی ترزبان میشوند واز بہار صحبتش گلہائے استفادہ دامن می برند طبیعت رنگینش درنہایت

شوخی ورسائیت وحرکات لطیفش درکمال رعنائے وخوش ادائے شعرش
سرمشق ارباب کمال است وسخنش ہنگامہ فروز بزم وجد و حال شمہ از نتائج
افکار چمن بہارش بضیافت سامعہ منتظران گل افشاں جریدہ شوق میگردد
وآں اینست۔ رباعی

شعلہ شمع مسلسل زدل آید بیروں　　آہ دل سوختگاں متصل آید بیروں
ایں گہر نیست کہ نشمردہ بخاک افشانم　　اشک گل رنگ بصد خون دل آید بیروں

سراج الدین خاں آرزو بتحریر کلام انتسامش اوراق گل
منت پذیر واز نوائے شعر بلبل بہار چاشنی گیر رنگینی گفتگویش سامعہ را
نرگسدان میکند وبہار روزمرہ اش فضائے بزم را چمنستان۔ مسودہ
شعرش پہلو بکاغذ زر می برند ونازکیہائے خیالش خوں از رگ اندیشہ می چکاند
سفینہ اش ہیکل بازوئے عشاقست وجریدہ اش حمائل ارباب وفاق فروغ
انجمن موزونانست وچشم وچراغ محفل نکتہ سنجان جمیع سخنوران دہلی شیفتہ
صحبت اند وتمام عمدہ ہائے دارالخلافت آرزومند مواصلت چو در ضمن
کمالاتش شیوہ مساومت مضمر است بارباب دول خیلے صحبتش گیرا ست
ودر جمیع مجامع برنگ ہلال انگشت نما در بزمے کہ ورود مقدمش می شود
نوائے تہنیت بلندی گردد وبمحفلے کہ رنگ افروز گشت صدائے مرحبا
بہوا می پیچد حصول صحبتش بہ مشتاقان اتفاقی است روز عرس میرزا بیدل مرحوم

بہ نسبت شاگردیش بزم آرا میگردد و عالمے را از صافیخانہ افکار ذلہ چین منت می گرداند مطلعے بہ تزئین این گلدستہ یادآوری جلوہ تحریر می یابد

بیت

زبس بردند باخود در لحد ہم رنج مخمورے
سزد لوحے مزار میکشاں از شیم انگورے

میر محمد افضل ثابت نشئہ کلامش دماغ آرائے ارباب وجد و حال و نتیجہ فکرش سرمشق اہلِ کمال افکار چمن طرازش برنگ نسیم بہار شور افزائے دیوانگانست و گلہائے خیالش ہنگامہ پیرائے جنوں طینتاں برغایت انواع و اقسام دقایق سخن آشنا و بہ تمہید متانت خیال از اہلِ معاصر خود مستثنا جمیع نکتہ سنجان باعتراف استادیش تر زبان اند و بہ بہار کمالات معنویت آمالش گل افشاں بمقتضائے غنائے ذوقی و نجابت فطرتے رجوعے باہلِ دنیا نیست و برسائے نشئہ فقر باز کستی باغنیا بکلیہ بے نیازی مسند نشین توکل است و بذروہ بے احتیاجے سامان طراز عرض تجمل شکوہ ہمتش پائے استقامت بدامن درویشے پیچیدہ و خاطر استغنا مظاہرش خود را از رسوم ابتذال کشیدہ غیر از فکر شعر و تالیف کتب صوفیہ التفاتے باموردیگر نیست نسخہ مفیدے در علمِ تصوف از ہمہ کتابہا انتخاب نمودہ چوں عمر شریفش باتمام آں وفا نکردہ اوقات برخے از تلامذہ اش در تتمیم

آں مصروفیست ارباب کمال ہموارہ در خدمتش حاضر گشتہ تمتع وافی برمیداشتند
واین معنی را وسیلہ سعادت می انگاشتند دیوان مرادف ترتیب دادہ ومنت
براہلِ روزگار گذاشتہ مطلع دیوانش چہرہ افروز بیاض است ونسیم کلام
شگفتگی پیمایش نزہت طراز ایں ریاض۔

رباعی

کشد چو صبح وصال تو شمع جان مرا | بہ بر بمشہد پروانہ استخوان مرا
نگیں ز صفحہ چو برخاست نام چہرہ کشود | جُدا شدن ز تو پیدا کند نشان مرا

ابراہیم علی خاں راقم ازلبش گوشِ خرد گلچین است سخنش
نامِ خدا رنگین است۔ نسبت نسب دودمانش بحاجی شفیع خاں عالمگیری
میرسد وسخنش چوں عالمگیر است۔ خراج از اہلِ سخن میگیرد فکرش چمن طراز
یک عالم بہار است وسخنش بمقتضائے رنگہائے گوہر نثار بدیہہ گوئیہایش
بر تامل شعر اتفوق میکند وبذلہ سنجی ہائش گوئی مسابقت از اقران میربایید
باوصف کم بضاعتی ہا اسباب معاش خانہ اش از ہجوم مستعدان رشک گلشن
است وشکوہ روزگار کہ دلہا خوں کردہ است اصلا بزبانش نیست ہموارہ
تر زبان شکر منعمِ حقیقی بودہ بادوستاں سرخوش ہنگامۂ اختلاط است وشیرازہ
بند مجموعہ ارتباط نمونہ از بہار طبعش بمشتاقان چشمگی می زند وبتقریب یادآوریہا
بزم بیکسی را بخیال آں رنگیں خیال می آراید۔

در ہر مکانے رقص است و در ہر جا سرود۔ ارباب فسق بے مخالفت و
مزاحمت سری دراں کارخانہ کشید و بگل چین خیارک وسوزاک دامن
شہوت را لبریز میکنند و چندے بخمیازہ حسرت گذرانیدہ مشغول می شوند
غرض طرفہ کارگاہے و عجب تماشا گاہ ہست۔

ذکر کیفیت ناگل متصل سرائے خواجہ بسنت اسد خانی۔ اماطہ

درنہایت صفا و جلا ترتیب یافتہ و صاحب کمالے کہ موسوم بناگل باشد
مدفون گردیدہ است و ہفتم ہر ماہ نسوان تعشق بنیان دہلی بکمال تقطیع و تزئین
مزین و محلے گردیدہ جوق جوق بتقریب زیارت کہ درحقیقت مدعاے دیگر است
سرگرم تفرج می شوند و باشخاص کہ مربوط اند مجتمع گردیدہ داد دل خوش میدہند
بیشتر اہلِ تجرید و غریب پیشگان بامید قبول و انتخاب آں جماعہ برنگ
گلہائے چمن خود را رعنا زیبا ساختہ بجلوہ گاہ عرض می آرند۔ مصرع

تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد

و از خواص آں مکان نقل می کنند کہ اگر غریب وارد آں نزہت کدہ
گردد فوراً بجفت می رسد از کثرت تماشاے سواداں تماشا گاہ کہ وسعت
آبادیست تنگتر از دیدہ مور میگردد۔ مردم از صبح عازم آں مکان گردیدہ
طرف شام معاودت می نمایند و درضمن بازگشت سیر حدایق و بساتین کہ
برسرِ شارع واقع است می فرمایند غرض دل خوشی کارہا دارد و چیزہا

اختراع می کنند تعالیٰ شانہ نصیب جمیع دوستاں واحباب گرداند۔

ذکر ریتی مہابت خاں دراں ریگستاں کہ عرض کیفیت او طولے دارد جوانان رنگین ومعرکہ گیران سراپا تزئین بتقریب گرفتن کشتی واظہار قوت وپہلوانی فوج فوج فراہم آمدہ ہر کدام بہریکے کہ مناسب قوت وصعب داشتہ باشد میگیرند وحرکات عجیب وغریب کہ موجب تفنن نظارگیاں باشد بہ وقوع آوردہ ارباب تماشارا محظوظ می گردانند درہر گوشہ وکنار صحبتے ودر ہر سمت اجتماعی واختلاطی صورت می گردد شغفی بد لہا سرایت می کند بعد فراغ ایں حرکات شیرنی ہا تقسیم کردہ ہریکے بسمتے روانہ می شود وباز بروز موعود کہ یکشنبہ باشد حاضر آمدہ معرکہ آرا می گردد وسیر ایں مکان ہم خالی از لطفے نیست اکثر مردم حسین وارد می شوند ونظارگیاں بتماشایش گلچیں انبساط می گردند۔

ذکر سخن سازان محافل صاحب کمالے ومعنی طرازان جامع شیریں مقالے میرزا جانِ جاناں نزاکت مزاج بہار امتزاجش کہ پروردۂ آب وہوائے گلشن معنویست از وسمہ کاری توصیف مستغنی است صبا بامید اینکہ گاہے در کارگاہ مدایحش تار وپود اوراق گل بکار آید سرگرم چمن آرائیست ونامیہ دریں اندیشہ کہ قلم نرگس روزی بتقریب نگارش مناقبش علم افتخار برافرازد۔ مستعد گلشن پیرائے تار مسطر کلامش اگر از رگِ گل

ترتیب دہند برجاست و مسودات افکارش بر پردۂ چشم بلبل تحریر نمایند
فکر طبع رسا صفائی روز مرہ نجابت گفتگویش بشابہ نکہت گل مشام آرائے
سامعانست و عذوبت کلامش چوں نسیم بہار شور انگیز جنون طینتاں است
ادائے سخن شوخی دارد کہ نافہم مخاطب پے بمعنیش برد برنگ تجدد امثال
سر از عالم دیگر برمی آرد و انداز تکلم عکسے میریزد کہ تا مستمع ہوش بفہمش گمارد
بے اختیار شور از نہادش سر می زند کلام نمکینش نقل گزک محفل مستانست
و نشئہ فکرش صہبائے معنی پرستاں چاشنی دروش طبیعی است و سوز عشقش
فطری بعد از تحصیل علوم بتحریک جاذبہ شوق محبت الٰہی بانقطاع علایق
پرداختہ قدم بجادۂ فقر گذاشتہ و درویشے را بامیرزائی جمع ساختہ عالمے
شیفتہ صحبت گرامیست تا کرا دست دہد و جہانے مشتاق ہم صحبتے تا طالع
کدام کس مساعدت نماید خواندن شعرش مزہ دارد کہ اگر جاں ہا را در جنب
صلہ او بتواضع بگذرانند مفت ہمت است و لطف سخنش ناخنے بدلہا میزند
کہ نقد رواںہا در کف تنگش آں صرفہ فطرت اگرچہ تقدس ذات ایں
نشئہ سنج معنی ازاں رفیع تر است کہ در سلک موزونان مذکور گردد۔ لیکن
چوں زبانش بفکر شعر گل فشانی دارد لہذا قلم گستاخی رقم سری دریں
وادی کشید۔ امرائے عالی شان بہ تمنائے ملازمت تدبیرہا بکار می برند
و صحبتش میسر نمی آید روز پنجشنبہ در مسجد جہاں نما اکثرے از مترصدان

سعادت حضور دریں جا کامیاب مقصد می شوند در دہلی کہنہ اقامت گاہ شریفست لیکن چوں طبیعت رنگین بہ تنزہات مائل است و تبدیل مکان ہمیشہ منظور نظر۔ بطریق ندرت صحبت والا کسے را دست مید ہد ازانجا کہ بارادت کیشاں صمیم گوشۂ خاطر ہست بمقتضائے نوازش چوں معنی بیگانہ بیک ناگاہ ورود فرمودہ کلبۂ محقر منتظراں را نورانی می فرماید۔ اگرچہ اشفاق عمیم ایشان نسبت بہر وضیع و شریف یکساں است و بمقتضائے عنایت توجہ مخصوصی بحال ارادت اشتمال است فقیر اکثرے استفادہ فیوضات نمودہ۔ غریب خانہ ہم بہ نزول مقدم ضیا توام بیت الشرف تجلیات گردیدہ۔

معنی یاب خاں از چیدہ ہائے بادشاہی است رنگینی طبعش بمثابہ ایست کہ اگر بہار دریوزہ گری نماید می تواند گلشن امکان را زیادہ ازیں رنگیں گرداند و شوخی سخنش بمرتبہ کہ اگر نکہت گل نکتہ آموز سبکروحی شود بیشتر از بیشتر مشام آرا تواند گشت دستینۂ غزال معنی ید بیضا دارد و درادائے لطف سخن اندیشۂ رسا غزل بہ سامان تمام میگوید وادا ہائے طرفہ بکار می برد کہ سامع بوجد می آید۔ سوئم ماہ صفر کہ عرس میرزا بیدل مرحوم است جمیع شعرائے دہلی بر مزار ایشاں مجتمع می شوند و دیوان میرزا را درمیان گذاشتہ افتتاح شعر خوانی از انجا می کنند و بعد ازیں بتدریج مسودات اشعار خود را بعرصہ آوردہ از حضار مجلس متوقعہ تحسین می شوند اول کسیکہ شروع بغزلخوانی میکند ہمیں عزیز است و درحقیقت تقدیمش مستحسن ارباب

معنی است شعرش از ابتدا تا انتہا ناخن زن دلہا است و از اندیشۂ نکتہ گیرال
مبرا مطلعے بآئین یادگاری دریں تذکرہ ثبت می شود و آں اینست. بلیت

بگلشن چشم شہلا یت چو می آشام می گردد
دکانِ حسنِ خوباں تختہ چوں بادام می گردد

حزیں مہمان دیار ہندوستان بہشت نشانست و بعلو طبیعت و
تقدس فطرت ممتاز سخنوران زمان است اصلش از ولایت ایران است
بمقتضائے وارستگیہا و آوارگیہا در عالم سیاحت بلباس ارباب فقر سری
بہ دہلی کشیدہ مقدمش ہمہ جا محترم است و قدوم موزونی لزومش درہمہ محافل
مغتنم بر جادۂ استقامت وا نزوا مستقیم است و بکمال استغنا در مہمان سرائے
توکل مقیم ارباب استعداد بسرانجام ما یحتاج تحصیل سعادت میکنند و اغنیائے
معینہ بتقدم حسن خدمت ذخیرہ نیت بذمۂ خود میگیرند معاشش در نہایت
پاکیزگی و رنگینی است و کاشانہ اش کہ بیت الشرف اخلاص منشان است
در کمال موزونی و کیفیت آفریں در احیان سہ پہر صحن آں مکان بہ صفائی
رُفت روب و آب پاشی چوں پیشگاہ آئینہ جلوہ پیرائے نظرہا میگردد چوکی ہا
مفروش می شود۔ نکتہ سنجان و موزونان مقررے کہ جز ولاینجزی ایں صحبت
اند در خدمت شریفش حاضر شدہ عندلیب آسا بزمزمہ غزلخوانی تر زبان میشوند
واز بہار صحبتش گلہائے استفادہ دامن می برند طبیعت رنگینش در نہایت

شوخی و رسائیت و حرکات لطیفش در کمال رعنائے و خوش ادائے شعرش
سر شق ارباب کمال است و سخنش ہنگامہ فروز بزم وجد و حال شمہ از نتائج
افکار چمن بہارش بضیافت سامعہ منتظران گل افشاں جریدہ شوق میگردد
وآں اینست۔ رباعی

شعلہ شمع مسلسل ز دل آید بیروں — آہ دل سوختگاں متصل آید بیروں
ایں گہر نیست کہ نشمردہ بخاک افشانم — اشک گل رنگ بصد خون دل آید بیروں

سراج الدین خاں آرزو بتحریر کلام انتسامش اوراق گل
منت پذیر واز نوائے شعر بلبل بہار چاشنی گیر رنگینی گفتگویش سامعہ را
نرگسدان میکند و بہار روزمرہ اش فضائے بزم را چمنستان۔ مسودہ
شعرش پہلو بکاغذ زر می برند و نازکیہائے خیالش خوں از رگ اندیشہ می چکاند
سفینہ اش ہیکل بازوے عشاقست و جریدہ اش حمائل ارباب وفاق فروغ
انجمن موزونانست و چشم و چراغ محفل نکتہ سنجان جمیع سخنوران دہلی شیفتہ
صحبت اند و تمام عمدہ ہائے دار الخلافت آرزو مند مواصلت چو در ضمن
کمالاتش شیوہ مساومت مضمر است بارباب دول خیلے صحبتش گیرا ست
و در جمیع مجامع برنگ ہلال انگشت نما در بزمے کہ ورود مقدمش می شود
نوائے تہنیت بلند می گردد و بمحفلے کہ رنگ افروز گشت صدائے مرحبا
بہوا می پیچد حصول صحبتش بہ مشتاقان اتفاقی است روز عرس میرزا بیدل مرحوم

بہ نسبت شاگردیش بزم آرا میگردد و عالمے را از صابفیخانہ افکار ذلہ چین
منت می گرداند مطلعے بہ تزئین این گلدستہ یادآوری جلوہ تحریر می یابد

بیت

زبس بردند باخود در لحد ہم رنج مخمورے
سزد لوحے مزار میکشاں از شیم انگورے

میر محمد افضل ثابت نشہ کلامش دماغ آرائے ارباب وجد و
حال و نتیجہ فکرش سرمشق اہل کمال افکار چمن طرازش برنگ نسیم بہار
شور افزائے دیوانگانست و گلہائے خیالش ہنگامہ پیرائے جنون طینتاں
بر غایت انواع و اقسام دقایق سخن آشنا و بہ تمہید متانت خیال از اہل
معاصر خود مستثنا جمیع نکتہ سنجان باعتراف استادیش تر زبان اند و بہ بہار
کمالات معنویت آمالش گل افشاں بمقتضائے غنائے ذوقی و نجابت فطرتے
رجوعے باہل دنیا نیست و برسائے نشہ فقر بازگستی با غنیا بکلیہ بے نیازی
مسند نشین توکل است و بذروہ بے احتیاجے سامان طراز عرض تحمل شکوہ
ہمنش پائے استقامت بدامن درویشے پیچیدہ و خاطر استغنا مظاہرش
خود را از رسوم ابتذال کشیدہ غیر از فکر شعر و تالیف کتب صوفیہ التفاتے
بامور دیگر نیست نسخہ مفیدے در علم تصوف از ہمہ کتابہا انتخاب نمودہ
چوں عمر شریفش باتمام آں وفا نکردہ اوقات برخے از تلامذہ اش در تتمیم

آں مصروفیست ارباب کمال ہموارہ در خدمتش حاضر گشتہ تمتع وافی برمیداشتند
وایں معنی را وسیلہ سعادت می انگاشتند دیوان مرادف ترتیب دادہ ومنت
براہلِ روزگار گذاشتہ مطلع دیوانش چہرہ افروزِ بیاض است ونسیم کلام
شگفتگی پیامش نزہت طراز ایں ریاض۔

رباعی

کشتہ چو صبح وصال تو شمع جان مرا		بہ یرہ بشہد پروانہ استخوان مرا
نگیں زصفحہ چو برخاست نام چہرہ کشود		جدا شدن زتو پیدا کند نشان مرا

ابراہیم علی خاں راقم ازلبش گوش خرد گلچین است سخنش
نامِ خدا رنگین است۔ نسبت نسب دودمانش بحاجی شفیع خاں عالمگیری
میرسد وسخنش چوں عالمگیر است۔ خراج از اہلِ سخن میگیرد فکرش چمن طراز
یک عالم بہار است وسخنش بمقتضائے رنگہائے گوہر نثار بدیہہ گوئیہاش
بر تامل شعرا تفوق میکند وبذلہ سنجی ہائش گوئی مسابقت از اقران میربایید
باوصف کم بضاعتی ہا اسباب معاش خانہ اش از ہجوم مستعدان رشک گلشن
است وشکوہ روزگار کہ دلہا خوں کردہ است اصلا بزبانش نیست ہموارہ
تر زبان شکر منعمِ حقیقی بودہ با دوستاں سرخوش ہنگامۂ اختلاط است وشیرازہ
بند مجموعہ ارتباط نمونہ از بہارِ طبعش بمشتاقان چشمگی می زند وبتقریب یادآوریہا
بزم بیکسی را بخیال آں رنگیں خیال می آراید۔

یدِ بیضا دارد از ہر لفظ مرثیہ اش درد میبارد و ہر کلمہ اش خون از دیدہا می چکاند
مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسان مضمار فارسی زمین گیر می شوند شعرش چوں
ناشی از درد و اندوہ است بمجرد شنیدن طبائع را مقارن غم و الم میگرداند و
بے اینکہ بہ آہنگے درست نمایند برقت می آرد در سخنش تاثیر عجبی است و در کلامش
تصرف طرفہ ۔

ذکر ارباب طرب۔ نعمت خان بین نواز۔ در ہندوستان
وجودش از نعمتہائے عظمیٰ است در اختراع نغمات و ایجاد شعبات ید طولے
دارد و با نایکان پیشیں پہلو می زند و موجد خیالہائے رنگین است در چنیں
زبان تصانیف دارد بالفعل سرجمع مغنیان دہلی است و بمقتضائے تمنائے
ذاتی غیر از بادشاہ بہ ہیچکس سر فرو نمی آرد و در عہد محمد معز الدین طرفہ ساز و برگ
داشت در عرسہائے بزرگان حاضر می شود و خود ہم یازدہم می کند روسا و
اعیان شہر ہر ماہے روز یازدہم بخانہ اش ہجوم میکنند بمثابہ بکثرت می شود
کہ جا ہم نمی رسد۔ لہذا از صبح مردم سبقت می کنند و ایں صحبت تا سپیدہ
صبح می کشد و ختم راگہا بر یہاسش می شود در نواختن بین مہارتے دارد کہ شاید
در عرصہ وجود بہتر ازیں خلق نشدہ باشد۔ بلبیت

مطرب ایں بزم از بس راہِ دلہا میزند
دست بر طنبور و ناخن بر دلِ ما میزند

زہے بین نازنینی کہ تا بردوشش نشست ہوش از دماغ چو صدا از تار بر جست کدوہائے بینش در نظرِ باریک بیں چوں شیشہ ہائے بادہ مستی خیز۔ و تارہائش بشا بہ رگ کرد جاں ستاں شور انگیز۔ مضراب ناخنش تا بساز آشنا شود نالہ ہا چو صدائے تار از دلہا جستہ اند و شعلہ صدا تا از حنجرہ بلند شود قالبہا بسان کدو تہی گردیدہ شور تحسینہا بہوا می پیچد و نغمۂ دیگر طرح می گردد و آہنگ آفریں بفلک می رسد و غلغلہ در بزم ناہید می افگند آشنایان عالم آب را در مجمع امکان کدوئے بہ ازیں نظر نہ رسیدہ و مشتاقان نغمہ را آہنگی بہ از آہنگ نغمت خاں بگوش نخوردہ۔ فرد

عالم آبست می گویم بآواز بلند
آشنائی بادہ را باید کدو بر داشتن

برادرش در تمہید آلات طرفہ دستے دارد تا چہار چہار ساعت بچندیں رنگ بہ نغمات مختلف و آہنگہائے بیشی مترنم می شود و بقوت استعداد اعادہ باصل آہنگ می نماید ہوش در تضع آواز کلہ مغنیاں می پرد و ایں قسم صنعت و قدرت مقدور ہیچکس نیست خواندنش بکیفیت است برادر زادہ اش در نواختن سہ تار عجب مہارتے دارد طرزے تازہ ایجاد کردہ تلاشہائے کہ از سازہائے عمدہ بظہور می آید از سہ تار بتقدیم می رساند از اعجوبہ روزگار است مکرر اتفاق ملاقاتہا شد و صحبت ہائے مستوفی

دست بہم داد مشار الیہ بسیار رعایت خاطر منظور می داشت و بعد از انتشار کثرت ہم تا صبح بیک وتیرہ سرگرم ترنم می بود و فرمایش ہائے راقم قبول می کرد و بانشراح خاطر مترنم می گردید۔

تاج خاں از قوالان است برنگے نغماتش از عالم بیخودی پیغام میداد و بسان نے کوچہ داری راہ از خودی کشاد رنگینی نغمہ اش از آہنگ بلبل رنگیں تر و نوایش از ورق گل نازک تر سامعہ در وجد بے اختیار بود و فضولیہا ئے شوق مستدعی تکرار آہنگش چوں خامہ بہزاد ہزار نیرنگ در بغل و الفاظ صوتش با وجود تفصیل چندیں شعبات ہماں فقرہ مجمل طبعیت قسمے اختلاط حاصل میکرد کہ غیر از نغمہ اش بہ ہیچ چیز ملتفت نمی گردید و بماکولات و مشروبات نمی پرداخت عمداً چندیں مرتبہ بامتحان رسید چوں مذاقش بچاشنی فقر و درد آشنا بود اکثرے در عین ترنم گریہ میکرد غرض کہ دمش گیرا بود و اثرش در دلہا رسا ہفتم ہر ماہ بخانہ اش مجمع بود و اکثرے از فقرا و مشایخ کہ قدر دان سمع بودند تشریف می آوردند و جمیع قوالان معتبر حاضر می شدند و بنوبت نغمہ آزمائی می کردند باعتقاد فقیر بر جمیع حاضرین ترجیح داشت پسرانش جانی و غلام رسول از شراب ایں بادہ روحانی حظ وافر دارند و خلف الصدق پدر اند و باہمدیگر اتحاد بمرتبۂ تمام دارند کہ اصلاً فرقے محسوس خیال نمی شوند چوں با اینہا ربطے بود اکثر از صحبت ہا احتظاظ برداشت

با فر طنبورچی تار طنبورش رگِ جانست که تا به تحریک آمد دلہا را برعشہ میکرد و نغمہ اش سوہان کہ دلہائے گراں جاناں بمجرد استماع خراشیدہ میشود حزینے صدائے سازش اکثرے سامعان را برقت می آرد و خودش را بوجد کاسۂ طنبورش از ساغر بادہ در چشم مستان خوشنما و گردن سازش در نظر ہا رنگین تر از گردن مینا تلاشہائے برجستہ اش را صدائے آفریں مہیّا و اداہائے پرداختہ بے ساختہ را پیام تحسین در ہوا میرسد خر طنبورش را اگر بر خرِ عیسیٰ ترجیح دہندمی سزد و نغمہ اش اگر شعبۂ لحنِ داؤدی تصور نمایند می زیبد در سرکار بادشاہے منتظم است و در امثال و اقران خود محترم۔

حسن خاں ربابی قامتش دریں فن بسان چنگ خمیدہ و در پختگی مشق صبح پیریہا از جیب عمرش دمیدہ از غایت ضعف سرش چوں تار رباب رعشہ ناک و ہموارہ در غمِ معیشت معین سینہ اش چاک بیچارہ در چنگ فلاکت گرفتار است مگر رب الارباب بامداد او رسد در مستعدان ایں فن رباب نوازی او مسلم الثبوت و کمال مہارت وارد از مشاہیر دہلی است۔

غلام محمد سارنگی نواز تر زبانی سازش سامعہ نواز است و حزینی آہنگ دلخراش خارا گداز۔ کمانچہ اش در ہر کشش تیر ہائے متواتر بجانہا میرساند و مضرابش متصل ناخن بدلہا می زند مشقش در نہایت پختگی و صفایت و نوائے سازش مستمعان را احتظاظ وافی ارباب ایں فن مستثنےٰ می دانند

بتوقیرش می پردازند بیشتر با مشایخ مربوط است و بخیال خود نشہ فقر دارد صحبتش با ہمہ اشخاص گیر است و تعریفش ہمہ جا پذیرا۔

رحیم سین و تان سین از نبائر تان سین اند رسائی استعداد ایشاں بر صحت نسب گواہی میدہد و در واقع مخدوم زادہ جمیع مغنیان اند رسائی حنجرہا یش غلغلہ در بزم ناہید می انگند و قدرت نغمائش گرہ برروئے ہوا میزند صدا بمرتبہ تابع گلو کہ ہر قدر بمد و شد پردازند زورش کمی آں ندارد و آہنگ بآئینی موافق کہ ہر چند بترفع صوت پردازند خارج آہنگی صورت نہ بندد در عالم کبت اعجوبہ روزگار اند و در عرصۂ دھرپد مبارز سپہ سالار آمد آمد نشنیدش تعلیم خرام بسبل بہاران میکند و معاودت آہنگش بمرکز اصول آواز تلاطم امواج دریا می دہد یکمرتبہ بحسب اتفاق اینہا و حسین ڈھولک نواز کہ نادرالعصر بود و حسن خاں ربابی و گھانسی رام پکھاوجی کہ بے نظیر وقت خود اند بہیئت مجموعی مجتمع بودند و ہنگام ابر ہم بود طرفہ صحبت رو داد در جنب نغمات ایشاں اصلا شور رعد مسموع نمی شد و در عمارتے کہ طرح صحبت بود چنیں بتخیل میرسید کہ صدائے اینہا سقف را شگافتہ بر می جہد مدتہا مزہ ایں صحبت متمکن خاطر بود مصرع ؎ یاد ایامی کہ عیشِ رایگانے داشتیم ؎

قاسم علی از تلامذہ نعمت خان اند و اکتساب ایں نعمت از ایشاں کردہ ذلہ وافی برداشتہ اند آثار حسن رشادت از جبین اینہا لایح و نگہت

قبول از شمایم صورت فایح کبت برنگینی تمام می خوانند و سامعان را ممنون
می سازند در پیشگاه ظل سبحانی درامثال خود امتیاز دارند و امرا بیشتر توقیر
می کنند چون عنفوان جوانی است و نغمه و صوت درکمال مناسبت مقبول
جمهوراند و بردلها اثر نغمه اینها مترتب می شود یکمرتبه اتفاق شنیدن شد
اشتیاقها مایل است لیکن بے استعدادیها حایل ۔

معین الدین قوال استاد زمانه است و در فنون قوالی یگانه نوع
نغماتش چون گلهائے گلشن کشمیر خارج از دائرۂ شمار و تموج سیل آہنگ
چون دور و تسلسل روزگار متعذر را لانحصار آہنگش برنگ خامه بهزاد
نغمه را بر صفحه هوا تصویر می کشد و غزال برجسته صدا را بدام نفس در تسخیر
می آرد تردید غنا وابسته گلوئے اوست و تجوید نوا شیفته آرزوئے او قصه
مختصر صافی به ازیں سامعه را در عالم امکان نیست خدا گوش شنوا نصیب
گرداناد ۔

برہانی قوال مطلق غناہائے تصرفش در عالم موسیقی شنیدنی است
و آہنگ نغماتش برائے ضیافت سامعه دوستان تمنا کردنی مشقش از پختگی آنطرف
خیال رسیده و درہمیں فن صبح پیری از مطلع عمرش دمیده باشاه کمال که سر دفتر ارباب
وجد و حال اند طرفه ربطے است روز شنبه مجلسے انعقاد می یابد و دست آویز عجبے جهت
تواجد بدست متصوفه می آید یکمرتبه ایں صحبت دست بہم داده بود و درہمیں محفل چہل پہل ڈھاڑے معارف

وارد شدہ بود کہ در جنب صولت صدایش آواز کرنائے انفعال می کشد و بشدت آہنگ خارج آہنگش و بر اعضائے حاضران قیام می نمود و ارباب حال متواجد بودند و موقوف نمی کردند۔

برہانی امیرخانی آہنگش با عندالست و صدایش متوسط بمذاق امیرخاں ترنم می دارد و در ادائے نغمات خیلے تمکین بکار می برد و سامعان را منتظر می دارد۔

رحیم خاں جہانی از منتسبان سرکار امیرخان است خیال را بمزہ می خواند و تلاشہا بکار می برد شنید نیست۔

شجاعت خاں نسبتش بہ کلاونت ہائے عمدہ اعلیٰ حضرت می رسد در کبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست و ضعش منصدیانہ است و دستار را بہ ترتیب و تقطیع می بندد و التزام سرپیچ دارد چشمش ہمیشہ بسرمہ آشنا است لیکن با بے بصران اورا منظور نمیداریم۔

ابراہیم خاں کلاونت یکمرتبہ در مجمعے اتفاق شنیدن شد سامعہ آنقدر محظوظ نگردید کہ اعادۂ صحبت بخاطر بگذرد مثل میر بود لیکن بر نخے ہندوستان زاہا معروف بودند۔

سواد خاں مشہور بکولہ و سوادہ در وقتے از مشاہیر دہلی بودند الحال چوں دہلی کہنہ اعتبارے نداشتند قدما را بصحبت اینہا شغفے بود۔ لیکن

جوانان ایں عصر اعتنا بہ کمال آنہا نمی کردند و احترامش در اماثل و اقران بہماں وتیرہ بود۔

بولے خاں کلاونت از ملازمان بادشاہ ست و در جرگہ ناظران شاہی اعتبار دارد خواندنش قدما پسند است۔

گھانسی رام پکھاوجی در فن خود مہارت مالا کلام دارد اگر سازش را بجائے چرم از گلبرگ ترتیب دہند بجا ست کہ حرکات دستش چوں برگ گل برروئے ہوا خرام دارد گردش انامل ہا در کمال نازکی چوں طپش نبض مستقیم در نہایت آرمیدگی است وجنبش اصابع از فرط ملایمی بزنگ اندیشہ ذوالعقول در عین ہمواری و سنجیدگی۔

حسین خاں ڈھولک نواز نادرہ روزگار و اعجوبہ اعصار است رتبہ نواختن ڈھولک را بدرجہ اقصی رسانیدہ کہ زیادہ بریں متصور نیست اہل ہند متفق اند کہ بہ ازیں ڈھولک نواز از سرزمین دہلی نشو ونما نکردہ در مجمعے بآئین تفاخر نقل می کرد کہ اگر تا شش ماہ دریک مجمع صحبتہا امتداد کشد میتواں ڈھولک را در ہر راگ بطریق شیبے نواخت کہ شائبہ ابتذال درآں نباشد و حاضران تصدیق ایں معنی میکردند و در واقع ید بیضا داشت اگر قرص آفتاب و مہتاب را بجائے خبراش استعمال نمایند سزد و اگر انامل اورا کہ در سرعت سیر کردا از شوخی نگاہ می برد بجواہر گرانمایہ ترصیع

نماید می سزد بے اندیشہ بہ تشخیص می پرداخت تبدیل گت می کرد و بتامل رجوع
بہ تفہیم می کرد رنگ دیگر بر روئے کار می آورد. زبا نہا صرف تحسین بود و بیا نہا
وقت آفریں۔

تہنا کہ از جملہ تلامذہ اوست بلیاقت خلیفت. امتیاز دارد واز طرز مندل
ترکتاز است ہر چندے کہ باو نمی رسد چوں بہنر از و در دہلی نیست نعم البدل
می انگارند۔

شہباز دھمد ھمے نواز پدرش در سرکار اعظم شاہ نوکر بود و ہمیں
ساز را می نواخت بالفعل در تمام دہلی نظیرش نیست صنایعے بکار می برد کہ
از پکھاوج و ڈھولک نواز امکان ندارد و بہ بیت خوانندہ ہر راگے کہ و قتش
باشد در ساز خود می نوازد چنانچہ آہنگش مفہوم مستمعان می شود اگرچہ بیشتر در
طبیعت قبول ایں امر انکار محض داشت لیکن بعد از حصول صحت روایت
تصدیق انجامید۔

نقد نام شاہ درویش سبوچہ نواز اصلی ابادرزاد است در نواختن
سبوچہ قسمے تصرفات بکار می برد کہ از ناصیہ پکھاوجی و ڈھولک نواز عرق
خجالت می چکد و شیشہ حوصلہ از چابکدستی ہائش تن بشکستن می دہد معاشران
بتوقیر تمام سواری بہ تکیہ اشش فرستادہ می طلبند وصحبتہا می دارند و سازی
اختراع کردہ کہ جامع چندیں ساز است ہمصدائے ڈھولک دارد و ہم پکھاوج

د درضمنش صدائے طنبور برمی آید هرچندے که بصر ندارد لیکن بصیرت دارد۔
نابینائے دیگر بنظر آمد که شکم را موافق قانون و اصول باسلوب ڈھولک و پکھاوج
می نواخت و تلاشہائے نازک بظہور میرساند اکثرے از طوائف بدستیاری
ساز شکمش رقص می کردند و فتورے در ارکان اصول راه نمی یافت شکمش از
کثرت ضرب چوں بختش سیاه شده بود۔

تقی از عمده بھگت بازان است و سرخیل جمیع شعبده طرازان هندوستان و
از منظوران جناب سلطانی است و ارباب سرائے خلوتخانه خاقانی امرائے
عظیم الشان بکمال توقیر دعوت می کنند و خواهان صحبتش می باشند سامان بھگت
از اقمشه و اسلحه مناسب رسم هر دیار و هر فرقه درخانه اش موجود و مهیّا و
اسباب هزار رنگ تماشا بفراخور صنعت او درکیسه استعدادش آماده و
پیدا امارد متعدد چوں گلہائے رنگارنگ در گلشن کارگاهش حاضر و سبزان
عنبر ملیحے برنگ ریاحین نورس در چمن زار اکھاڑه اش متعدد یکطرف فرقهٔ
نوخطان بصید دل نظارگیان دام گرفتاری در زیر سبزه پنہا می کنند و بیک
سمت جرگه خوش نگاهان به تیر غمزه دلدوز تماشائیاں رانخچیری فرمایند
صبیحانش یکسر خمیرمایه سفیده صبح فطرت و ملیحانش یکقلم نمک مایده نعمت خانه
قدرت خانه اش جلوه گاه پری خانه است و کاشانه اش رشک آئینه خانه
پیچ و تاب میان نازک کمران برگِ گل را تاب می آرد و سلسلهٔ زلف

مشکبویان نبض سنبل را در اضطراب ۔ سہی قدان از خرام نازنین در انداز
تسخیر دلہا و سیہ چشمان با تمامی سخن گو چوں پیام جانہا ہر جا امردی از حلیہ
مردمی عاطل می شود بچشم آرزو روشن است و ہر کجا طفلے ملایم واقع شود
خانہ بمثالش رشک گلشن قبلہ حیرانِ ہر صنف است کہ نسبت کمال را
بدو منتہی میگردانند ورب النوع مخنثان ہر نوع است کہ با عنافت
بیعت او کلاہ تفاخر می افرازند سخن مختصر رئیس المخنثین است و انیس الفوادیان
عطائے عدیم المثال شاہ دانیال المعروف بہ سرخی ۔ طوطی ناطقہ اش
باوجود نواسنجی بسان بلبل ہزار داستان بچندیں زبان آشنا است و در نقالی
و لطیفہ گوئی باسلوب ندما در عالم مصاحبت بے ہمتا از کثرت مشق و فرط
اختلاط در باب موسیقی در کبت و خیال وغیرہ اقسام ایں فن مہارت خاصے
دارد چنانچہ ماہران ایں پیشہ توقیرش می کنند و چوں دریں حالت خود را
بفقیری منسوب می کند و آبا و اجداد خود را مشائخ میگیرد رعایت حرمتش
واجب می دانند کہ خواندنش خیلے بہ پختگی و رنگینی است و در حقیقت باب
مجلس اکابر است و در نشیدہائے قدما نشید صوفی قریب باہزار ہر عالم
یک نمونہ دارد و بایں تقریب ساز و برگ معیشت فراہم می آرد و در
جمیع محافل دخیل است و در ہمہ مجامع دلیل با امرازادہ ہائے شہر
مربوط است و چوں مرد متحمل و خوش گوست عقد صحبتش در ہمہ جا منوط

ہر جا کہ وارد شد طرفے از جلب منفعت متصور گردید از مغتنمات است و شہید طعامہائے الوان در جنب اشتہائے صافش جوع البقر انفعال می کشد و بملاحظہ خوردنش طبائع اذکیا مانع می گردد و در اکل طعام طرفہ مکثی دارد و در خواہش حقہ عجب اضطرابی خوابیدنش ہم از خالی دہشتے نیست و صبح برخاستن و تنحنح درمتوضئے کردن ہم بے وحشتے نہ با ایں ہمہ نظر بر رنگینی صحبت و آرائش مراعات ہا بعمل می آید و طبعیت مجوز مفارقت نمی گردد قابل مجلس و لایق محفل۔

ذکر خواصی وانوٹھا از نقالان معتبر دہلی اند و در سرکار بادشاہے منسلک و منتظم در انشا بمضامین رنگین نشاط آور مستثنٰی اند و در گذارش نقول تازہ ایجاد بے ہمتا خواندن خیال و رقص و ہم علیٰحدہ دارد در محفلے کہ اجتماع طوائف باشد نشۂ رنگینی اینہا دوبالاست و دماغ تقریرش اوج گرا سبزہ و مزہ ہم از نونہالان ہمیں چمن اند و نوبادگان ہمیں گلشن در رقصہا طراز و در ادا ہا سراپا انجاز در شوخی و تشنگی آب اختلاط و برائے منادمت قابل ارتباط کاکلہائے رسائش چوں عمر دراز خوشنما تر و دنبالہ ہائے چشم سیاہش از حد نگاہ ہم رسا تر قدہایش موزوں و گفتگوہایش ہمہ خوش مضمون۔ فرد

بہر طرف کہ نگہ می کنم تماشائیست
خدا کند کہ فلک فرصتے دہد مارا

ذکر یاری نقال قلم را از پر طوطی ایجاد باید تا تعریف سبزہ خطش کہ

یکقلم خط نسخ بر صفحہ ریاحین می کشد شروع نماید و زنگار را بجا مرکب استعمال باید نمود تا سطری از کیفیت ہائے حسن سبزش بہ تحریر تواند رسید بلیت

حسن سبز آفت جاں بود نمی دانستم
دام در سبزہ نہاں بود نمی دانستم

شکوہ حسن نہ بمرتبہ کہ نگاہ بے محابا مقابلش تواند گردید وصفائی رنگ نہ بحدے کہ نظر در حوالی آں جا تواند گرفت انداز خرامش برنگ شاخ گل از نسیم بہار در خم وچم وعشوہ نگاہش بسان جلوہ پریزادان خیال دررم ہر کسیکہ دوچارش شد چوں پری زدہ مدہوش است وہر کہ درکنارش راہ یافت تا بقیۃ العمر حسرت آغوش سبزہ بہار درجنب سبزہ حسنش چوں موے خمیر است وگلدستہ چمن در مقابل طلعتش زمین گیر قطعہ

خوبی حسن خوبی آواز ببرد ہر یکے بہ تنہا دل
چوں شود جمع ہر دو در یکجا کار صاحبدلاں شود مشکل

ہمگی طائفہ اش موزونست و نقالانش سراپا خوش مضموں دوسہ نونہال دیگر ہمدرین چمن مستعد قد کشیدن اند فلک حاسد فرصت نظارہ کرامت فرماید۔

ذکر معشوقہ ابوالحسن خاں پسر شریف خاں

خمیر مایہ فطرتش ناشئے از تمکین است ومزاج سراپا ابتہاج چون صحن گلشن

رنگیں ادائے ہر حرفش منتے بخاطر می گذاشت و بہار تبسمش بطرح یک گلشن
بہت می گماشت تکلم سنجیدہ اش از عالم متانت و وقار و روزمرہ صافش
جہانے مستنبط از حسن گفتار خواندنش در نہایت خوبی و دلربائی و رقصش در کمال
خوش آیندگی و رعنائی و رودش در کاشانہ میاں محمد ماہ غفرلہ اتفاقی بود
ارباب محفل آنہمہ احتظاظ بر داشتند کہ تا حال ہر گاہ ذکرش بر می آمد در حسرت
تجدید صحبت او زمزمہ سنج تاسف می شوند۔ گیتے و یاں خیالے در سور تہہ مسموع
گردید کہ اگر ہمہ عمر اعادہ اش نماید طبیعت را سیری ممکن نیست و استغنا متصو
صحبتش نہ چوں تجلی برقی بود کہ تکرار صورت نہ بست۔

ذکر جٹا قوال زیب مجامع ارباب وجد و حال و شمع محفل صوفیہ
تواجد اشتمال نصوص قرآنی را کہ مشتمل بر وحدت وجود است با آہنگہائے
حزیں می خواند و متصوفہ را بسان مرغ نیم بسمل مضطرب می گرداند اقوال
مشایخ سلف آں قدر مستحضر کہ اگر بترتیب کتاب سلوک پردازد گنجائش
دارد و اشعار شعرائے صوفیہ آن ہمہ از بر کہ اگر بقید تعین آرد سفینۂ ضخیم کہ
منتخب و مستنبط جمیع دواوین قدیم باشد می تواند ساخت و وجد و حال فقر
فزع نغمہائے اوست و اضطراب دلہا متعلق ساز و نوائے او ممدوح جمیع
مشایخ کبراست و محبوب ہمگی فقرا او در خانقاہ شاہ باسط کہ برادر زادۂ
صمصام الدولہ اند وخود را در فقرا محسوب می کنند و در ہر ہفتہ روز یکشنبہ

صحبت خاصے منعقد می گردد فقراء واغنیارا در باب تماشا ہجوم می کنند و ہمہ روز
سماع مستوفی دست بہم میدہد واز کثرت اشخاص حسین خانہ ایشاں مثل پرنجانہ
می شود چوں جٹا از ملازمان ایشاں است بلکہ از تربیت یافتگان ہموارہ ملتزم
آں انجمن فیض نشان است واکثرے بتصانیف ایشاں کہ در فن قوالی طرفہ
مہارت دارند رطب اللسان خصوصیات ایں محافل وجدانی است نہ بیانی

مصرع قلم اینجا رسید و سر بشکست

ذکر رحیم خاں و دولت خاں و گیان خاں و ٹہڈو اولاً

دلیل کمال اینہا این ست کہ از اخلاف کولہ وسواد اندکہ شہرت خواندگی
ایشاں از فرط وضوح محتاج بیان نیست و در واقعہ ایں ہر چہار برادر
درخواندن خیال نظیر ندارد و بایں نازکی و بایں پرداز می خوانند کہ طبیعت
سامع بے اختیار متلذذ می شود و باعتبار کمال تعینی دارند خصوص دولت خاں
کہ نازک مزاجیہائے معشوقانہ او قیامت می کند پنجم ہر ماہ درخانہ اینہا مجمع
است جمیع قوالان وارباب غنا مجتمع گردیدہ داد خوش نوائے می دہند وچوں
آں ہنگامہ محضر ارباب کمال است سند پختگی حاصل می کنند بعد فراغ دیگراں
نوبت باینہا میرسد خیلے انتظارکش باید گردید تا دولت خاں زباں را بزمزمہ
آشنا گرداند چوں صدایش باریک است وکثرت خلائق مردم تبلاش تقرب او
طرفہ سعیہا بکار می برند تا سامعہ تند نباشد احتمال شنیدن نیست بیشتر مردم بہ تبعیت

اشخاص محفل لفظ تحسین استعمال می کنند و محروم می روند۔ و رحیم خاں کہ در سادگی پرکارے دارد مشقش در کمال پختگی و خوش ادائیست و آہنگش در نہایت خاطر فریبی و دلربائی امرا باشتیاق و بتلاش اینہارا منتظم سرکار خود ہا می کنند و دست بدست می برند و حرکات نا ملایم اینہا کہ از افراط دادن شراب سرزد می شود متحمل می شوند چوں چشم سیاہ مست خوباں ہمہ روز مخمور می باشند وغیر از گفتگوئے مینا و جام حرفے ندارند۔ کیان خاں و بڈو کہ برادران خورد اند ایں ہا نیز در عالم خود تلاشہا دارند و از اہلِ مجلس ذلّہ آفریں برمی دارند جمیع مشاہیر دہلی دریں ہنگامہ حاضر می شوند و عرضِ کمال می دہند مجمع مجمع خاطر خواہی است و صحبت دلچسپی۔

الہ بندی امردیست مخطط مشتمل بر تناسب اعضا ترکیبش تنہا بسیار خوب می نماید پدرش از مشاہیر قوالان بود خودش ہم خیال را بمزہ می خواند و رنگینی بکار می برد منظورِ نظر ہاست و مقصود خاطر ہا۔

رحی امرد سیہ فامیست گلویش در نہایت نازکی پہلو بصدائے تار می زند و از فرطِ تناسب متمیز نمی شود تا قوتِ ممیزہ درست نباشد فرق از صدائے تار سازش کردن متعذر است و بخیالہائے مروجہ دہلی کہ منصف تبسدار نگ است زبانش آشنا است و ناطقہ اش بایں اسلوب مرغوب زمزمہ پیرا۔

امردِ ہنگامہ پیرا میاں ہینگا رنگش چینی است ولباسش یاسمینی

درپیشگاہ قلعہ دارالخلافہ ہرروز بزم آراست و بجماعۂ تماشائیاں ہنگامہ پیرا
بملاحظہ رقص او اشخاص معتبرہ تمہید سیرچوک میکنند و بمشاہدہ حسن اوتقریب
ابتیاع نفائس و نوادر بروئے کار می آرند و بے تکلف مشتریان خود بلا شائبہ
تصنع در اطراف مجمع او سوار اسپانِ باد پا گشتہ صنع الٰہی را معائنہ می نمایند
حلقۂ اقبال وہجوم جبول درجوانب ایں سیرگاہ متعذر الانحصار است
وکثرت خلائق از قائمین وقاعدین در دور ایں تماشا کدہ خارج از دائرہ
شمار امورضروری ابتیاعی را مردم موقوف کردہ مشغول تفرج می شوند وجہ
خرید ونقد فرصت را ازکف دادہ خائن وخاسر بخانہ میروند ادا ہائے
خرامش خانہ برانداز عالمے است و التفاتہائے مخصوصش تاراج کن مردے
صباحت رنگش از ملاحتِ باج میگیرد وسبزۂ خطش از سبزان چمن خراج
ازسفید پوشیہا بمشابہ خوشنماست کہ گویا درعین شام صبحی دمیدہ یا گل چاندنی
است کہ درفضائے چمن بے اختیار بالیدہ تاغروب آفتاب جلوہ گریہا
کردہ مبلغے معتدبہ تحصیل می نماید وراہ خانہ می گیرد و ہرچندے کہ اعزہ تکلیف
می نمایند بخانہ ہیچ کسے اقدام نمی نماید ہرکہ شیفتہ او باشد می باید کہ بخانہ اش
برود واحتیاط وافی بردارد۔

سلطانہ امردیست سبزہ رنگ و درسن دوازدہ سالگی در رقص طرفہ ادا ہا

دشوخی ہا دارد سحر کاریہاے خواندنش عالمے را مفتون و خلقے را مجنوں کردہ
دریں عمر قسمے تحصیل علم موسیقی کردہ کہ مزیدے براں متصور نباشد در غنچگی
پہلو بگلہائے شگفتہ میزند و باوجودیکہ پرتو چراغے بیش نیست دعوی ہمسری آفتاب
دارد سامعہ از کم وسعتے ہائے خود درحسرتست و باصرہ از کم ظرفیہائے نگاہ
درخجلت شبے تا صباحے از صاحبان ما بزم آرا بود صحبت مستوفی دست داد
و ہمہ شب بعشرت و انبساط گذشت خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہاے
یاران باقیست شوق تحریکے می خواہد درگاہے نام زنکولہ نوازی ہمراہش بود
مراحل امر دیرا قطع کردہ چوں تعینے از مزاجش محسوس نمی گردید تامل بہ تفتیش
پرداخت معلوم گردید کہ درنواختن زنکولہ ورقص نظیر ندارد ہرچندے کہ
ہیاتش مقتضی حرکات رقص نبود لیکن طبیعت بریں آمد کہ عیارش بمحک
امتحان رسد مامور کردند در واقع استغنا و تعینش بجا بود بمجرد تہیہ رقص
حسرت ہا دست داد ہمہ تن چشم گردید گاہے در عین رقص صدا از یکرنگ
برمی آورد گاہے از دو وگاہے از ہمہ غرض طرفہ قدرتے وعجب مشقے داشت
شور تحسینہا برصدائے زنکولہ اش چربید و صدائے پہہ پہہ آفرینہا اصول
را معطل کرد وہمیں قسم مورچنگ نوازی درہمیں طائفہ معائنہ گردید
کہ ہمتا نداشت و برگ کاہ را در دہان گرفتہ مثل بلبل ہزار داستان
شروع بنوا سنجی کرد و بہزار زبان گویا گردید بے تکلف از نوائے او

وچہچہہ بلبل داستاں سرا ہیچ فرق کردہ نمی شد منطق الطیر مجسم بمشاہدہ رسید۔

سرس روپ بمشاہدہ حرکات دلفریبش چشم تمنا روشن و باندیشہ خرامش صفحۂ خاطرہا رشک گلشن نسایم آہنگش بہار آفریں وشمایم نغمہ اش عطر آگیں رقصش درنہایت رنگینی ومحبوبے وخواندنش در اقصامرتبہ دلچسپی ومرغوبی منتخب ارباب جاہ وجلالست ومستحسن اصحاب وجد وحال شعشعہ حسنش نظر را خیرہ میکند وتصور لمعہ جلوہ اش عقل را تیرہ۔ دریافت صحبتش بے وسیلہ تعرف متعذر راست ونیل ملاقاتش تقدیم تواضعات مناسب متعسر تعالے شانہ بسیر خاطر خواہی بار یاب ذوق نصیب گرداند ودست شوق بدامانِ تمنا رساند۔

نور حدیقہ خوش ادائی خمیر مایہ روشنائی **نور بائی** از ڈومنی ہائے دہلی است رفعت شانش بمرتبہ کہ امرا بدیدنش التجا دارند و برخے بخانہ اش میروند خانہ اش چوں خانہ ارباب دول سامان ہزار رنگ تجمل در بار وکوکبہ سواری عمدہ ہا پر از چاؤش وچوبدار بیشتر سواریش سواری فیل است درخانہ عمدہ ہا کہ وارد می شود یک رقم جواہر رونما تواضع میکنند ومبلغے معتدبہ بخانہ اش می فرستند کہ قبول دعوت می کند رخصتانہ را ازہمیں قیاس باید کرد کہ مزہ صحبتش بمذاقے آشنا شد باعث خانہ خرابی است ونشۂ آشنائیش بدماغے کہ سرایت کرد چوں گرد باد درکشایش بیتابی عالمے بفضا عنبہارا درسلرین کار گرد

دخلقے سرمایہ ہارا بغارت ایں ستمگر داد صحبتش تا کیسہ پر است گیر است والفتش تا نقدی باقیست پذیرا تمکنش با تمکین گوہر ہم ترازو و آب رنگش آب ورنگ گلشن ہم پہلو سخن فہم بے نظیر است و نکتہ دان خوش تقریر صفائے روز مرہ اش سامعہ را در بوئے بہار غوطہ می دہد و ادائی محاورہ اش زبانہا از گلبرگ می تراشد مصاحبے باین رنگینی اگر نصیب شود مفت آرزوست و ہمدمے بایں شوخی اگر دست دہد ہرچہ باشد ہمہ از و مراعات مجلس و ادب بمرتبہ کہ چنداں ادیب می باید تعلیم گیرند و پاس خاطر جمیع حضار محفل بمثابہ کہ صاحبان تہذیب اخلاق می باید تلقین پذیرند خواندنش خالی از مزہ نیست مستحسن ارباب موسیقی است جنگلہ راکہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ بموافقت جمعے از نسواں کہ ہر یکے بیگم و خانم نام دارد بزم آرامی شود و برائے رعایت ہرکدام سفارشہا می کند چوں خاطرش ہمہ جا عزیز است ہرچہ می گوید مبلغے قبول می شود الحاصل دیدنیست نہ شنیدنی فقیر یکمرتبہ استفادہ صحبت کردہ۔

چھمنی از مشاہیر دہلی است و بادشاہ رس و بمقتضائے کسب کمال موسیقی کہ پہلو بصاحب کمالان عصر می زند ہمہ جا معزز و محترم و صحبتش بدو بدل مبلغے لایق از ممتنعات سوائے ایں کمال خوش صحبت و خوش روز مرہ است و سخن در نہایت پختگی می گوید چوں از بہار جوانیش تباشیر صبح پیری

گل کردہ غیر ازیں کہ کسے صرف بہ نشیدن سرود شوقے داشتہ باشد میل نمی کند بادشاہ ہم گاہ گاہے یاد می فرمایند و التفات می کنند نغمہ اش طائر ہوش را بہ پرواز وداع سر میدہد و آہنگش آب رفتہ آرزوہا را باز بجوئی می آرد۔ و ترانہ سنجی زبانش از مقراض گوئے سبقت بردہ اکثرے معاصر او اعتراف بکمال او دارند خالی از اہلیت نیست مراعات آشنائی می کند یک شبے درخانہ اش اتفاق صحبت افتاد تا صبح صحبتہا کوک بود۔

ادہ بیگم در دہلی مشہور و معروف اند کہ پایجامہ نمی پوشند و بدن اسفل را برنگ آمیزے ہائے خامہ نقاش باسلوب قطعہ پایجامہ رنگین می کنند بے شائبہ تفاوت گل وبرگ کہ در تھان کیمخاب بندرومی نی باشد بقلم می کشند و در محافل امرا میروند ہرگز امتیاز پایجامہ و ایں رنگ کردہ نمی شود تا پردہ از کارش نیفتد فہم ہیچکس بکنہ صنعت انہا نمی رسد چوں خالی از ندرت و غرائب نیست مرغوب دلہا اند۔

بھینا سے فیل سوار از مشاہیر رقاصان و رئیس طائفہ دار است چوبداران نوکر اند بامرا بائین ہچشماں ارتباط است رقعہ ہا در سفارش می نویسند و اینہا در قبول می کنند۔ سابق باعتماد الدولہ ربط خاصے بود و اینہا بخانہ او می رفتند یکمرتبہ برسم تواضع آلات وادوات تجرع کہ عبارت از گلابے و پیالہ ہا وغیرہ باشد گذرانیدہ بود چوں ہمہ اش ترصیع داشت

هفتاد هزار روپیہ قیمت گشت صدقش ہذا علی التمول ۔

خوشحالی رام جنی از ملازمان سرکار اعتماد الدولہ است طرفہ خنانے دارد وعجب تعینے در مجلس کہ رقص می کرد واکثرے از اعیان شہر مجتمع بودند وہیچکس را در نظرش وقعتے نبود واز فرط استغنا ہیچ سمت التفاتے وخطابے نمیکرد وخواندنش بسیار رنگین وحرکاتش درنہایت تمکین بود آسا پورا از رام جنی ہاست واز شہرت کمال درہمہ محافل محترم است وپیش جمیع نغمہ سنجان مکرم کبت خوانیش بقاعدہ کلاونت ہائے قدیم درنہایت مضبوطی وزیر وبمش بقانون استادان باقصے غایت مربوطے نغمہ اش درہمہ حال سرسبز جاوید وآہنگش درہمہ جا روسپید بسبب رسائی سن اندکی از دلہائے معاشران یکسوست لیکن بچشم قدردانان نغمہ باید دید کہ چقدر درنظر آنہا وقعی دارد حرمت طلب است ومستحق حرمت خواہان عزت است وشایستۂ عزت ۔

چک مک ومانی دربہار جوانیہا طرفہ شوخے داشت مطبوع جمہور بود وبادشاہ جم جاہ فریفتگی داشتند چک مک خطاب دادہ بودند الحال کہ قدم کہ در شیب گذاشتہ اعتبارش روبہ نشیب است درد آہنگش سامعہ پرور وشور نغمہ اش جنوں در سرمبلغہا صرف تواضعش می کردند تا شبے میسر می آمد وزرہا سبیل راہش می نمودند تا راہِ مدعا وامی شد حالا ہم حصول صحبتش بے تواضع مستوفی متعذر است ورابطہ آشنایش بے سماجتہائے رسا متعسر ۔

کالی گنگا از معتبر رقاصان است و از فرقۂ احترام کیشاں سیہ فامش چو خال گلرخاں زیب افزا است و چوں سواد دیدۂ سیہ چشمان مردمک آرا تمکینش بمرتبہ کہ سخن بہزار پیچ و تاب بزبان آشنامی گردد و خرامش بتدریجے کہ تا قدم بدائرۂ مجلس گذارد اضطراب بدلہا راہ می یابد خوانندش سرمشق نغمہ سنجانست و رقصش دستور العمل چابک خراماں خالی از تعین نیست و می ہنرد سماجتہای طلبندہ می کنند۔

زینت و بھی خوش ادائے ہایش درتہیج مواد باہ و خیل نازک اندامے ہایش ہیجان شہوت را کفیل نغمہ اش پیام حلاوت میرساند و آہنگش بصفائے منتے بر سامعہ میگذارد نغمات راگش باصافی چہرہ او ہمرنگ و آہنگش بصفائے رنگ او ہمسنگ طبایع لطیف را نظر بملاحظہ لطافتش میل طبعی و امزجہ لطیف رانگاہ بمشاہدہ لطافتش خواہش فطری رقصش غیر از خرامے بیش نیست و بدل نزدیک تر است و تعینش در قبول ہم آغوشی ہا برجانست و خوش آیندتر ہر شبے ردیف آغوش حریفے است و ہر روز ہمدوش ظریفے و از ہجوم استدعا سررشتہ قبول صحبت کم است کاش از سودائے سر بدر می آورد از کثرت تکالیف قافیہ وقتش تنگ است خانہ اش بدوش یار انست و دعوائے خانہ بدوش اورا مسلم و کاشانہ اش دربغل معاشران است و ادعائے بغل گیری باو مناسب و متحتم۔ فرد

می کشندش چو قدح دست بدست

می برندش چو سبو دوش بدوش

گلاب ازخواندنش رائحہ گلاب بمشام می خورد واز ملاحظہ حرکات رنگینش کیفیت شراب دست می دہد پختگی ہائے وضعش مطبوع وحاضر جوابیش پیش ہمہ کس منظور ومسموع نکتہ فہم است وسخندان خوش نغمہ است ومسلم نغمہ سنجان **فرد**

محو کدام آئینہ سیما شود کسے

آئینہ خانہ ایست دو عالم زروئے تو

رمضانی خیالش چوں صبح عید رمضان رنگ از دلہا می برد ونغمہ اش درسواد خاطر معاشران اثرہا می کارد در محفلے کہ وارد می شود حکم عیدگاہ بہم می رساند وبمجمعے کہ ورودش واقع می گردد رسم تہنیت بعمل می آید والۂ صحبت قدردانست وشایق ادا فہم ونکتہ دان سنش مانع کرم اختلاطے است ہوس پیش پا می خورد وکہولتش باعث خودداری پہلو از تکلف خالی میکند۔

رحمان بائی از دھاڑی زادہ ہاست سیاہی رنگش بمنزلۂ تصویر سیاہ قلمی منظور صاحب نظران ورسائی رنگش بمثابہ نشتر فصاد باعث تحریک رگ جاں خال روئے استعداد است وسرمۂ چشم اتحاد سوادش چوں شام کشمیر در نظرہا خوشنما وسیاہی نونش چوں سیاہی آب حیات در مردمکہا روح افزا

سکناتش شوخے آمیز و حرکاتش فتنہ انگیز بہر محفل کہ وارد می شود خود را از تکلف
می دزدد و از دست برد ہوس محفوظ بدر می جہد می گویند نامہ اش سربستہ است
و مہرش ناشکستہ ؎

خطش نہ کردۂ مانی بہ نقش بہزاد است
کہ ایں سیاہ قلم کار خوب استاد است

پنا بائی از تلاندہ مخصوصہ نعمت خان است و بلبل زبان او
غزل خوان اگر قلم زمرد بہ تحریر وصفش مخترع شود می سزد کہ سرسبزی بہار
آہنگ وابستہ صدائے اوست و تریاق مار گزیدہ ہائے فراق سازونوائے
او استقامت اوج گرانی ہائے نغمہ اش بمرتبہ کہ تا نفس بلند شود درحین شد
و مد نغمہ صدائیش بسان تار شعاعے آفتاب بآسمان می پیوندد و قدرت
موشگافیہائے انداز تصرفاتش بشابہ کہ تا فہم سلیم ادراک نماید گرہ بر تار ہوا
می بندد آہنگ رسائیش بسان اندیشہ ذو العقول فلک پیما و نغمہ بلندش
بزنان فکر منجم اوج گرا تقریر دلپذیرش سند معاشرت پیشگان و تمہید گفتگویش
دستور العمل عشرت طرازان در ضمن ہر سخن لطیفہ رنگینی مضمر و در ادائے ہر حرف
طینتے خاصے مدغم و مستتر حسن ادائیش از حسن دیگران چسپاں تر است
و لطف مقالش از غنج و دلال این و آں خوش آیندہ تر سامعہ کہ آشنائے
آہنگش گردید از مسموعات دیگر مستغنی است و ذائقہ کہ متلذذ بہ نغمائے

نغماتش گشت از چاشنی نوائے دیگراں منزوی مقدمش درہمہ جا اعزاز اکتساب
است و خواندنش درہمہ حال عشرت انتساب ۔

طوطی شاخسار خشنوائی کمال بائی صافی مشقش در موسیقی چوں
نامش باقصےٰ غایت کمال است و ترتیبش دررقص خوش ادائی بکمال عظمت
وجلال مدتے درمحل بادشاہی بزم آرا بود و در حلقہ نواسنجی سخن سرا دریں ولا
کہ از سوانحہٗ نادرشاہی مزاج بادشاہ دین پناہ از استماعِ سازو نوا انحراف
ورزیدہ و نغمۂ ارباب نغمہ یک قلم متروک و موقوف گردیدہ بایں تقریب
صحبتش میسر آمد و الاممتنعات عَفلے بود و خواندنش موافق ضوابط کلاونت
بچی ہاست بسیار برنگینی و حزینی میخواند و سامعہ را بدائرہ تواجدمی نشاند
بیشتر خیال نعمت خان کہ منسوب بہ بادشاہ غازیست استعمال می نماید
و ابواب انبساط برروئے مشتاقان می کشاید بمثابہ مشتاق کہ اگر تکلیف صحبت
روز و شب نمایند چوں بلبل بہار غزل خوانست و برنگ قطعہ چمن از تر زبانی
خود گلفشاں خالی از تمکین و ادا نیست از شوخیہا آشنا ست و باعتبار آداب
و آئین در امثال و اقران مستثنےٰ ہر کہ طلبید خط مستوفی برداشت و رقم انقش
بروح خاطر نگاشت ۔

سر مشق رنگین وپختہ روائی او ماہا بائی رنگینیٔ بہار دلپذیرش
برنگ نسیم بہار چمن آرائی انبساط و بہار آہنگی نغمات بنظیرش گلدستہ بند

ریاحین نزہت ونشاط بدیہہ گوئیہا پیش در عالم بدایت چوں فکر اسیر لبریز شوخی و رنگینی و نقالیہا یش بسان نقل شراب درنہایت خوش مزگی نمکینی حرکات و سکناتش ہمہ موزوں و مرغوب خرام و ادایش ہمہ خوش اندام و خوش اسلوب در عالم کبت کشتی گیر و در فضائے خیال چوں خیال نظیر بے نظیر طبیعتش الفت پیراست و مزاجش بوفا آشنا اکنوں کہ نہال نوخیز ہمیں چمن است و بموزونی قد رشک سرو گلشن معشوقہ صاحبی میاں محمد ماہ است کہ سند معاشرت پیشگان اند و سرآمد جمیع بزم آرایاں اکبری بدولت خانہ ایشاں صحبتہا منعقد می گشت و احتظاظ وافی محصل می گردید۔

پنا و تنو مقدم ایں طایفہ باعتبار حسن سرشار و کمال وجاہت و حسن غنا و تناسب جوارح و اعضا منظور جناب بادشاہی بود و مورد عنایات نامتنہاہی اکنوں بطور خود ببزم آرائی مشتاقانست و رنگ افزونہ جہتہ تکلیف آرزومندان خرامش ہمیں کہ بحرکات رقص آشنا گردید شور تحسین در نغمہ بلند میگردد و صدایش ہرگاہ کہ باوج کشید غلغل آفریں فضائی ہوا تنگ می نماید رنگینئ روزمرہ ہایش سامعہ را بہ گلگشت بہار میبرد و قسم ہائے شیرینیش کہ در حقیقت جزو محاورہ است افسون بیخودی بگوش دلہا میخواند خواندن خیال بہ نزاکتے و اندازیست کہ حوصلہ سامعہ بفریاد می آید و بے اختیار بہار موکشاں بدایرہ وجد و حال می آرد گرسنہ چشماں راگ را از مایدہ صحبتش سیری و نادیدگان حسن را دام اختلاطش

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمی، مجلس انتظامی ... ایک وقت میں ... کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ [illegible] عہدہ داران جامعہ

مجالس تحقیقات و نصاب ... کتابیں ... اپنے پاس رکھ سکتے ہیں

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ ... کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں ... اور اگر ... [illegible]

اراکین دارالترجمہ ... شدہ دو کتابیں ... ایم اے، ایل ایل بی اور تحقیقاتی ... [illegible]

۳۔ طلبا میں ایم اے ... ایک ہفتہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں ... طلبہ ... [illegible]

کے طلبہ تین کتابیں دو ہفتہ کے لئے ... [illegible]

طلبہ پانچ کتابیں ... لیا جائیگا ... [illegible]

۴۔ مدت مقررہ ... کتاب ... [illegible]

ایک آنہ یومیہ فی کتاب ... لازم ہے

۵۔ ... کتاب کا ... [illegible]

کتب خانہ میں کتاب ... [illegible]

۶۔ کتابیں گم ... ہو جائیں تو ... [illegible]

ہوگی۔ ... قیمت ... [illegible]

۷۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں

جاری نہیں کی جا سکتیں۔ فقط